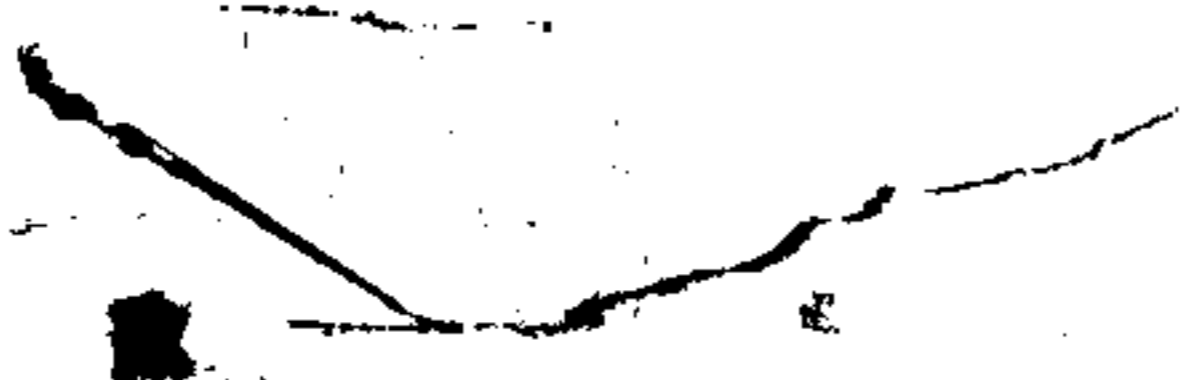


اُردو میں سیرتِ طیبہ پر  
علمائے ہند کی تصانیف

نشاط احمد عمری  
ایم۔ اے، ایم۔ فل

CONFIDENTIAL



# اُردو میں سیرت طیبہ پر علمائے ہند کی تصانیف



نشاط احمد عمری

ایم۔ اے۔ ایم۔ فل

© جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

اردو میں سیرتِ طیبہ پر علمائے ہند کی تصانیف	:	نام تصنیف
نشاط احمد عمری	:	مصنف
۲۱۶ صفحات	:	ضخامت
مارچ ۲۰۰۳ء	:	سنہ اشاعت
مدینہ کیپیوٹرز	:	کیپیوٹر کیپیوزنگ
غلام حسین	:	سرورق
Price Rs - 200/-	:	قیمت
300	:	تعداد
۲۰۰۳ء	:	طبع اول
مکتبہ شاداب ریڈ ہلز، حیدرآباد	:	ناشر
لکی پریس، چھتہ بازار حیدرآباد، 24401646	:	طباعت

URDU MEIN SEERAT-E-TAYYABA PAR  
ULAMA-E-HIND KI TASNEEF  
BY NISHATH AHMED OMERI

ملنے کے پتے:

- ۱۔ رہائش گاہ مصنف 7-14-21 ماسکوا سٹریٹ، ویزاگ۔ 530001
- ۲۔ اسلامک سنٹر چنگل راؤ پیٹا، ویزاگ۔ 530001
- ۳۔ سب رس بک ڈپو ادارہ ادبیات اردو (ایوان اردو) پنجہ گہ روڈ حیدرآباد۔ 500082
- ۴۔ کتب خانہ اردو ہال، حمایت نگر حیدرآباد۔
- ۵۔ مکتبہ شاداب 147-5-11 ریڈ ہلز، حیدرآباد۔ 500004
- ۶۔ ایجوکیشنل بک ہاؤس، نئی دہلی۔ ۷۔ ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ۔
- ۸۔ زینت کتاب گھر، داؤد منزل جدید ملک ہیٹ حیدرآباد۔ 24

۵۹۱۲۵/۵۲

انتساب

اپنی اس تصنیف کو اپنے  
والدین کی خدمت میں بصد  
خلوص و نیاز پیش کرتا ہوں۔

نشاط احمد

نتیجہ امتحان

شجرہ منورہ

اللہ سبحانہ تعالیٰ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

والدہ محترمہ

والد بزرگوار

مقبول جان

نذیر احمد

رفیع احمد ارشد احمد اشفاق احمد انیس احمد رئیس احمد نکبت پروین

### اساتذہ دینیات

مولانا ابو ذر عبدالرب

جامعہ دار السلام، عمر آباد

جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ

مدرسہ رحمانیہ، مدراس

مولانا عارف الدین کلیم عمری

مدرسہ فیاض السام، دشاکھا پنٹنم

جامعہ الامام محمد بن مسعود

اسلامک یونیورسٹی، ریاض

### اساتذہ ادبیات

حیدر آباد سنٹرل یونیورسٹی

پروفیسر محمد الورد الدین

صدر شعبہ اردو

پروفیسر رحمت پست زئی

ڈاکٹر نسیم الدین فریس

ڈاکٹر میر محبوب حسین

ڈاکٹر حبیب نثار

پروفیسر رتن لال ہنگلو

صدر شعبہ تاریخ

ساتھی

آندھرا پردیش یونیورسٹی

ڈاکٹر مقبول قادری

صدر شعبہ اردو

ڈاکٹر انیس النساء

ہمزاد

احباب

# برنامہ

مقدمہ

- باب اول : سیرت کا مفہوم، اہمیت و افادیت  
سیرت اور حدیث میں فرق  
سیرت اور سوانح میں فرق  
سیرت اور تاریخ میں فرق
- باب دوم : سیرت نگاری کے بنیادی اصول و موضوعات
- باب سوم : سیرت نبوی کا بنیادی مواد  
قرآن میں سیرت نبوی کی جھلکیاں  
احادیث میں سیرت نبوی کی جھلکیاں  
احادیث سے سیرت کی تدوین  
بعثت سے پہلے کے حالات
- باب چہارم : عربی زبان میں سیرت نگاری کی روایت  
پس منظر  
فنِ مغازی (سیرت) کی ابتداء  
تابعین میں مغازی کے علماء
- باب پنجم : فارسی زبان میں سیرت نگاری کی روایت
- باب ششم : ہندوستان میں عربی و فارسی سیرت نگاری کا مختصر جائزہ
- باب ہفتم : مکمل سیرت نگاران رسول صلی اللہ علیہ وسلم

مولانا محمد صبغت اللہ \_\_\_\_\_ فوائد بدریہ  
 شیخ عبدالحق محدث دہلوی \_\_\_\_\_ مدارج النبوة  
 سرسید احمد خاں \_\_\_\_\_ خطبات احمدیہ  
 سرسید احمد خاں \_\_\_\_\_ جلاء القلوب بذكر الحبوب  
 علامہ محمد شبلی نعمانی \_\_\_\_\_ سیرت النبی  
 قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری \_\_\_\_\_ رحمۃ اللعلمین  
 سید سلیمان ندوی \_\_\_\_\_ خطبات مدراس  
 سید سلیمان ندوی \_\_\_\_\_ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 سید سلیمان ندوی \_\_\_\_\_ رحمت عالم  
 مولانا ابوالکلام آزاد \_\_\_\_\_ رسول رحمت  
 مولانا سید ابوالحسن علی ندوی \_\_\_\_\_ نبی رحمت  
 مولانا سید ابوالحسن علی ندوی \_\_\_\_\_ منصب نبوت اور اس کے  
 عالی مقام حاملین  
 مولانا سید ابوالحسن علی ندوی \_\_\_\_\_ سیرت رسول اکرم  
 مولانا سید ابوالحسن علی ندوی \_\_\_\_\_ کاروانِ مدینہ  
 مولانا مودودی \_\_\_\_\_ سیرت سرورِ عالم  
 مولانا اشرف علی تھانوی \_\_\_\_\_ نشر الطیب فی ذکر النبی الحبيب  
 منظوم سیرت نگاری :  
 غازی غلام علی مہری \_\_\_\_\_ مصباح المجالس  
 علامہ شاہ عبدالحی احقر بنگلوری \_\_\_\_\_ جنان السیر  
 حافظ عبدالرزاق حافظ باقوی \_\_\_\_\_ قمرنامہ اسلام  
 حفیظ جالندھری \_\_\_\_\_ شہادت اسلام

باب ہشتم



دانش فرازی \_\_\_\_\_ محسن اعظم ۷۸  
قیصر الجعفری \_\_\_\_\_ چراغ حرا  
منظوم حسن ماہر القادری \_\_\_\_\_ ذکر جمیل  
مولانا عبدالقادر مصباحی \_\_\_\_\_ بادۂ حجاز

باب نہم : غیر منقوط سیرت نگاری

مولانا محمود ولی رازی \_\_\_\_\_ ہادی عالم ۷۸

باب دہم : مترجم سیرت نگاران رسول

ابن ہشام \_\_\_\_\_ سیرت ابنی کامل

علامہ حافظ جلال الدین سیوطی \_\_\_\_\_ الخصائص الکبریٰ

محمد حسین ہیکل \_\_\_\_\_ حیات محمد

محمد حسین ہیکل \_\_\_\_\_ زندگانی محمد

مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی \_\_\_\_\_ شواہد النبوت

احمد علی بن سید محمد علی الواعظ \_\_\_\_\_ شوکت الاسلام

امام یوسف بن اسماعیل بنہانی \_\_\_\_\_ انوار محمدیہ

شاہ ولی اللہ دہلوی \_\_\_\_\_ قرۃ العیون شرح سرور الخزون

مولانا صفی الرحمن مبارک پوری \_\_\_\_\_ الریحق المختوم

باب یازدہم : سیرت کے خاص پہلوؤں پر لکھی جانے والی کتابیں

عبدالرزاق بلخ آبادی \_\_\_\_\_ رحلت مصطفیٰ

ڈاکٹر حمید اللہ \_\_\_\_\_ عہد نبوی کے میدان جنگ

عبدالباری \_\_\_\_\_ رسول کریم کی جنگی اسکیم

شاہ فضل اللہ \_\_\_\_\_ عہد نبوی کے غزوات و سرایا

مولانا حکیم ایمن مدنی \_\_\_\_\_ اٹکھائے نبوی

مفتی شمس الدین احمد \_\_\_\_\_ شمع ہدایت  
 سید اسعد گیلانی \_\_\_\_\_ رسول اکرم کی حکمت انقلاب  
 ابوسلیم محمد عبدالحئی \_\_\_\_\_ حیات طیبہ  
 یوسف اصلاحی \_\_\_\_\_ داعی اعظم  
 ملا واحدی \_\_\_\_\_ حیات سرور کائنات  
 مولانا حفیظ الرحمن سیوہاردی \_\_\_\_\_ قصص القرآن  
 مولانا وحید الدین خاں \_\_\_\_\_ پیغمبر انقلاب  
 مسعود احمد \_\_\_\_\_ تاریخ الاسلام و المسلمین  
 مفتی فضل الرحمن عثمانی \_\_\_\_\_ معمار انسانیت  
 بشیر احمد شارق دہلوی \_\_\_\_\_ سیرت پاک  
 چودھری افضل حق \_\_\_\_\_ محبوب خدا  
 ڈاکٹر محمد آصف قدوائی \_\_\_\_\_ مقالات سیرت  
 مولانا عبدالصمد رحمانی \_\_\_\_\_ پیغمبر عالم  
 مولانا اکبر شاہ نجی آبادی \_\_\_\_\_ تاریخ اسلام  
 مولانا مفتی محمد شفیع \_\_\_\_\_ سیرت خاتم الانبیاء  
 مولانا عاشق الہی میرٹھی \_\_\_\_\_ پیغمبر اسلام  
 مولانا قاری محمد طیب \_\_\_\_\_ آفتاب نبوت  
 مولانا احمد سعید طبع آبادی \_\_\_\_\_ رسول اللہ  
 مولانا قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی \_\_\_\_\_ سیرت طیبہ  
 مختصر سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم  
 سوامی لکشمی پرشاد \_\_\_\_\_ عرب کا چاند  
 مولوی عبدالقیوم خاں \_\_\_\_\_ ؟

باب دوازدهم

مولوی بشیر الدین احمد شریف — مختصر سیرت النبی  
 حشمت النساء بیگم — سیرت رسول  
 مولانا غمار احمد — رسول اکرم  
 مولانا مناظر احسن گیلانی — النبی الخاتم  
 مولانا راشد الخیری — آمنہ کلال  
 مولانا عاشق الہی میرٹھی — ماہ تاب عرب  
 مولانا احمد یار خاں نعیمی — شان حبیب الرحمن  
 مولانا قاری محمد طیب — شان رسالت  
 مولانا قاری محمد طیب — خاتم النبیین  
 مولانا قاری محمد طیب — آفتاب نبوت  
 ابو سلیم محمد عہد اٹھی — حیات طیبہ  
 ڈاکٹر مصطفیٰ سہابی — سیرت النبی  
 مولانا احمد سعید — سیرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم  
 سید امین الحسن ندوی — محمد رسول اللہ  
 حکیم شرافت حسین رحیم آبادی — حیات النبی  
 صلی اللہ علیہ وسلم

محمد رفیع — آدم سے محمد تک  
 پروفیسر حمید اللہ شاہ ہاشمی — رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 مولانا محمد عنایت احمد — توارخ حبیب اللہ

باب سیزدہم : ناول کے انداز میں سیرت نگاری

مولانا عبدالعلیم شرر — جو یائے حق  
 مولانا صادق حسین سردھنوی — آفتاب عالم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نشاط احمد

## حرفِ مقبول

نعت گوئی کی طرح سیرت نگاری بھی ایک ایسی صنف ہے جس میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ دنیا بھر میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر مختلف زبانوں میں بے شمار کتابیں لکھی جا چکی ہیں اور اب بھی لکھی جا رہی ہیں۔ خود اردو زبان میں سیرت پاک پر جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان کا شمار مشکل ہے۔ اکثر علماء نے سیرت پر ایسی کتابیں تحریر کی ہیں جو کئی ضخیم جلدوں پر مشتمل ہیں اور اس بات کی کوشش کی ہے کہ ممکنہ حد تک سیرت اقدس کی تمام جزئیات تک رسائی حاصل کی جائے۔ بعض حضرات نے اختصار سے کام لیتے ہوئے بھی ایسی کتابیں تحریر کی ہیں جن میں سیرت کے اہم پہلوؤں کا احاطہ کر لیا گیا ہے۔ بعض اہل قلم ایسے بھی ہیں جنہوں نے سیرت محمدی کی پیشکش میں ناول کی سی دلچسپی کو برقرار رکھنے میں کامیابی حاصل کی ہے اور بعض شعراء کرام نے سیرت النبی کو منظوم پیرائے میں پیش کیا ہے۔ کچھ حضرات نے طلباء اور بچوں کی ضروریات کو پیش نظر رکھتے ہوئے آسان

زبان میں مختصر کتابچے تحریر کیے ہیں تو سیرت پر ان گنت تحریریں ایسی بھی ہیں جو مضامین کے دائرے میں آتی ہیں۔ غرض ہماری زبان میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر مختلف زاویوں سے اور مختلف انداز میں لکھی گئی کتابوں کا ایک عظیم الشان ذخیرہ موجود ہے۔

زیر نظر کتاب ”اردو میں سیرت طیبہ پر علمائے ہند کی تصانیف“ میرے عزیز شاگرد مولانا نشاط احمد عمری کی قابل تحسین کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ انھوں نے سیرت، سوانح، حدیث اور تاریخ کے فرق کو واضح کرتے ہوئے سیرت نگاری کی معنویت، اہمیت اور افادیت پر روشنی ڈالی ہے۔ اپنے اصل موضوع کی طرف آنے سے پہلے سیرت نگاری کا تاریخی پس منظر پیش کرتے ہوئے عربی اور فارسی زبانوں میں عہد بہ عہد سیرت نگاری کا جائزہ پیش کیا ہے۔ نوجوان اور ہونہار مصنف نے اپنی اس کتاب کو تیرہ ابواب میں اس طرح تقسیم کیا ہے کہ ان ابواب میں سیرت نگاری کے مختلف پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے۔ ان میں تقریباً تمام اہم سیرت نگاروں کا تعارف بھی ہے اور ان کی سیرت نگاری کے انداز و اسلوب پر ایک محققانہ نظر بھی۔ خاص طور پر ہندوستانی سیرت نگاروں اور ان کی تصانیف کا قدرے تفصیلی جائزہ لیا ہے اس لیے کہ یہی ان کا موضوع ہے۔ بعض مستشرقین نے سیرت پاک پر جو بے جا اعتراضات کیے تھے ان کا مدلل جواب بھی ہمارے سیرت نگاروں نے دے دیا ہے۔ نشاط احمد نے سیرت کی مختلف اور مستند کتابوں سے اقتباسات دے کر اس کی وضاحت کر دی ہے۔ اسی طرح انھوں نے کئی اہم سیرت نگاروں کی تصانیف سے اقتباسات پیش کر کے ان کے طرز نگارش اور زاویہ نگاہ کو واضح کیا ہے۔۔۔ بعض سیرت نگاروں نے تفصیل و وضاحت کے ساتھ سیرت پر ضخیم جلدیں تحریر کی ہیں تو کسی نے مختصر سیرت نگاری پر اکتفاء کیا ہے۔ کسی نے سیرت کے مخصوص پہلوؤں کو پیش نظر رکھا ہے تو کسی نے دوسری زبان سے اردو میں سیرت کے ترجمے کو پیش کیا ہے۔ کسی نے مظلوم سیرت نگاری کے ذریعہ گل ہائے عقیدت پیش کیے ہیں تو کسی نے زبان و بیان پر اپنی قدرت کا ثبوت بہم پہنچاتے ہوئے غیر منقوٹ تحریر میں سیرت نگاری کا ایک نادر نمونہ پیش کیا

ہے۔ غرض مولانا نشاط احمد کی یہ کتاب تاریخی حقائق کو بھی سامنے لاتی ہے اور سچی اہم سیرت نگاروں کی شخصیات اور ان کی سیرت نگاری کی نمایاں خصوصیات کا احاطہ کرتی ہے۔ مندرجہ بالا خوبیوں کے پیش نظر مجھے یہ کہتے ہوئے نہایت مسرت ہوتی ہے کہ مولانا نشاط احمد عمری نے ایک سمندر کو کوزے میں بند کرنے کی کوشش کی ہے اور اپنی تصنیف کے ذریعہ ایک ایسی مبارک وسعید محفل آراستہ کر دی ہے جس میں کم و بیش سبھی نامور سیرت نگاروں اور ان کی تصانیف سے ہم بخوبی متعارف ہو سکتے ہیں۔ یہ کتاب اپنے مخصوص موضوع اور مواد کے اعتبار سے اردو ادب میں ایک نادر اضافہ ہے۔ مصنف نے اس کی ترتیب میں جس تلاش و تحقیق اور عرق ریزی سے کام لیا ہے اس کی داد نہ دینا نا انصافی ہوگی۔ مجھے پوری امید ہے کہ انشاء اللہ یہ کتاب اپنی اہمیت و افادیت کی بناء پر حلقہ اہل علم میں بہ نظر احسان دیکھی جائے گی اور خصوصاً طلباء کے لیے استفادے کا باعث ہوگی۔ مولانا نشاط احمد عمری سیرت نگاری پر اس انوکھی اور مفید کتاب کی پیشکش پر یقیناً مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔

ڈاکٹر مقبول فاروقی

صدر، شعبہ اردو

آندھرا پردیش یونیورسٹی

وشاکھا پنٹم

چشمِ اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے  
رفعتِ شانِ رفعتا لک ذکرک دیکھے



## مقدمہ

الحمد لله الذي ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله و الصلوة والسلام على نبينا محمد صلى الله عليه وسلم الذي بلغ الرساته وادى الامانته و نصح للامة و على آله وصحبه اجمعين : نوع انسانی کے پاس خالق کائنات کے عطیوں میں سب سے زیادہ حسین عطیہ ان پیغمبروں کی سیرت اور ان کا اصلاحی کارنامہ ہے جنہیں اس نے مختلف زبانوں میں مختلف قوموں میں مبعوث فرمایا۔ انسانیت کی عزت و آبرو انہیں کی سیرتوں سے قائم ہے۔ اگر انسانیت کے مرقع سے ان کو علیحدہ کر دیا جائے تو دنیا کی تاریخ ہوا دھوس، خود غرضی، مطلب پرستی، جنگ و جدال، اوہام و خرافات اور جہالت و ضلالت کی داستان بن کر رہ جاتی اس میں کہیں کہیں رشد و ہدایت کے جو دیئے ٹٹماتے نظر آتے ہیں اگر ان کے متعلق بھی تحقیق کی جاتی تو ان کی روشنی کی تاریخ بھی کسی پیغمبر برحق کی تبلیغ و ہدایت اور جدوجہد سے وابستہ نظر آتی۔ ان چراغوں کی حقیقت بھی گمراہی اور

جہالت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں اس سے زیادہ نہیں کہ برسات کی اندھیری رات میں کچھ جگنو اڑتے اور چمکتے نظر آتے ہیں۔ ایسی ہدایت و رہنمائی جس سے انسانیت کے بھٹکے ہوئے قافلے منزل کی راہ پائیں اور تہذیب و تمدن کے ڈوبتے ہوئے سفینے کنارے لگ جائیں صرف پیغمبروں کے ہاں نظر آتی ہے۔ (علی میاں ندوی۔۔۔)

چودہ سو سال قبل فاران کی چوٹیوں سے ایک نور مبین چمکا اس کی ایک ہی کرن نے ظلمت کدہ گیتی کو مطلع انوار بنا دیا۔ اسی عالمگیر انقلابی آواز نے انسانیت اور حق و انصاف کی ایسی بنیادیں تعمیر کی جس میں سیاسی اقمہ بندی، معاشی و اخلاقی آزادی تھی۔ اس شمع امن و سلامتی کے مٹھی بھر پرستار عرب کے پتے ہوئے صحراؤں سے حق و صداقت اور توحید و رسالت کے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر کئی افریقہ کے میدانوں میں، کبھی چین کے پہاڑوں میں، کبھی اسپین میں اور کبھی بت کدہ ہند میں پہنچے اور دیکھتے ہی دیکھتے افق عالم پر چھا گئے۔ مجاہدوں کے قافلے اپنی منزلیں طے کرتے رہے اور ہر منزل پر قدموں کے ایسے نشان چھوڑ گئے جس کو حوادثِ زمانہ کی طوفانی موجیں آج تک نہیں مٹا سکیں۔ حقائق کی چٹانوں پر تاریخ کے یہ سربتک مینار آج بھی اقوامِ عالم کی رہنمائی کر رہے ہیں۔ (تاریخ اسلام)

یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ رسولِ عزیزِ فدائی و امی کی ذات بابرکت عالمِ انسانی کی وہ واحد شخصیت ہے جس کی سیرت مبارکہ پر سب سے زیادہ لکھا گیا۔ حتیٰ کہ سیرتِ نبویؐ ایک مستقل فن بن گیا اور اس فن نے لوگوں کے دلوں میں محبت و عقیدت رسول کی وہ لو لگائی کہ وہ ان کی دھڑکن بن گئی اب محمد عربیؐ صرف ایک علاقہ یا قوم کے فرد و رسول نہیں بلکہ وہ ساری اسلامی دنیا کے معظم ترین و محبوب ترین شخص اور سب کے رسول ہیں انسانی تہذیب نے جوں جوں ترقی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقبولیت و محبوبیت میں اضافہ ہوتا گیا۔ سیرتِ طیبہ ایک ایسا سدا بہار موضوع ہے جس پر بلا مبالغہ ہزار ہا اہل قلم

تے مختلف زبانوں میں تاجیہ فرمائی کہ ہے، ہشتاد تین سو سے زائد لغتیں لکھی گئی ہیں۔  
 جسے انداز میں سیرت طیبہ کا مطالعہ کر کے سیکھیں، سیرت اولیٰ، سیرت ثانیہ، سیرت ثالثہ، سیرت رابعہ،  
 سیرت خامسہ، جس کی تفسیر سیرت و سوانح کی صورت میں لکھی گئی ہے۔ سیرت اولیٰ، سیرت ثانیہ،  
 سیرت ثالثہ اور آپ کی حیات طیبہ کے ایک ایک واقعہ کو درج ذیل تک مکتوبہ کرنے کے لیے  
 جس دیوانہ وار محنت اور جس محنت و مشورے کاوش کو سنا ہے وہ سیرت محمدیہ نے کیا ہے۔ کوئی اور امت  
 اس کی تشریح نہیں کر سکتی۔

اسلامی دنیا میں پاکستان میں اسلام کی ایک اہم ترین حصہ جو جگر پودہ ہے اس کے  
 مسلمانوں کو خاص طور سے اپنے محبوب رسول سے کچھ کم عقیدت و محبت نہیں، اپنا اپنا سیرت  
 کے لوگوں کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ ان کے بعض ممتاز افراد نے عالم اسلام کے دل یعنی  
 مدینہ منورہ میں بیٹھ کر یا شند گین شہر رسول کو سیرت نبوی کا درس دیا برصغیر میں مشفقہ زبانوں  
 میں سیرت نبوی پر تقریری، دوری اور تحریری کام کیا گیا اور آج تک اس مقدس موضوع پر  
 ہزار ہا تالیقات صرف ہمارے ملک میں لکھی جا چکی ہیں۔ ہندوستان میں اہل علم کا کوئی  
 طبقہ ایسا نہ تھا جس نے اپنے اپنے فن کی میزان نقد میں سیرت کے مضامین و تحقیقات کو نہ  
 تو لا ہو حفاظ نے اس کی سیرت سے متعلق آیات قرآنی کو پڑھا۔ مرثیہ نے حدیثیں بیان  
 کیں، ادیبوں نے اس کے عزلی اشعار اور ترجموں پر نقد کیا، علماء انساب نے اسما کی تہنیت  
 کی، منجموں اور حساب دانوں نے سیرت سے تعلق زاپہوں اور تاریخوں پر نظر ثانی کی۔  
 اہل تاریخ و سیرت نے واقعات کی جانچ پڑتال کی۔ ان تمام لوگوں نے اپنے فنان و افکار سے  
 مطلع کیا اور ان چیزوں سے فائدہ اٹھایا۔ (سیرۃ النبی)

لیکن اس دیوانہ وار محنت کے باوجود جس کی تاریخ چودہ صدیوں کے بلوئیل عرصے  
 پر محیط ہے کون کہہ سکتا ہے کہ اس محبوب اور مقدس موضوع کا حق ادا ہو گیا اور اس بحرنا پیر  
 کنار کی تہ سے تمام موتی نکال لے گئے۔ آج بھی نبی احمدؐ کے جاں نثار سیرت طیبہ کے  
 نئے نئے گوشوں پر اپنی کاوش و تحقیق کی پونجی پھانسی کر رہے ہیں۔ لیکن سیرت مصطفویٰ کے

سامنے ایک گلشنِ خلد بہار ہوتا ہے جس کے ہر پھول کی رنگینی و شادابی دامنِ نگہ کو بھروینے والی ہوتی ہے۔ یہ چین کا اپنا انتخاب اور مذاق ہے کہ کس پھول کو لیا اور کس کو چھوڑا مگر حقیقت یہ ہے کہ جسے چھوڑا وہ اس سے کم نہ تھا جسے چن لیا۔ (رحمت اللعلمین ص: ۱۰)

سید المرسلین کی سیرتِ طیبہ کا ذکر زبان سے ہو یا قلم سے۔ میں بہت بڑی سعادت سمجھتا ہوں اس سے بڑھ کر اور کیا سعادت ہو سکتی ہے کہ میری زندگی کے کچھ لمحے محبوبِ خدا کے جمال و خیال کے تصور میں صرف ہوں اور میرا قلم صفحہ قرطاس پر ان حسین تصورات کی تصویر کشی کرے اور قیامت کے دن جب بارگاہِ الہی میں حاضر ہوں تو یہی سامانِ نجات بن جائے اپنی بے بضاعتی و کم مانگی کے شدید احساس کے باوجود اس ہیچ مدعاں نے سیرتِ نبوی پر علماء ہند کی تصنیفی خدمات کا عنوان منتخب کیا تا کہ سیرت کے دلکش اور وسیع چمن زار سے خوشنما پھولوں کو منتخب کروں جس کی رنگینی اور مہک سدا بہار ہے اور ان کی نسیمِ عطر بیز سے آج بھی انسانیت کے قافلے اپنے کردار کو معطر کر سکتے ہیں اور اجر بڑے ہوئے دل آباد اور بے مقصد زندگی پر کیف بنا سکتے ہیں اور سوز و گداز کی بھٹی کو گرم اور وقت کے آنسوؤں سے دل کا رنگ دھو سکتے ہیں اور محبوب کے نقوشِ پا کا سرمہ لگا کر منزلِ مقصود کی طرف گامزن ہو سکتے ہیں۔

علماء ہند کے رشحاتِ قلم زماں و مکان کے وسیع رقبے میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اسباق کی مصروفیت، مراجع و مصادر کی عدم فراہمی اور مقالہ کے صفحات کی تنگ دامنی کے باوجود حتی المقدور دریا کو کوزے میں بھرے اور بکھرے ہوئے موتیوں کو ایک دھاگے میں پرونے کی کوشش کی ہے۔ بہر حال یہ ایک طالبِ علم کی تحریری کوششوں کا نقشِ اول ہے اور کسی بھی نقشِ اول کے بارے میں تکمیل کا دعویٰ نہیں کیا جاسکتا۔ میں بھی اس کی خامی و ناتمامی کا معترف ہوں۔ بڑی ناسپاسی ہوگی اگر میں اپنے مشفق اساتذہ کرام و احباب کا شکر یہ نہ ادا کروں جن کے مشورہ اور تعاون اس سفر میں میرے لیے بہترین زادراہ تھے ان کی تنویرِ ہدایت آئندہ تصنیفی زندگی میں رہنما اصول کے بطور میرے کام آئے گی۔ ”فجز اہم اللہ

خیر الجزاء فی الدارین و نفع بھم الامتہ الاسلامیۃ“ بارگاہِ رب العلمین میں دست بدعا ہوں  
کہ اس حقیر محنت کو قبول فرمائے اور اسے اپنی خوشنودی کا ذریعہ بنائے اور اپنے حبیبؐ کے  
نقش قدم پر امت محمدیہ کو چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

نشاط احمد عمری

پی ایچ۔ ڈی، ریسرچ اسکالر

حیدرآباد سنٹرل یونیورسٹی آف حیدرآباد

## باب اول

### سیرت کا مفہوم جامعیت، اہمیت و افادیت

تاریخ ادبیات میں سیرت و سوانح کی تاریخ بہت ہی قدیم ہے۔ جہاں تک سیرت النبی کا تعلق ہے سیرت نگاری کی ابتداء حضرت عمر بن عبدالعزیز کے عہد خلافت سے ہو چکی تھی اور اسی عہد میں اس فن کا عام رجحان پیدا ہوا۔ چنانچے علامہ شبلی نعمانی رقم طراز ہیں:

”حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اس فن کی طرف خاص توجہ کی اور حکم دیا کہ غزواتِ نبوی کا خاص حلقہء درس قائم کیا جائے۔۔۔ اسی زمانے میں امام زہری نے مغازی پر ایک مستقل کتاب لکھی۔“ (۱)

سیرت عربی زبان کا لفظ ہے جو اخلاق و عادات کے معنوں میں مستعمل ہے۔ صاحب فرہنگ آصفیہ نے اس لفظ کی تشریح میں خو، خصلت، عادت، ذاتی وصف اور سلیقہ وغیرہ لکھا ہے۔ (۲)

نور اللغات میں بھی سیرت کے معنی عادت، خصلت، طریقہ اور ہیئت کے ہیں اور اسی توضیح سے مہذب لکھنوی نے بھی اتفاق کیا ہے۔ ساتھ میں یہ بھی اضافہ کیا کہ اردو میں یہ لفظ ذاتی وصف اور ذاتی لیاقت کے معنی میں مستعمل ہوا ہے۔ (۳)

سیرت کی جمع سیر ہے جس کے معنی خصلتیں، عادتیں، علم تاریخ اور گزرے ہوئے

لوگوں کے حال کا بیان ہے (۳)۔

ابتداء میں یہ لفظ عام لوگوں کے حالاتِ زندگی کے لیے لُغز اور نظم میں استعمال ہوتا رہا۔ پھر آنحضرتؐ کے حالاتِ مقدسہ، تعلیمات و افکار کے لیے یہ لفظ مخصوص ہو گیا۔ چنانچہ شاہ عبدالعزیز دہلوی رقم طراز ہیں:

”آنچه متعلق بوجود پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام و آں عظام است و از ابتدائے تولد آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم تا غایت وفات آں را سیرت گویند۔“ (۵)

محدثین و فقہاء کے نزدیک یہ لفظ مغازی اور جہاد کے معنوں میں لیا گیا ہے صاحبِ فیروز اللغات لکھتے ہیں کہ:

”مغازی، مغزئی کی جمع ہے جس کے معنی ہیں لڑائیاں، کافروں کے ساتھ جنگ، خصوصاً وہ لڑائیاں جن میں حضورؐ خود موجود تھے۔“ (۶)

نبی کریمؐ نے جن جنگوں میں شرکت کی اور جنگیں لڑیں اصحابِ سیرت نے ان جنگوں کو غزوات کے تحت بیان کیا ہے اور وہ لشکروں کی ٹولیاں جن میں نبیؐ موجود نہیں تھے اس کو سیرہ کہا ہے امام مسلم (متوفی ۲۶۱ھ) کی جامع میں کتاب ”السیر الجہاد“ اور حافظ ابن حجر (متوفی ۸۵۲ھ) کی ”فتح الباری“ میں ”کتاب المغازی والسیر“ کے عنوانات موجود ہیں۔ ”خصائص الکبریٰ“ کے اردو مترجم حکیم غلام معین الدین نعیمی اپنے مقدمے میں رقم طراز ہیں:

”حضور سرور کائنات کے غزوات، ان کے اسباب اور نتائج کو تفصیل کے ساتھ جن کتب میں پیش کیا ہے وہ کتب تاریخ ادب میں ”مغازی“ کے نام سے مشہور ہیں اور پہلی صدی ہجری میں سیرۃ النبیؐ کے اس پہلو پر کچھ لکھنا ہی سیرت نگاری سمجھا جاتا تھا۔“ (۷)

ضیاء الدین اصلاحی نے مندرجہ بالا اقتباس سے اتفاق کیا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں: ”تاریخ نگاری کے قدیم طریقے میں فتوحات اور رزمیہ کارناموں کو نہایت تفصیل سے لکھا جاتا تھا۔۔۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ سیرت کا نام ہی مغازی پڑ گیا اور سیرت کی ابتدائی

تصنیفات اسی نام سے مشہور ہیں۔“ (۸)

مغازی کے لفظی معنوں کے لحاظ سے تو اس صنف کو ابتداء غزوات نبی تک محدود رکھا گیا۔ لیکن رفتہ رفتہ سیرت نگاران رسولؐ نے اس فن کو اتنی وسعت بخشی کہ نبی کریمؐ کی پیدائش سے وفات تک کے تمام حالات و واقعات، آپؐ کی ذات و صفات، آپؐ کی عظمت و بلندی اور تمام حالات کو ”کتاب سیرت“ ہی کے ایوان اور فصول میں یکجا کیا گیا۔

خلق : سیرت عربی زبان کا لفظ ہے لیکن کتاب اللہ میں یہ لفظ کہیں بھی استعمال نہیں ہوا ہے سیرت النبیؐ کے لیے لفظ خلق آیا ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے:

و انک لعلی خلق عظیم

اسی طرح آپؐ کے تعلق سے حدیث عائشہؓ میں مذکور ہے ”وکان خلقہ القران“ صحابہ کرام اور بہت سے شعراء عرب نے آپؐ کے حالات مقدمہ کے لیے سیرت، مکارم اور اخلاق جیسے الفاظ استعمال کیے ہیں۔

سیرت : حضرت کعب بن مالکؓ نے نعت میں لفظ سیرت کو استعمال کیا ہے۔

ع الحق منطوقہ، والعدل سیرتہ، فمن بحبہ الیہ

سبح شیخ من ثبت

اخلاق : حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے لفظ سیرت کی جگہ انہی معنی میں

لفظ اخلاق استعمال کیا ہے وہ کہتے ہیں:

روحی اتعد لمن اخلاقہ شہدت

باتہ خیر مولود من البشر۔۔۔ (۹)

مکارم : شیخ الرحیم البرقی نے سیرت کے معنی و مفہوم کے لیے لفظ مکارم کا

استعمال کیا ہے وہ کہتے ہیں:



## مکارم اخلاق و حسن شمائل

وشیمتہ جو دسحرہ مستموج (۱۰)

سیرت اور حدیث میں فرق : حدیث عربی لفظ ہے جس کے معنی کلام، کے ہیں لیکن اسلامیات کی اصطلاح میں اس کے معنی ہیں رسول کے قول، فعل اور کسی کے قول اور فعل کے بیان کو جو نبی نے سنایا دیکھا اور آپ نے اس پر اعتراض نہیں فرمایا۔ حدیث کی تین قسمیں ہیں (۱) حدیث قولی، (۲) حدیث فعلی، (۳) حدیث تقریری۔

محدثین کا مقصد احکام و مسائل کا علم اور ان کا بیان ہوتا ہے جب کہ سیرت نگار نبی کریم کی ذات مقدسہ سے بحث کرتے ہیں۔ سیرت کی کتابوں میں واقعات کی تفصیل ہوتی ہے اور آپ کی حیات کے ایک ایک پہلو کو اجاگر کیا جاتا ہے اس کے برخلاف حدیث میں واقعات کی تفصیل متواتر نہیں ہوتی اور کسی خاص پہلو کا اہتمام نہیں ہوتا۔ سیرت نگار کے پاس کئی مصادر و مراجع ہوتے ہیں جب کہ محدثین صرف اللہ کے رسول کی باتوں کو من و عن بیان کر دیتے ہیں۔

علامہ شبلی نعمانی اس ضمن میں لکھتے ہیں:

”بہت سے لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ”سیرت“ فن حدیث ہی کی ایک خاص قسم کا نام ہے۔ یعنی احادیث میں سے وہ واقعات الگ لکھ دیے گئے جو آنحضرت کے اخلاق و عادات سے متعلق ہیں، تو یہ سیرت بن گئی اور چونکہ حدیث میں متعدد کتابیں ایسی موجود ہیں جن میں ایک حدیث بھی ضعیف نہیں۔ مثلاً صحیح بخاری و مسلم تو یہ کہنا کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے کہ ”سیرت“ میں کوئی کتاب آج تک صحت کے التزام کے ساتھ نہیں لکھی گئی۔۔۔ اس بناء پر محدثین کی اصطلاح میں مغازی اور سیرت عام فن حدیث سے ایک الگ چیز ہے۔“ (۱۱)

فی الجملہ سیرت ایک جداگانہ فن ہے اور بعینہ فن حدیث نہیں ہے۔ اس لیے کہ اس کی روایتوں میں وہ احتیاط ملحوظ نہیں رکھی جاتی جو فن حدیث کے ساتھ مخصوص ہے۔ علاوہ ازیں سیرت میں جس قسم کی جزئیات کی تفصیل ملتی ہے وہ فن حدیث کے معیار کے موافق

نہیں ہوتی۔ اس لحاظ سے سیرت و مغازی کا رتبہ فنِ حدیث سے کم ہے۔ احادیث سے نبی کے حالات اور اخلاق و عادات پر کافی روشنی پڑتی ہے لیکن اس کے ذریعے تاریخی تصنیف تیار نہیں ہو سکتی اور ان میں تاریخی ترتیب بھی نہیں ہوتی۔

سیرت اور تاریخ میں فرق : تاریخ ایک مستقل فن ہے اصطلاح میں تاریخ اس علم کو کہتے ہیں جس میں انبیاء کرام، خلفائے راشدین، شہدائے کرام، علماء، حکماء، امراء و سلاطین کے حالات قلم بند کیے جائیں نیز ماضی کی معاشرت تہذیب و تمدن اور مختلف قبائل کے اخلاق و عادات سے بحث کی جاتی ہے۔

اکبر شاہ نجیب آبادی نے تاریخ کی تعریف یوں بیان کی ہے:

”انسانوں کے یکجا ہو کر رہنے کو تمدن اور اس انسانی مجموعہ کو مدینہ اور ان مختلف حالتوں کو جو طبعاً اس کو عارض ہوں۔ واقعات تاریخی اور پچھلوں کو پہلوں سے سن کر ان واقعات کو اکٹھا کرنے اور اپنے سے پیچھے آنے والوں کو عبرت اور نصیحت کے لیے بطور نمونہ چھوڑ جانے کو تاریخ کہتے ہیں۔“ (۱۲)

اس بیان کے پیش نظر سیرت اور تاریخ کے فرق کا ما حاصل یہ ہے کہ سیرت تاریخ کا ایک ہم پہلو ہونے کے ساتھ ساتھ فنِ تاریخ سے الگ اور ممتاز علم ہے تاریخ کے ترتیب میں جن مراجع کو بنیاد بنایا جاتا ہے وہ تین طرح کے ہوتے ہیں۔ (۱) آثارِ مضبوطہ، (۲) آثارِ منقولہ، (۳) آثارِ قدیمہ۔ آثارِ مضبوطہ سے مراد وہ تمام تحریری مواد ہے جو کتابوں یا دراشتوں اور دستری فیصلوں کی دستاویزات و احکامات کی شکل میں موجود ہے۔ آثارِ منقولہ سے مراد زبانِ زد عام باتیں ہیں۔ مثلاً کہانیاں، نظمیں اور ضرب الامثال وغیرہ اور آثارِ قدیمہ سے مراد پرانے زمانے کی نشانیوں ہیں۔

اسی طرح سیرت کے بھی تین اہم مراجع ہیں (۱) قرآن مجید، (۲) احادیث صحیحہ، (۳) سیرت کی ابتدائی کتب جو صحابہ کے اقوال و افعال و مشاہدات پر مشتمل ہیں اگر ہم تاریخ اور سیرت کے مراجع کا جائزہ لیں گے تو یہ اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں کہ سیرت کے

مراجع جس قدر مستند اور قابل اعتبار ہیں تاریخ کو اس کا عشر عشر بھی حاصل نہیں۔ کیوں کہ تاریخ کے مراجع روایتی اور درایتی ہیں۔

سیرت اور سوانح میں فرق : سیرت سے مراد سیرت النبی یا سیرت الرسول ہے اس کے برخلاف سوانح مختلف اشخاص کی حالات زندگی و سوانح عمریاں ہیں۔ اس بحث کو آگے بڑھانے سے پہلے نبی اور رسول کے درمیان فرق کی وضاحت ضروری ہے۔  
 نبی : یہ لفظ عربی زبان "نباء" سے مشتق ہے۔ جس کے معنی خبر یا اطلاع کے ہیں۔ مولانا عبد الحفیظ بلیاوی نے مصباح اللغات میں یہی معنی دیئے ہیں اور اسی لفظ سے نبی ہے جس کے معنی اللہ کا پیغمبر اور اونچا مقام کے ہیں مولوی سید احمد دہلوی نے نبی نے معنی خبر رساں، خبر پہنچانے والا، رسول قاصد الہی، پیغمبر فرستادہ خدا جو کتاب اور دین لایا ہوتا ہے۔

رسول : صاحب "القاموس الجدید" نے اس لفظ کی تعریف یوں کی ہے:  
 "(۱) پیغام رساں، قاصد، ایلچی، داعی (۲) صاحب کتاب و صاحب شریعت، نبی جو خدا کا پیغام لوگوں تک پہنچائے۔" (۱۳)

صاحب مصباح اللغات نے الرسول کے باب میں اسی کے معنی یہ بتلائے ہیں کہ:  
 "بھیجا ہوا، پیغامبر، پیغامبری کے معنی آئے ہیں۔" (۱۴)

جب کہ سید احمد دہلوی نے اس لفظ کی صراحت میں لکھا ہے:  
 "بھیجا ہوا، خدا کی طرف سے بھیجا ہوا، وہ نبی جو خدا کی طرف سے کتاب لے کر

آئے۔" (۱۵)

خاطر نشان رہے کہ نبی اور رسول میں منصب و مقصد کے لحاظ سے فرق پایا جاتا ہے۔ جو نبی ہوتا ہے ضروری نہیں کہ وہ رسول بھی ہو اس کے برعکس جو رسول ہوتا ہے وہ نبی بھی ہوتا ہے اس ضمن میں مولانا عبدالرشید نعمانی نے مختلف مفسرین اور علمائے کرام و محققین کی آراء پیش کی ہیں وہ لکھتے ہیں:

نبی اور رسول کے مابین کیا نسبت ہے اس بارے میں تین رائے ہیں:

(۱) یہ دونوں مساوی ہیں یعنی ہر نبی رسول ہے اور ہر رسول نبی ہے۔

(۲) یہ دونوں متباہین ہیں۔ رسول وہ ہے جو جدید شرع لے کر آئے اور نبی وہ ہے جو جدید شرع لے کر نہ آئے۔ پس کوئی رسول نبی نہیں اور کوئی نبی رسول نہیں۔ لیکن یہ محض غلط ہے کیوں کہ حضرت اسماعیلؑ کے متعلق قرآن مجید میں صاف تصریح ہے۔۔۔

وکان رسولاً نبیاً (اور تھا رسول نبی) اور اسی طرح موسیٰ کے حق میں وارد ہوا ہے۔

(۳) ان دونوں کے مابین عموم مطلق ہے اکثر علماء کی یہی رائے ہے اب بعض تو اسی طرف گئے ہیں کہ رسول اعم ہے اور نبی اخص، کیوں کہ رسول فرشتہ بھی ہوتا ہے اور انسان بھی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اللہ یصطفیٰ من الملائکۃ رسلاً و من الناس (۱۶)

حضرت شاہ عبدالقادرؒ نے جمہور علماء کی ترجمانی ان الفاظ میں کی ہے:

”جس کو اللہ سے وحی آئی وہ نبی ہے اور ان میں جو خاص ہیں،۔۔۔ امت رکھتے

ہیں یا کتاب وہ رسول ہیں۔“ (۱۷)

قاضی ناصر الدین علامہ عبداللہ بن عمر البیضاوی لکھتے ہیں۔ رسول وہ ہے جس کو اللہ نے شریعت جدیدہ دے کر مبعوث فرمایا ہوتا کہ وہ لوگوں کو اس کی طرف دعوت دے اور نبی اس کو بھی عام ہے اور اس کو بھی کہ جس کو شرع سابق کے برقرار رکھنے کے لیے بھیجا ہو۔

شیخ الاسلام ابن تمیہؒ نے ”کتاب نبوت“ میں اس سلسلہ میں ایک نفیس بحث سپرد قلم فرمائی ہے فرماتے ہیں: ”نبی وہ ہے جس کو اللہ بتلاتا ہے اور وہ جو کچھ اللہ بتلاتا ہے اس کو بتاتا ہے۔ اب اگر اسی کے ساتھ وہ اس شخص کی طرف بھی بھیجا گیا کہ جو کلم الہی کا مخالف ہے تا کہ اس کو اللہ کے پیغام کی تبلیغ کرے تو وہ رسول ہے۔ لیکن جس صورت میں کہ وہ پہلی ہی شریعت پر عامل ہو اور کسی کی طرف اس کو بھیجا نہیں گیا کہ جیسے وہ اللہ کے طرف سے پیغام پہنچائے تو وہ نبی ہوگا رسول نہیں۔“

حضرت عباسؓ کا قول ہے کہ ”نبی“ وہ ہے جس کو اللہ کی طرف سے وحی آئے اور وہ مومنین ہی کو احکامِ الہی کی تعلیم دے اور جو اس دعوت کو کافروں کے لیے بھی عام کر دے وہ رسول ہے۔

سوانح : سوانح میں جو حالات قلم بند کیے جاتے ہیں اس پر اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔ اس لیے کہ سوانح کے موضوعات کا ماخذ غیر مستند ہوتا ہے۔ اس کا پیش تر مواد قیل وقال کی روایتوں اور قیاس آرائیوں پر ہے جب کہ سیرت کا منبع و ماخذ مستند ہے۔

سیرت النبیؐ کی اہمیت و افادیت : قرآن اور حدیث کا بے تعصبی اور انصاف پسندی سے مطالعہ کرنے والے اس بات پر متفق ہیں کہ آپؐ کی پاکیزہ، بے نفس اور جامع اخلاقی زندگی بے شک ایسی قابل ہے کہ بلا تفریق مذہب و ملت ساری نوع انسان کے سامنے بطور نمونہ و مثال پیش کی جاسکتی ہے۔ حضور اکرمؐ کی سیرت مقدمہ کا بار بار مطالعہ نہ صرف مسلمانوں کے لیے نہایت ضروری ہے بلکہ غیر مسلموں کے لیے بھی ایک فریضہ انسانی کا درجہ رکھتا ہے ہمارے لیے سیرت کے مطالعے کی ضرورت و اہمیت اس لیے بھی ہے کہ قرآن مجید میں رب قدیر کا یہی حکم ہے آپؐ کے نقش قدم پر چلیں اور آپؐ کے اسوۂ حسنہ کو اپنی زندگی کے لیے نمونہ عمل قرار دے کر اپنے آپ کو اس قالب میں ڈھالنے کی کوشش کریں اور اس طرح ساری زندگی بسر ہو۔

نبی کریمؐ کی سیرت مبارکہ اپنی ظاہری و باطنی وسعتوں کے لحاظ سے کوئی شخصی سیرت نہیں ایک عالم گیر اور بین الاقوامی سیرت ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ایک ایسا مکمل دستور حیات ہے جو ایک فرقے، ایک قوم، ایک خطے یا ایک ملک کے لیے نہیں بلکہ تمام فرقوں اور اقوام اور جہانوں کے لیے ہے اسی لیے قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”لکم فی رسول اللہ اسوۂ حسنہ“

بہر حال یہ بات مسلم ہے کہ حضورؐ کی حیات ہر حال میں اسوۂ اور نمونہ ہے اور آپؐ پر قول و فعل ذاتی فکر و نظر یا خواہش کا نتیجہ نہیں ہوتا بلکہ سب وحی الہی ہے۔ خواہ وہ خوشی کی

حالت میں بات کہی گئی ہو یا غصہ کے عالم میں۔ سچ پوچھیے تو اس قرآنی نص کی بنیاد پر  
رسول کی معصوم زندگی کا ہر پہلو مسلمانوں کی دینی زندگی کے لیے روشنی کا مینار ہے۔

## باب دوم

### سیرت نگاری کے بنیادی اصول و موضوعات

سیرت نگاری کے بنیادی اصول ہر فن اور ہر علم کے کچھ اصول اور معیار ہوتے ہیں سیرت نگاری بھی ایک فن ہے اس لیے اس کے بھی اصول و ضوابط متعین ہیں۔ مولانا شبلی نعمانی نے نقل حدیث و کتب سیرت کے باب میں کی تھی۔ ان اصولوں پر صراحت سے روشنی ڈالی ہے۔ لکھتے ہیں:

- ۱ سب سے پہلے واقعہ کی تلاش قرآن مجید میں کرنی چاہیے پھر احادیث صحیحہ میں پھر تمام احادیث میں۔ اگر نہ ملے تو روایات سیرت کی طرف توجہ کی جائے۔
- ۲ کتب سیرت محتاج تنقیح ہیں اور ان کی روایات و اسناد کی تنقید لازم ہے
- ۳ سیرت کی روایتیں بہ اعتبار پایہ صحت، احادیث کی روایتوں سے فرود تر ہیں۔ اس لیے بہ صورت اختلاف احادیث کی روایات کو ہمیشہ ترجیح دی جائے گی۔
- ۴ بہ صورت اختلاف روایات احادیث رواۃ ارباب فقہ و ہوش کی روایات کو دوسروں پر ترجیح ہوگی۔
- ۵ سیرت کے واقعات میں سلسلہ علت و معلول کی تلاش ضروری ہے

۶ نوعیت واقعہ کے لحاظ سے شہادت کا معیار قائم کرنا چاہیے  
۷ روایات میں اصل واقعہ کس قدر ہے اور راوی کی ذاتی رائے و فہم کا کس قدر  
جزو شامل ہے

۸ اسباب خارجی کا کس قدر اثر ہے

۹ جو روایات عام وجود عقلی، مشاہدہ عام، اصول مسلمہ اور قرآنِ حال کے خلاف  
ہوگی لائق حجت نہ ہوگی

۱۰ اہم موضوع پر مختلف روایات کی تطبیق و جمع سے اس کی تسلی کر لینا چاہیے کہ  
راوی سے ادائے مفہوم میں تو غلطی نہیں ہوئی ہے

۱۱ روایات احادیث کو موضوع کی اہمیت اور قرآنِ حال کی مطابقت کے لحاظ  
سے قبول کرنا چاہیے۔ (۱۸)

ان نتائج کا حاصل یہ ہے واقعات بغیر کسی تحقیق کے نہ لکھے جائیں اس کے ساتھ  
ہی وہ ان دینی مسلمات و حقائق کے ساتھ ہم آہنگ ہوں۔ جس کی روشنی و رہبری کے بغیر  
آسمانی کتابوں، انبیاء کی سیرت، معجزات و غیبی واقعات و حقائق کو صحیح طور پر سمجھنا مشکل ہے  
اور سیرت نگار کے دل و دماغ میں اس بات کا پختہ یقین ہونا چاہیے کہ وہ ایک مقدس کی  
سیرت لکھ رہا ہے۔

موضوعات سیرت : سیرت نبوی ایک متنوع اور ہمہ جہت موضوع ہے۔  
اس لیے سیرت کا ہر پہلو ہمارے لیے اہم اور قابل مطالعہ و تقلید ہے اس ضمن میں مولانا  
آزاد لکھتے ہیں کہ:

”حیات مقدسہ کا کوئی فعل ایسا نہ تھا جو محبوب و مدوح نہ ہو۔“ (۱۹)

قرآن مجید میں سیرت سے متعلق کئی موضوعات کا ذکر موجود ہے جو اپنی نوعیت اور  
مناسبت کے لحاظ سے سیرت کے مختلف پہلوؤں پر بسیط ہے۔ اس ضمن میں قاری محمد طیب  
کے ایک مقالے کا اقتباس ملاحظہ ہو جس کے مطالعہ سے قرآن مجید میں مذکور سیرت کے



مختلف مضامین کا ایک اجمالی خاکہ ذہن نشین ہو جاتا ہے۔ چنانچہ وہ رقم طراز ہیں:

”قرآن میں ذات و صفات کی آیتیں آپ کے عقائد ہیں اور احکام کی آیتیں، آپ کے اعمال، تکوین کی آیتیں، آپ کا استدلال اور تشریح کی آیتیں اور آپ کا حال، قصص و امثال کی آیتیں، آپ کی عبرت ہیں اور تذکر کی آیتیں، آپ کی مو عظمت، خدمتِ خلق کی آیتیں، آپ کی عبدیت ہیں اور کبریائے حق کی آیتیں آپ کی نہایت اخلاق کی آیتیں، آپ کا حسنِ معشیت ہیں اور معاملات کی آیتیں، آپ کا حسنِ معاشرت توجہ الی اللہ کی آیتیں، آپ کی خلوت ہیں اور تربیتِ خلق کی آیتیں، آپ کا محاسبہ، قہر و غلبہ کی آیتیں آپ کا جلال اور مہر و رحمت کی آیتیں آپ کا جمالِ تجلیات، حق کی آیتیں آپ کا مشاہدہ ہیں اور ابتغاء وجہ اللہ کی آیتیں آپ کا مراقبہ، ترک دنیا کی آیتیں آپ کا مجاہدہ ہیں اور احوالِ محشر کی آیتیں آپ کا محاسبہ۔۔۔ اور اثباتِ حق کی آیتیں آپ کی بقائیت انا اور انت کی آیتیں آپ کا شہود۔۔۔ نعیم جنت کی آیتیں آپ کا شوق ہیں اور جحیم نار کی آیتیں آپ وہم و غم، رحمت کی آیتیں آپ کی رجاء ہیں اور عذاب کی آیتیں آپ کا خوف، انعام کی آیتیں، آپ کا سکون و انس ہیں اور انتقام کی آیتیں آپ کا حزن اور امن و ترحم کی آیتیں آپ کا حب فی اللہ، نزولِ وحی کی آیتیں، آپ کا عروج ہیں اور تعلیم و تبلیغ کی آیتیں، آپ کا نزول و تنقید اوامر کی آیتیں، آپ کی خلافت میں خطاب کی آیتیں آپ کی عبادت وغیرہ۔۔۔“ (۲۰)

اس عہد کے اہم اور قابلِ توجہ موضوعات ذیل میں پیش کیے جا رہے ہیں:

نبوت کا اعلان، دعوتِ اسلام، علانیہ تبلیغ کا آغاز، قریش کی ایذا رسانیاں، چند مقتدر اشخاص کا اسلام قبول کرنا۔ مثلاً حضرت ابوبکرؓ، حضرت سلمان فارسیؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابو ذارؓ، حضرت عمرؓ، حضرت حمزہؓ کا اسلام لانا، ہجرت حبشہ (اہل اسلام کی پہلی ہجرت) شعب بن ابی طالب میں محصوری وغیرہ اس کے علاوہ امرئ کی کا واقعہ اور معراج کا تذکرہ، ہجرت مدینہ اور غزوات کے موضوعات پر تفصیل سے لکھا گیا ہے۔

فارسی اور اردو سیرت نگاری کے اولین عہد میں بھی کم و بیش یہی موضوعات زیر تحقیق آئے ہیں۔ جن میں زیادہ تر آپ کی فضیلت و مرتبت دکھانے پر زور قلم صرف کیا گیا ہے۔ ان کتابوں کی ابتدا ”نور محمدی“ کے ذکر سے ہوتی ہے۔

تعلیمات میں آپ کے ارشادات، خطبات، فرمودات کو سیرت میں پیش کیا جانے لگا اور احسانات نبوی میں دین اسلام، قرآن کریم آپ کے منشور اور اسوۂ شریف جیسے عطیات کے ساتھ آپ کی رحمت و شفاعت اور آپ کی محبت و شفقت کا بھی ذکر کیا جانے لگا جو آپ کو اپنے امتیوں سے ہے۔

جدید دور کی سیرت میں ایسے مضامین کو کافی اہمیت دی جا رہی ہے جن کو پیش رو سیرت نگاروں نے نظر انداز کر دیا تھا، اب تک حضور کی ذات مبارکہ کو مذہب کے حوالے سے ہی پیش کیا گیا کہ آپ بانی اسلام ہیں، پیشوائے دین ہیں، اللہ کے رسول ہیں، مگر آپ کو ایک مدیر، سپہ سالار اور ایک حاکم سلطنت قانونی ساز اور عادل کی حیثیت سے آج کا سیرت نگار پیش کرتا ہے تاکہ دورِ حاضر کے تقاضوں کی تکمیل ہو۔

دورِ جدید کی سیرت کا ایک خاصہ یہ بھی ہے جو کچھ سیرت کے باب میں لکھا جا رہا ہے، اس کی بنیاد تحقیق پر رکھی گئی ہے یہاں عہدِ ماضی کی سیرتوں میں جو کمزور روایات آئی ہیں ان کو تحقیق کے ذریعے رد کر کے صحیح روایات کو پیش کرنے کی ایک سعی مستحسن نظر آتی ہے۔

## باب سوم

### سیرت نبویؐ کا بنیادی مواد

سیرت نگارانِ رسولؐ نے جن اہم اور قابلِ اعتماد مراجع سے استفادہ کیا ہے ان میں اولیت قرآن مجید ہے۔ یہ نبی کریمؐ کی سیرت کے فضائل و محاسن کے ضمن میں سب سے اہم اور بنیادی ماخذ ہے۔ اگر روایات و قرطاس تاریخی سے قطع نظر کر لیا جائے تب بھی صرف قرآن حکیم کی روشنی میں آپؐ کی سیرت و حیات پر ایک مستند و جامع تصنیف مرتب کی جاسکتی ہے۔

قرآن میں سیرت نبویؐ کی جھلکیاں : قرآن مجید میں آنحضرتؐ کی سیرت ظہیرہ موجود ہے۔ آیات قرآنی کی روشنی میں رحمت اللعالمینؐ کی زندگی کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ قرآن مجید میں آپؐ کی وطاوت باسعادت سے لے کر وکالت کے اہم واقعات بیان ہوئے ہیں۔ یہ واقعات کہیں تو قدرے تفصیل سے بیان ہوئے ہیں اور کہیں صرف اشاروں اور کنایوں سے بھی کام لیا گیا ہے۔ مثلاً آپؐ کی ابتدائی زندگی جو تیشی اور پریشان حال میں گذری تھی قرآن اس واقعہ کا اشارہ ان الفاظ میں پیش کرتا ہے:

الم یجدک یتیمًا فاوی (الضحیٰ - ۶)

اسی طرح آپ کا اسم مبارک کیا تھا قرآن نے اس کی بھی نشان دہی کی ہے۔

محمد رسول اللہ (الفتح ۲۶)

آپ کی آمد سے متعلق حضرت عیسیٰ نے جو پیشین گوئی کی تھی اس کا بھی حال ہمیں

قرآن مجید میں ملتا ہے۔ یاتی من بعدی اسمہ احمد (صف ۶)

مکی صورتوں کی تلاوت سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کی دعوت و تبلیغ کا دائرہ کار

اس زمانے میں کن اصولی مضامین تک محدود رہا۔ اشاعت اسلام کے سلسلہ میں جو

مصائب آپ کو برداشت کرنے پڑے قرآن انھیں بھی بیان کرتا ہے اور اس بات کا بھی

اشارہ کرتا ہے کہ کفار دین الہی کا راستہ روکنے کے لیے آپ پر ساحر کاہن اور مجنون ہونے

کے الزامات بھی عائد کرتے رہے۔ اسی طرح کفار مکہ نے آپ کو تکلیف پہنچانے کی غرض

سے سخت اور نازیبا کلمات زبان سے نکالے تو فوراً منجانب اللہ آپ کی مدافعت میں آیتیں

نازل ہوئیں۔ قرآن مجید میں آپ کے دشمن کا نام لے کر بھی اللہ تعالیٰ نے اسے ذلیل

ورسوا کیا اس کی بہترین مثال ہمیں سورہ لہب کی شکل میں ملتی ہے۔ اسی طرح کتاب اللہ

میں ایسے بے شمار واقعات اختصار سے بیان ہوئے ہیں۔ جس میں ہجرت اور اس کے بعد

آپ کے جنگی معرکوں مثلاً بدر، احد، احزاب، صلح حدیبیہ، فتح مکہ اور غزوہ حنین کے

حالات شامل ہیں۔ جو سیرت کی کتابیں مرتب کرنے والوں کا اہم ماخذ ہیں اور یہ غزوات

سیرت مقدسہ اور دین اسلام کا انتہائی عظیم الشان حصہ ہیں یہی وجہ ہے کہ ابتدائی دور میں

غزوات کے بیان کو بھی سیرت کہا گیا ہے۔ غزوات کے علاوہ قرآن مجید میں آپ کے

بعض معجزات مثلاً معجزہ اسراء و معراج اور معجزہ شق القمر کا ذکر بھی ملتا ہے۔ حق تعالیٰ نے

قرآن مجید کے ذریعہ آپ کے اخلاق سے متعلق بھی براہ راست سند تو شیق عطا کی جس کو

قرآن مجید کی زبان میں ”خلق عظیم“ کہا گیا ہے جو سیرت نبوی کا اہم جزو ہے۔

مختصر یہ کہ سیرت طیبہ کے اکثر و بیشتر واقعات کا تذکرہ قرآن پاک میں موجود

ہے چوں کہ یہ کتاب مبین روئے زمین پر مقدس ترین کتاب ہے۔ اسی لیے اسلام نے اسے ”ام الکتاب“ کے نام سے منسوب کیا ہے۔ یہ کتاب ایسے تو اتر کے ساتھ پایہ ثبوت کو پہنچی ہے کہ کسی عاقل و فہیم انسان کو اس کے مستند اور تاریخی ثبوت کے بارے میں شک و ارجحیات کا وہم و گمان بھی نہیں ہو سکتا اس لیے یہ کہنے میں ذرا بھی تاثر نہیں کہ سیرت نبی کے واقعات کے لیے قرآن پاک اہم ترین اور صحیح ترین ماخذ ہے۔

احادیث : آپ کی سیرت طیبہ کا دوسرا اہم ماخذ صحیح بخاری و صحیح مسلم ہیں سیرت نبوی کے سینکڑوں واقعات کی تفصیل احادیث میں موجود ہے یہی وجہ ہے کہ محدثین و سیرت نگاران رسول نے قرآن کے بعد احادیث کو ہی سیرت کی تدوین میں اہمیت و ترجیح دی ہے۔

مولانا سید سلیمان ندوی حدیث کی اہمیت و افادیت پر تبصرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

”علم القرآن اگر اسلامی علوم میں دل کی حیثیت رکھتا ہے تو علم حدیث شریک کی ۔۔۔ اسی طرح حامل قرآن محمد رسول اللہ کی سیرت اور حیات طیبہ اور اخلاق و عادات میاں کہ اور آپ کے اقوال و اعمال اور آپ کے سنن و مستحبات اور احکام و شادات اسی علم حدیث کے ذریعے ہم تک پہنچے ہیں۔“ (۲۱)

سید مناظر احسن گیلانی نے حدیث کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

”دنیا کی تاریخ کے ایک عظیم الشان، حیرت انگیز، انقلابی حصے کا نام سچ پوچھیے تو حدیث ہے جن انقلابات و حوادث سے گذر کر نسل انسانی موجودہ حالت تک پہنچی ہے، ان میں ایک ایسا واقعہ جس نے کسی خاص شعبہ حیات ہی میں نہیں بلکہ مذہب، سیاست، معاشرتی اخلاقی اور دیگر تمام شعبوں میں انسانیت کا رخ پلٹ دیا، جس سے زمین کا کوئی

حصہ نہیں بلکہ مبالغہ مشرق و مغرب دونوں متاثر ہوئے، ہو رہے ہیں۔۔۔ ماضی کے اس مدہش، حیرت انگیز واقعہ کی تاریخ یا تفصیل بیان کا نام حدیث ہے۔“ (۲۲)

احادیث سے سیرت کی تدوین : قرآن مجید کی شرعی تفسیر حدیث پاک ہے جس سے قرآن پاک کے مخفی گوشے مرادی طور پر کھلتے ہیں اور مطالب خداوندی نمایاں ہو جاتے ہیں اس لیے کہ اگر قرآن مجید حضور کی سیرت ہے تو حدیث اس سیرت کی تفصیل ہے۔ یعنی قرآن مجید میں بے شمار مجمل اور مبہم باتوں کا بیان ہوا ہے جس کی تفصیل صرف احادیث میں ملتی ہے۔

اسی طرح سیرت نبوی کے جو نقوش قرآن مجید میں ملتے ہیں اس کی تفصیل بھی احادیث ہی میں ڈھونڈنی چاہیے، اس لیے کہ کتب حدیث کے ہزاروں ابواب و فصول در حقیقت سیرت مقدسہ ہی کے ابواب و فصول ہیں جن سے گذر کر ہی آدمی اقلیم سیرت میں داخل ہو سکتا ہے۔

آنحضرت کے آبا و اجداد اور قبل از نبوت سے آپ کے وصال تک کے تمام واقعات اور تمام پہلوؤں کو احادیث نبوی کے آئینہ میں دیکھا جاسکتا ہے۔

بعثت سے قبل کے حالات : احادیث میں آپ کی پیدائش سے لے کر قبل از نبوت کے واقعات کی تمام تر جزئیات بیان ہوئی ہیں۔ کتب حدیث میں یہ مشہور واقعہ ملتا ہے جس کے راوی حضرت عباسؓ ہیں آپ کی عمر شریف جب دو سال کی ہو گئی تو آپ اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ بکریاں چرانے تشریف لے گئے، ایک دن یہ واقعہ پیش آیا کہ دو اشخاص نے آپ کو زمین پر لٹا دیا اور سینہ چاک کر کے دل مبارک نکال کر دھویا اور پھرو ہیں رکھ دیا۔ بیش تر سیرت نگاروں نے اس واقعہ کو ”شق صدر“ کے عنوان کے تحت بیان کیا ہے جو کتب احادیث سے ماخوذ ہے۔ اسی طرح آپ کی زندگی کے مختلف گوشوں کی معلومات ہمیں احادیث ہی سے فراہم ہوتی ہیں۔

احادیث میں کتاب اللہ کی طرح آپ کے خاتم النبیین ہونے سے متعلق اشارے ملتے ہیں۔ ان میں وہ حدیث کافی مشہور ہے جس میں آپ اپنے آپ کو ایک عمارت کی آخری اینٹ سے تشبیہ دی ہے۔ یعنی یہ دین اسلام جس کی ابتداء حضرت آدم سے ہوئی تھی آپ پر مکمل ہو گیا۔ اس کے بعد اور کسی نبی کی ضرورت نہیں ہے کیوں کہ آپ نے دین کی تمام باتیں اپنی امتیوں کو بتادیں اور روز محشر تک کے لیے ہدایت کا سامان کر دیا۔ علاوہ ازیں ہجرت کے جزوی واقعات معجزات کی تفصیل، جنگوں کی تفصیل، غیر مسلموں سے آپ کا سلوک، آپ کے حج و عمرہ کے حالات، خطبہ حجتہ الوداع اور وصال سے متعلق واقعات وغیرہ احادیث میں موجود ہے۔ جن کے ذریعے سیرت نگاران رسول اپنی تخلیقات و تصانیف کو مزین کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔

قرآن و حدیث کے علاوہ آپ کے حالات زندگی کے بیشتر واقعات ہمیں صحابہ کرام اور اہل مکہ کے اقوال میں نظر آتے ہیں۔ آپ کے اخلاق عالیہ، اوصاف جمیلہ اور فضائل حمیدہ کا ذکر قرآن کریم اور احادیث نبوی میں جا بجا بکھیرے پڑے ہیں۔ علاوہ ازیں اصحاب کرام نے آپ کو جس حالت میں دیکھا اس کو ہو بہو بیاں فرما دیا۔ آپ کے ”خلق عظیم“ سے متعلق حضرت علی ابن ابی طالب کا قول ہے۔

”آپ ہمہ وقت کشادہ رو اور انبساط و بشارت کے ساتھ رہتے تھے بہت نرم اخلاق اور نرم پہلو تھے۔۔۔ صرف وہ کلام فرماتے تھے جس پر ثواب کی امید ہوتی تھی۔“

اسی طرح حلم و تحمل، عفو و درگزر، صبر و شکر، سخاوت، ایثار و قربانی، محبت و شفقت، عدل و انصاف، صدق، حیا، وقار، مقامت، تجارتی صلاحیتیں اور امانت داری وغیرہ کے بیشتر واقعات اصحاب کرام کی زبانی بیان ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ غزوات و سرایوں کی مکمل معلومات کی ماخذ یہی ہیں۔ جس کے بغیر سیرت نبوی کا مکمل گھیراؤ ممکن نہیں ہو سکتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام کے ان اقوال و ارشادات کو جو آپ سے متعلق ہیں محدثین نے احادیث میں شامل کیا ہے۔

## عربی زبان میں سیرت نگاری کی روایت

سیرتِ طیبہ کا موضوع اس قدر دل نشین، ایماں پرور اور روح افزاء ہے کہ آپ سے محبت کرنے والے تخلیق کار و مصنفین نے اس دلکش موضوع پر اپنی حیاتِ قانی کی آخری سانس تک قلم چلایا۔ چنانچے آج ہمارے پاس سیرتِ نبوی پر کثیر مقدار میں ذخیرہ موجود ہے اور سیرت کا یہ تحریری سرمایہ صرف ایک یا دو زبانوں میں نہیں بلکہ دنیا کی تمام بڑی زبانوں میں ملتا ہے۔ مصنفین و مؤلفین رہتی دنیا تک آپ کی حیاتِ مقدسہ پر لکھنے کی سعادت حاصل کرتے رہیں گے اور اپنا نام سیرت نگارانِ رسول کی فہرست میں درج کرواتے رہیں گے۔

سیرتِ نگاری کا اولین پس منظر : آپ کی سیرت مبارکہ کی حفاظت اور اس سے ملحق روایات کو یکجا کرنے کا زمانہ آپ سے اس قدر قریب ہے کہ ان کو معاصر شہادت کا درجہ حاصل ہے۔ مگر سیرت اور روایات کا یہ ذخیرہ اسلام کے اولین دور میں تحریری نہیں بلکہ زبانی تھا۔ اس کا سبب بعض علماء کی نظر میں یہ ہے کہ ایک تو عرب میں لکھنے پڑھنے کا رواج کم تھا اور ثانیاً آپ نے قرآن پاک کے علاوہ اور کچھ لکھنے سے منع فرمادیا تھا



بعض علماء بشمول مولانا شبلی نعمانی کا خیال ہے کہ یہ اولین زمانہ کا ارشاد تھا لیکن بعد میں آپ کے دور میں بہت سے اصحاب آپ کی اجازت سے آپ کے اقوال قلم بند کر لیا کرتے تھے لیکن تدوین و تالیف کا آغاز خلیفہ منصور عباسی کے زمانے سے ہوا اور یہ زمانہ ۱۲۳ھ کا ہے۔

خلفائے راشدین بلکہ خلیفہ عادل حضرت عمر بن عبدالعزیز کے عہد خلافت سے کچھ قبل تک چوں کہ احادیث کے لکھنے پر پابندی عائد کی گئی تھی اس لیے سیرت طیبہ کے موضوع پر اصحاب کرام کی کوئی تصنیف وجود میں نہیں آئی تھی۔ لیکن حضرت عمر بن عبدالعزیز کے عہد خلافت میں تصنیف و تالیف کو ترقی ہوئی اور اس عہد میں احادیث نبوی کی تدوین کی طرف توجہ مبذول کی گئی اور اس کا رخیر کو آگے بڑھانے میں حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ہر ممکن کوشش کی۔ اس سلسلے میں مولانا شبلی نعمانی نے سیرت النبی کے مقدمے میں علامہ ابن عبدالبر کا یہ قول نقل کیا ہے:

”سعد بن ابراہیم کہتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز نے ہم کو احادیث کے جمع کرنے کا حکم دیا ہم نے دفتر کے دفتر لکھے، عمر بن عبدالعزیز نے جہاں جہاں ان کی حکومت تھی ایک ایک دفتر بھیج دیا۔“ (۲۳)

اس قسم سے تدوین احادیث کی شروعات ہوئی اس دور میں سیرت نبوی کے موضوع پر کتابیں تو تحریر نہ ہو سکیں مگر اصحاب کرام اپنی یادداشت سے زبانی طور پر اپنی محفلوں، درس گاہوں اور اپنے خطبات میں احادیث احکام کے ساتھ ساتھ سیرت نبویہ کے مضامین بھی بیان کرتے تھے۔ اسی لیے احادیث کی طرح مضامین سیرت کی روایاتوں کا سرچشمہ بھی اصحاب کرام کی مقدس شخصیتیں ہی ٹھہریں۔

فنِ مغازی (سیرت) کی ابتداء : احادیث کی تدوین و تالیف کی طرح حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فنِ مغازی کی طرف بھی خاص توجہ مبذول کی اور اس فن کو آگے بڑھانے کے لیے حلقہ درس قائم کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ شبلی نعمانی نے لکھا ہے کہ

عامم بن عمر قوادہ انصاری اس فن میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔ اس لیے حضرت عمر بن عبدالعزیز نے انھیں دمشق روانہ کیا تاکہ وہ لوگوں کو مغازی اور منہا قب کیا قاعدہ درس دے سکیں۔

فن مغازی کی ابتداء تابعین کے زمانے سے ہوئی۔ انھوں نے آپ کے اقوال اور افعال سے متعلق ان روایتوں کو یکجا کرنا شروع کیا تھا جو اس دور میں رائج تھیں۔ ان کو یہ روایتیں صحابہ سے حاصل ہوئی تھیں۔ تابعین میں ایسے اشخاص موجود تھے جو مغازی کے ماہر سمجھے جاتے تھے۔ ابتداء میں تو اس صنف تحریر میں غزوات رسول و اصحاب رسول کے حالات کا احاطہ کیا جاتا تھا لیکن بعد میں اس کا اطلاق آپ کی مکمل حیاتِ مقدمہ پر کیا جانے لگا۔

تابعین میں مغازی کے علماء : اس میں کوئی شک نہیں کہ ابن اسحاق کی "سیرت الرسول اللہ" کا صحیح معنوں میں کوئی ثانی نہیں تھا۔ لیکن اس سے پہلے متعدد کتب مغازی موجود تھیں۔

مغازی کا فن پہلی صدی ہجری کے صفِ اول میں ہی ضبط تحریر میں آنے لگا تھا۔ اس دور میں کبار تابعین نے زیادہ تر اپنی ذاتی یادداشتوں کو قلم بند کرنے پر توجہ دی۔ ان میں پہلے مقام پر: (۱) ابان ابن عثمان قابل ذکر ہیں۔ یہ فن مغازی کے علم کی حیثیت سے صفِ اول کے مصنف جانے جاتے ہیں۔ آپ حضرت عثمانؓ کے صاحبزادے تھے آپ تقریباً ۲۰ ہجری میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ کا نام فقہی احادیث کے مجموعوں کی اسناد میں اکثر آیا ہے۔ اس اعتبار سے کہا جاسکتا ہے کہ آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ایک خاص مجموعے مغازی کو فراہم کیا تھا۔

۲ عروہ بن زبیر : ابان کے بعد عروہ بن زبیر کا نمبر آتا ہے آپ کا شمار مدینہ کے ممتاز اہل علم میں ہوتا تھا۔ آپ کی پیدائش ۲۳ ہجری میں ہوئی آپ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے نواسے اور حضرت عائشہؓ کے بھانجے تھے۔ آپ علم کے بڑے شیدائی تھے یہی وجہ ہے کہ آپ یہ تمنا رکھتے تھے کہ علم کے حوالے سے دنیا میں جانے پہچانے جائیں۔

ایک مرتبہ آپ نے فرمایا:  
”میں تو چاہتا ہوں کہ دنیا میں زاہدانہ زندگی گزار دوں آخرت میں سرخرو ہوں  
اور ان لوگوں میں شمار کیا جاؤں جن سے علم کی روایت کی جاتی ہے۔“ (۲۳)

## باب پنجم

### فارسی زبان میں سیرت نگاری کی روایت

عربی کے بعد فارسی ہی ایک ایسی زبان ہے جس میں علوم اسلامیہ کا وافر ذخیرہ موجود ہے۔ اس زبان میں بھی سیرت نبویؐ کے ہر پہلو پر لکھا گیا بعد میں ان میں سے اہم تصنیفات کے اردو ترجمے منظر عام پر آئے۔

علوم اسلامیہ کے حوالے سے عباسی دور کو خصوصی اہمیت حاصل ہے اس دور میں پہلی اور دوسری صدی کے دوران ایران میں مذہبیات پر جو کام ہو اس کی مثال دنیائے اسلام پیش کرنے سے قاصر ہے۔ تفسیر، فقہ، اصول فقہ، حدیث اور علم کلام پر جو گراں قدر ذخیرہ اس عہد کی یادگار ہے اس کا بیشتر حصہ عجمی حضرات کی نگارشات و تصنیفات پر مشتمل ہے۔ ان علوم کے ساتھ ساتھ سیرت مقدسہ پر بھی اور اس کی عظمت و وسعت کے متعدد گوشوں پر روشنی ڈالی گئی۔ سیرت مقدسہ کے حوالے سے قرآنی دعوت و تبلیغ کے خط و خال اجاگر کیے گئے اور رحمت اللعلمینؐ کی جلوت و خلوت کی تفصیلات ان سے تعلق رکھنے والا ہر واقعہ ہر خبر ہر عمل ان کی عادات و اطوار ان کی عبادات و معاملات ان کی شخصی و اجتماعی خصوصیات اور خارجی و داخلی کیفیات کا تفصیل کے ساتھ احاطہ کیا گیا۔

فارسی سیرت نگاروں میں ایک قابلِ قدر اور معتبر نام مولانا عبدالرحمن جامی کا ہے جو سلطنتِ ہرات کے علم و وسعت حکمران ابوالغازی حسین کے دربار سے وابستہ تھے۔ مولانا صرف فارسی کے ایک معروف کہنہ مشق شاعر ہی نہیں تھے بلکہ عربی زبان پر بھی انھیں خاص درک حاصل تھا اور اس زبان میں بھی انھوں نے چند یادگاریں چھوڑی ہیں۔ عربی زبان میں ”شرح جامی“ ان کا ایک لافانی شاہکار ہے۔ جو آج بھی درسِ نظامی میں ایک قابلِ قدر تصنیف شمار ہوتی ہے۔ ان کا ”خمسہ“ ”خمسہ نظام کے جواب میں اپنی جگہ ایک یادگار کارنامہ ہے۔

مولانا جامی کے عربی تخلیقات سے ملتقت ہو کر فارسی زبان ہی میں ان کی ایک شہر آفاق تصنیف جو سیرتِ نبویؐ پر فارسی زبان میں سیرت نگاری پر ایک اہم دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔ جو ”شواہد النبوت“ کے نام سے مشہور ہے۔ سیرت مقدسہ کے مختلف پہلوؤں کا مولانا نے تفصیل کے ساتھ احاطہ کیا ہے۔ اس کی نثر انتہائی سلیس و آسان زبان میں ہے انداز بیان دلکش اور موثر ہے۔ اس تصنیف کی اہمیت کا اندازہ کرتے ہوئے شیر حسین ناظم نے اس کا اردو ترجمہ کیا ہے اور محلِ پبلیکیشن دہلی نے شائع کیا ہے۔

خصائص سیرتِ نبویؐ پر ایران میں فارسی زبان میں لکھی جانے والی مشہور کتاب ”معراج النبوت“ ہے جس کے مصنف بھی دربارِ ہرات کے ایک دوسرے قاضی مولانا معین بروہی ہیں۔ ”معراج النبوت“ ۹ ویں صدی ہجری کی ایک یادگار تصنیف ہے ”شواہد النبوت“ کے برخلاف ”معراج النبوت“ کی نثر انتہائی مقفیٰ و مسجع عبارات سے آراستہ و پیراستہ کی گئی ہے اور انداز بیان بھی بے حد پیچیدہ اور الجھا ہوا ہے۔ لیکن شواہد النبوت سے ضخامت میں ”معراج النبوت“ زیادہ وسیع اور مہتمم بالشان تصنیف ہے۔ ایران کے برعکس ادھر برصغیر میں کسی ہندوستانی عالم و سیرت نگار نے اب تک سیرتِ رسولؐ پر قلم نہیں اٹھایا تھا۔ ہندوستان میں جس طرح فنِ حدیث کو روشناس کرانے کا سہرا حضرت مولانا عبدالحق محدث دہلوی کے سر ہے۔ اسی طرح سیرت پاک تحریر کرنے

والے بھی دورِ مغلیہ کے یہ پہلے مصنف ہیں جہاں گیر کے زمانے کی اس مایہ ناز ہستی نے ۱۰ویں صدی ہجری میں 'مدارج النبوت' لکھی اور جب انھوں نے سیرت کے موضوع پر لکھنے کی سعی کی تو عربی کی کتب سیر کے علاوہ فارسی 'معراج النبوت' ان کے پیش نظر تھی۔ محدث دہلوی نے 'مدارج النبوت' میں جا بجا اس سے استفادہ کیا ہے جس کا اعتراف انھوں نے 'مدارج النبوت' کے مقدمے میں کیا ہے۔

عبدالحق محدث دہلوی نے ایک اور کتاب 'جذب القلوب فی دیار الحبوب' کے نام سے تحریر کی۔ جس میں مدینہ منورہ کی تاریخ پیش کی گئی ہے کیوں کہ دیارِ مدینہ آپ کا وطن ثانی ہجرت کے بعد کی ساری زندگی آپ نے یہیں بسر کی اور اسی دیار میں وفات پائی۔ اس ناہیہ سے بھی اس تصنیف کو کتب سیر میں شامل کیا جانا چاہیے۔ اسی مقصد کے تحت اس کا اجمالی تعارف پیش کر دیا گیا ہے۔

عہدِ مغلیہ میں متعدد موضوعات پر کئی کتابیں لکھی گئیں لیکن سیرت نبوی پر سوائے 'مدارج النبوت' کے اور کوئی تصنیف کا پتہ نہیں چل سکا۔ فارسی میں مذکور الذکر تین تصنیفات کافی اہمیت کے حامل ہیں کیوں کہ موضوعات اور ضخامت کے لحاظ سے ان کا شمار جامع و مکمل سیرت کی کتابوں میں ہوتا ہے۔ اردو کے بیشتر سیرت نگاروں نے ان کتابوں سے استفادہ کیا ہے۔

اس خصوص میں قاضی ارتضیٰ علی خاں گوپاموی (المتوفی ۱۲۷۰ھ) کی فارسی تصنیف 'تنبیہ الغفول فی اثبات اسلام آباء الرسول' اور قصیدہ بردہ کی شرح جس کا نام 'مرآة صدر تفسیر فی شرح الکواکب المصنیہ' ہے قابل ذکر ہے۔ سلام اللہ دہلوی (۱۲۲۹ یا ۱۲۳۳ھ) نے بھی فارسی میں ایک شرح لکھی جو شرح شمائل کے نام سے مشہور ہے۔ فارسی زبان میں سیرت نبوی پر ایک اور اہم تصنیف 'النبی الامی' کا ذکر ملتا ہے۔ جس کے مصنف ایران کے ممتاز و جید عالم و فلسفی علامہ آیت اللہ سید مرتضیٰ مظہری ہیں۔ آپ کی سیرت مبارکہ پر ان کی یہ مختصر سی تصنیف اپنے دامن میں بے شمار وسعتیں رکھتی ہے

انہوں نے آپ کی سیرت کے جس خاص پہلو کو اپنا موضوع بنایا ہے وہ آپ کے امی ہونے کا وصف ہے اور یہ ایسا وصف ہے جس کو قرآن کریم نے آپ کی نبوت کی وقوع دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔ اس لحاظ سے بھی اس وصف کا تعلق آپ کی نبوت سے ہے۔ علامہ موصوف نے اس پہلو کو اپنی تصنیف میں اجاگر کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ آپ ”امی“ تھے۔ ان تصنیفات کے علاوہ فارسی زبان میں سیرت کی دو اہم کتابوں کے ترجمے بھی ہوئے ہیں۔ محمد اسحاق کی کتاب ”المغازی“ کا ترجمہ فارسی میں ہوا علامہ شبلی نعمانی اس ضمن میں رقم طراز ہیں:

”المغازی کا ترجمہ شیخ سعدی کے زمانے میں ابو بکر سعد زنگی کے حکم سے فارسی میں ہوا اس کا قلمی نسخہ الہ آباد میں ہماری نظر سے گزرا ہے۔“ (۲۵)

سیرت ابن ہشام کا فارسی ترجمہ ”سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم“ کے نام سے اتا بک سعد بن زنگی کے حکم سے ہوا تھا۔ مترجم کا نام پردے خفا میں ہے اس کے علاوہ بھی عربی سیرت نگاری کے فارسی تراجم ہوئے ہوں گے۔

## باب ششم

### ہندوستان میں عربی و فارسی سیرت نگاری کا مختصر جائزہ

اولین سیرت نگار : ہندوستان میں عربی سیرت نگاری کے اس مختصر جائزے میں ہندوستانی مسلمانوں کی کاوشوں کا ایک اجمالی خاکہ پیش کیا گیا ہے جس کو دیکھ کر ہر انصاف پسند اعتراف کرے گا کہ ہمارے علماء نے خاصا وقیح کام کیا ہے۔ ”ابومعشر خلیج بن عبدالرحمن سندھی“ نے ہمارے موجودہ علم کے مطابق پہلے ہندوستانی تھے جنہوں نے دوسرے اسلامی امصار کے علاوہ شہر مدینہ و بغداد میں بھی درس سیرت دیے اور مغازی نبوی پر ایک کتاب بھی تصنیف کی۔

ساتویں تا دسویں صدی کے دوران سیرت نگاری : ساتویں صدی ہجری میں جب ہندوستان میں دہلی سلطنت کا قیام عمل میں آیا تو اسلامی تہذیب عربی جامے کے بجائے ایرانی لباس میں جلوہ گر ہوئی۔ پھر مغل سلطنت کے زمانے میں فارسی زبان و تہذیب کو عروج ملا اور عربی ثانوی زبان بن کر رہ گئی۔ آٹھویں صدی ہجری میں سیرت نبوی کا دائرہ محض نعتیہ و مدحیہ قصائد تک محدود ہو گیا۔

رکن الدین کاشانی م ۸۰۰ء کی ”شہائل الاتقیاء“ کا تیسرا باب نعت النبی پر



مشمتمل ہے۔ قاضی عبدالقادر مہاراجہ ۹۱۷ھ کا ”قصیدہ لامیہ“ نعت رسول پر مشتمل ہے۔ اس طرح نویں صدی میں یہی حالت رہی شیخ احمد بن محمد تھانیسری متوفی ۸۲۰ھ ”قصیدہ دانیہ“ کے ۱۳۱ اشعار سیرت پر مشتمل ہیں۔ قاضی احمد بن عمر دولت آبادی ۸۳۹ھ ”قصیدہ بردہ“ کی عربی شرح اور شیخ محمد بن یوسف دہلوی ۸۳۵ھ کی سیرت نبوی پر ایک مختصر رسالہ قابل ذکر ہے۔

دسویں صدی ہجری کے آغاز میں دہلی سلطنت کا شیرازہ بکھرا تو امراء ملوک کی بن آئی اور انھوں نے برصغیر کے مختلف علاقوں میں اپنی خود مختار سلطنتیں قائم کر لیں۔ اس سیاسی افراتفری و طوائف الملوکی کے دور میں علماء کو بھی گوشہ نشین ہو کر ایک سوئی کے ساتھ اپنے اپنے پسندیدہ مشاغل انجام دینے کے لیے کچھ فرصت مل گئی۔ اس دور میں ہم کو سیرت نبوی پر زیادہ وقیع اور گونا گوں کام نظر آتا ہے۔ شیخ زین الدین علی مالاباری ۹۲۸ھ نے قصص الانبیاء پر ایک کتاب تصنیف کی اور سیرت نبوی پر ایک مکمل کتاب لکھی عرب نژاد شیخ محمد بن عمر حضری ۹۳۰ھ ”تبصرہ الحضرة الشاہیۃ الاحمدیہ بسیرۃ الحفرۃ النبویۃ الاحمدیہ“ گجرات کے سلطان مظفر بن محمود کے لیے لکھی۔ شیخ عبدالوہاب ۹۳۲ھ نے شمائل الترمذی پر ایک رسالہ عربی میں ”قصیدہ مدحیہ“ شیخ عبدالعزیز دہلوی ۹۷۵ھ نے ”الحقیقۃ المجدیہ“ للشیخ وحید الدین العلوی لکھی۔ ۹۹۸ھ کی شرح لکھی تھی۔

سیرت نگاری گیارہویں صدی میں : اس صدی کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں عہد نبوی پر محیط مختصر و بسیط سیرتیں لکھی گئیں اور محض شرح و حواشی و تراجم و قصائد پر اکتفاء نہیں کیا گیا۔ شیخ طاہر بن یوسف سندی ۱۰۰۲ھ نے ابن حجر عسقلانی کی ”المواہب اللدنیۃ“ کا ایک عمدہ انتخاب تیار کیا۔ شیخ یعقوب بن حسن کشمیری ۱۰۰۳ھ نے مغازی النبوة پر ایک کتاب تیار کی۔ شیخ محمد بن فضل اللہ برہان پوری ۱۰۲۹ھ نے سیرت کے مختلف پہلوؤں پر پانچ کتابیں لکھیں۔ شیخ عبدالقادر بن شیخ عبداللہ حضری گجراتی ۱۰۳۸ھ نے سیرت نبوی کے موضوع پر متعدد طبعزاد تخلیقی و تحقیقی کتابیں تصنیف کی تھیں۔ انھوں نے

”کتاب الحدائق الخضرۃ فی سیرۃ النبی واصحابہ العشرۃ“ بیس سال سے کم عمر میں لکھی۔  
 ”انحاف الخضرۃ العزیزۃ لعیون السیرۃ الوجیزۃ“ المنتخب لمصطفیٰ فی اخبار مولدکمصطفیٰ“  
 ”کتاب المنہاج الی معرفۃ المعراج“، ”الاء نموذج الشریف فی اہل بدر الشریف“ ان  
 کتابوں کی خصوصیت یہ تھی کہ ان میں تاریخی اور صحیح روایات بیان کی گئی ہیں۔  
 رطب و یابس کو جمع نہیں کیا گیا ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی ۱۰۵۲ھ عربی میں  
 ”مطلع الانوار بعینہ فی الخلیۃ الجلیۃ النبویہ“ لکھی ہیں۔

سیرت نگاری بارہویں صدی میں اس عہد میں : اس عہد میں سیرت نبوی پر  
 تصنیفات میں وسعت پیدا ہوئی لیکن علمی پیش رفت زیادہ نہیں ہوئی۔ مولانا محمد حسین  
 بجاپوری ۱۱۰۸ھ ”تجیب الطیب و انشاء الی سید الانبیاء“ شیخ احمد بن عبداللہ مدراسی ۱۱۸۹ھ  
 نے ”انباء الاذکیاء بتجیب الطیب و انشاء“ مولانا شاکر لکھنوی ۱۱۳۳ھ نے ”قصیدہ بردہ“ کی  
 عربی شرح لکھی۔ شیخ سعد اللہ سلونی ۱۱۳۸ھ نے ”تحفۃ الرسول“ کے نام سے سیرت نبوی پر  
 کتاب لکھی۔ مولانا محمد ہاشم ۱۱۷۴ھ نے ”بذل القوۃ فی سنی النبوة“ شاہ ولی اللہ دہلوی  
 ۱۱۷۶ھ نے ”اطیب القلم فی مدح سید العرب والعجم“ کے نام سے قصیدہ لکھا۔ مولانا غلام علی  
 آباد بگرامی ۱۲۰۰ھ نے بھی عربی میں قصیدہ لکھا۔ وہ اپنی عقیدت و محبت رسول کے عمدہ بیخ  
 اظہار کے سبب (حسان الہند) کے لقب سے مشہور ہوئے۔ تیرہویں صدی ہجری میں ہم کو  
 سیرت نبوی کے مختلف گوشوں پر کافی کتابوں اور رسالوں کے نام ملتے ہیں مگر مکمل و باقاعدہ  
 کتابیں عربی میں کم لکھی گئیں (۲۶)۔ اس دور کی اہم کتاب ”مولانا ولی اللہ سورتی ۱۲۰۰ھ  
 کی ”التنبیہات النبویہ فی سلوک الطریقۃ لمصطفویہ“ ہے جو الشفا قاضی عیاض و مشکوٰۃ  
 للخطیب اور قسطلانی کی تصانیف کی تلخیص ہے۔ سید مرتضیٰ بن محمد بگرامی زبیدی صاحب  
 تاج العروس ۱۲۰۵ھ نے ”العقد المنظم فی امہات التنبی“ کے نام سے ایک رسالہ لکھا۔ علاوہ  
 ازیں ”السیرۃ الحمدیہ“ کرامت علی الدہلوی ”رسالۃ المعراج“ للشاہ عبدالعزیز بن ولی  
 اللہ ۱۲۳۸ھ ”رسالۃ المعراج“ للشیخ ظہور انصاری لکھنؤ وغیرہ تیرہویں صدی کی نمایاں

## باب سوم

### سیرت نبویؐ کا بنیادی مواد

سیرت نگاران رسولؐ نے جن اہم اور قابل اعتماد مراجع سے استفادہ کیا ہے ان میں اولیت قرآن مجید ہے۔ یہ نبی کریمؐ کی سیرت کے فضائل و محاسن کے ضمن میں سب سے اہم اور بنیادی ماخذ ہے۔ اگر روایات و قرطاس تاریخی سے قطع نظر کر لیا جائے تب بھی صرف قرآن حکیم کی روشنی میں آپؐ کی سیرت و حیات پر ایک مستند و جامع تصنیف مرتب کی جاسکتی ہے۔

قرآن میں سیرت نبویؐ کی جھلکیاں : قرآن مجید میں آنحضرتؐ کی سیرت ظہیرہ موجود ہے۔ آیات قرآنی کی روشنی میں رحمت اللعلمینؐ کی زندگی کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ قرآن مجید میں آپؐ کی ولادت باسعادت سے لے کر وفات کے اہم واقعات بیان ہوئے ہیں۔ یہ واقعات کہیں تو قدرے تفصیل سے بیان ہوئے ہیں اور کہیں صرف اشاروں اور کنایوں سے بھی کام لیا گیا ہے۔ مثلاً آپؐ کی ابتدائی زندگی جو یتیمی اور پریشان حال میں گذری تھی قرآن اس واقعہ کا اشارہ ان الفاظ میں پیش کرتا ہے:

الم یجدک یتیمًا فاوی (النحیٰ - ۶)

اسی طرح آپ کا اسم مبارک کیا تھا قرآن نے اس کی بھی نشان دہی کی ہے۔  
محمد رسول اللہ (الفتح ۲۶)

آپ کی آمد سے متعلق حضرت عیسیٰ نے جو پیشین گوئی کی تھی اس کا بھی حال ہمیں قرآن مجید میں ملتا ہے۔ یاتی من بعدی اسمہ احمد (صف۔ ۶)

کئی صورتوں کی تلاوت سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کی دعوت و تبلیغ کا دائرہ کار اس زمانے میں کن اصولی مضامین تک محدود رہا۔ اشاعت اسلام کے سلسلہ میں جو مصائب آپ کو برداشت کرنے پڑے قرآن انھیں بھی بیان کرتا ہے اور اس بات کا بھی اشارہ کرتا ہے کہ کفار دین الہی کا راستہ روکنے کے لیے آپ پر ساحر کاہن اور مجنون ہونے کے الزامات بھی عائد کرتے رہے۔ اسی طرح کفار مکہ نے آپ کو تکلیف پہنچانے کی غرض سے سخت اور نازیبا کلمات زبان سے نکالے تو فوراً منجانب اللہ آپ کی مدافعت میں آیتیں نازل ہوئیں۔ قرآن مجید میں آپ کے دشمن کا نام لے کر بھی اللہ تعالیٰ نے اسے ذلیل و رسوا کیا اس کی بہترین مثال ہمیں سورہ لہب کی شکل میں ملتی ہے۔ اسی طرح کتاب اللہ میں ایسے بے شمار واقعات اختصار سے بیان ہوئے ہیں۔ جس میں ہجرت اور اس کے بعد آپ کے جنگی معرکوں مثلاً بدر، احد، احزاب، صلح حدیب، فتح مکہ اور غزوہ حنین کے حالات شامل ہیں۔ جو سیرت کی کتابیں مرتب کرنے والوں کا اہم ماخذ ہیں اور یہ غزوات سیرت مقدسہ اور دین اسلام کا انتہائی عظیم الشان حصہ ہیں یہی وجہ ہے کہ ابتدائی دور میں غزوات کے بیان کو بھی سیرت کہا گیا ہے۔ غزوات کے علاوہ قرآن مجید میں آپ کے بعض معجزات مثلاً معجزہ اسرا و معراج اور معجزہ شق القمر کا ذکر بھی ملتا ہے۔ حق تعالیٰ نے قرآن مجید کے ذریعہ آپ کے اخلاق سے متعلق بھی براہ راست سند تو شیق عطا کی جس کو قرآن مجید کی زبان میں ”خلق عظیم“ کہا گیا ہے جو سیرت نبوی کا اہم جزو ہے۔

مختصر یہ کہ سیرت طیبہ کے اکثر و بیشتر واقعات کا تذکرہ قرآن پاک میں موجود

ہے چوں کہ یہ کتاب مبین روئے زمین پر مقدس ترین کتاب ہے۔ اسی لیے اسلام نے اسے ”ام الکتاب“ کے نام سے منسوب کیا ہے۔ یہ کتاب ایسے تو ائمہ کے ساتھ پایہ ثبوت کو پہنچی ہے کہ کسی عاقل و فہیم انسان کو اس کے مستند اور تاریخی ثبوت کے بارے میں شک و ارتیات کا وہم و گمان بھی نہیں ہو سکتا اس لیے یہ کہنے میں ذرا بھی تاثر نہیں کہ سیرت نبیؐ کے واقعات کے لیے قرآن پاک اہم ترین اور صحیح ترین ماخذ ہے۔

احادیث : آپ کی سیرت طیبہ کا دوسرا اہم ماخذ صحیح حدیث احادیث نبویؐ ہیں سیرت نبویؐ کے سینکڑوں واقعات کی تفصیل احادیث میں موجود ہے یہی وجہ ہے کہ محدثین و سیرت نگاران رسولؐ نے قرآن کے بعد احادیث کو ہی سیرت کی تدوین میں اہمیت و ترجیح دی ہے۔

مولانا سید سلیمان ندوی حدیث کی اہمیت و افادیت پر تبصرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

”علم القرآن اگر اسلامی علوم میں دل کی حیثیت رکھتا ہے تو علم حدیث شریک کی ہے۔۔۔ اسی طرح حامل قرآن محمد رسول اللہ کی سیرت اور حیات طیبہ اور اخلاقی و عادات میاں کہ اور آپ کے اقوال و اعمال اور آپ کے سنن و مستحبات اور احکام و ہدایتیں اسی علم حدیث کے ذریعے ہم تک پہنچے ہیں۔“ (۲۱)

سید مناظر احسن گیلانی نے حدیث کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

”دنیا کی تاریخ کے ایک عظیم الشان، حیرت انگیز، انقلابی حصے کا نام سچ پوچھیے تو حدیث ہے جن انقلابات و حوادث سے گذر کر نسل انسانی موجودہ حالت تک پہنچی ہے، ان میں ایک ایسا واقعہ جس نے کسی خاص شعبہ حیات ہی میں نہیں بلکہ مذہب، سیاست، معاشرتی اخلاقی طور و دیگر تمام شعبوں میں انسانیت کا رخ پلٹ دیا، جس سے زمین کا کوئی

حصہ نہیں بلکہ مبالغہ مشرق و مغرب دونوں متاثر ہوئے، ہو رہے ہیں۔۔۔ ماضی کے اس مدہش، حیرت انگیز واقعہ کی تاریخ یا تفصیل بیان کا نام حدیث ہے۔“ (۲۲)

احادیث سے سیرت کی تدوین : قرآن مجید کی شرعی تفسیر حدیث پاک ہے جس سے قرآن پاک کے مخفی گوشے مرادی طور پر کھلتے ہیں اور مطالب خداوندی نمایاں ہو جاتے ہیں اس لیے کہ اگر قرآن مجید حضور کی سیرت ہے تو حدیث اس سیرت کی تفصیل ہے۔ یعنی قرآن مجید میں بے شمار مجمل اور مبہم باتوں کا بیان ہوا ہے جس کی تفصیل صرف احادیث میں ملتی ہے۔

اسی طرح سیرت نبوی کے جو نقوش قرآن مجید میں ملتے ہیں اس کی تفصیل بھی احادیث ہی میں ڈھونڈنی چاہیے، اس لیے کہ کتب حدیث کے ہزاروں ابواب و فصول در حقیقت سیرت مقدسہ ہی کے ابواب و فصول ہیں جن سے گذر کر ہی آدمی اقلیم سیرت میں داخل ہو سکتا ہے۔

آنحضرت کے آبا و اجداد اور قبل از نبوت سے آپ کے وصال تک کے تمام واقعات اور تمام پہلوؤں کو احادیث نبوی کے آئینہ میں دیکھا جاسکتا ہے۔

بعثت سے قبل کے حالات : احادیث میں آپ کی پیدائش سے لے کر قبل از نبوت کے واقعات کی تمام تر جزئیات بیان ہوئی ہیں۔ کتب حدیث میں یہ مشہور واقعہ ملتا ہے جس کے راوی حضرت عباسؓ ہیں آپ کی عمر شریف جب دو سال کی ہو گئی تو آپ اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ بکریاں چرانے تشریف لے گئے، ایک دن یہ واقعہ پیش آیا کہ دو اشخاص نے آپ کو زمین پر لٹا دیا اور سینہ چاک کر کے دل مبارک نکال کر دھویا اور پھرو ہیں رکھ دیا۔ بیش تر سیرت نگاروں نے اس واقعہ کو ”شق صدر“ کے عنوان کے تحت بیان کیا ہے جو کتب احادیث سے ماخوذ ہے۔ اسی طرح آپ کی زندگی کے مختلف گوشوں کی معلومات ہمیں احادیث ہی سے فراہم ہوتی ہیں۔

احادیث میں کتاب اللہ کی طرح آپ کے خاتم النبیین ہونے سے متعلق اشارے ملتے ہیں۔ ان میں وہ حدیث کافی مشہور ہے جس میں آپ اپنے آپ کو ایک عمارت کی آخری اینٹ سے تشبیہ دی ہے۔ یعنی یہ دین اسلام جس کی ابتداء حضرت آدم سے ہوئی تھی آپ پر مکمل ہو گیا۔ اس کے بعد اور کسی نبی کی ضرورت نہیں ہے کیوں کہ آپ نے دین کی تمام باتیں اپنی امتیوں کو بتادیں اور روز محشر تک کے لیے ہدایت کا سامان کر دیا۔ علاوہ ازیں ہجرت کے جزوی واقعات معجزات کی تفصیل، جنگوں کی تفصیل، غیر مسلموں سے آپ کا سلوک، آپ کے حج و عمرہ کے حالات، خطبہ حجۃ الوداع اور وصال سے متعلق وافر ذخیرہ احادیث میں موجود ہے۔ جن کے ذریعے سیرت نگاران رسول اپنی تخلیقات و تصانیف کو مزین کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔

قرآن و حدیث کے علاوہ آپ کے حالات زندگی کے بیشمار واقعات ہمیں صحابہ کرام اور اہل مکہ کے اقوال میں نظر آتے ہیں۔ آپ کے اخلاق عالیہ، اوصاف جمیلہ اور فضائل حمیدہ کا ذکر قرآن کریم اور احادیث نبوی میں جا بجا بکھیرے پڑے ہیں۔ علاوہ ازیں اصحاب کرام نے آپ کو جس حالت میں دیکھا اس کو ہو بہو بیان فرما دیا۔ آپ کے ”خلق عظیم“ سے متعلق حضرت علی ابن ابی طالب کا قول ہے۔

”آپ ہمہ وقت کشادہ رو اور انبساط و بشارت کے ساتھ رہتے تھے بہت نرم اخلاق اور نرم پہلو تھے۔۔۔ صرف وہ کلام فرماتے تھے جس پر ثواب کی امید ہوتی تھی۔“

اسی طرح حلم و تحمل، عفو و درگزر، صبر و شکر، سخاوت، ایثار و قربانی، محبت و شفقت، عدل و انصاف، صدق، حیا، وقار، مقامت، تجارتی صلاحیتیں اور امانت داری وغیرہ کے بیشمار واقعات اصحاب کرام کی زبانی بیان ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ غزوات و سرایوں کی مکمل معلومات کی ماخذ یہی ہیں۔ جس کے بغیر سیرت نبوی کا مکمل گھیراؤ ممکن نہیں ہو سکتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام کے ان اقوال و ارشادات کو جو آپ سے متعلق ہیں محدثین نے احادیث میں شامل کیا ہے۔

## باب چہارم

### عربی زبان میں سیرت نگاری کی روایت

سیرتِ طیبہ کا موضوع اس قدر دل نشین، ایماں پرور اور روح افزاء ہے کہ آپ سے محبت کرنے والے تخلیق کار و مصنفین نے اس دلکش موضوع پر اپنی حیاتِ فانی کی آخری سانس تک قلم چلایا۔ چنانچے آج ہمارے پاس سیرتِ نبوی پر کثیر مقدار میں ذخیرہ موجود ہے اور سیرت کا یہ تحریری سرمایہ صرف ایک یا دو زبانوں میں نہیں بلکہ دنیا کی تمام بڑی زبانوں میں ملتا ہے۔ مصنفین و مؤلفین رہتی دنیا تک آپ کی حیاتِ مقدسہ پر لکھنے کی سعادت حاصل کرتے رہیں گے اور اپنا نام سیرت نگارانِ رسول کی فہرست میں درج کرواتے رہیں گے۔

سیرت نگاری کا اولین پس منظر : آپ کی سیرت مبارکہ کی حفاظت اور اس سے ملحق روایات کو یکجا کرنے کا زمانہ آپ سے اس قدر قریب ہے کہ ان کو معاصر شہادت کا درجہ حاصل ہے۔ مگر سیرت اور روایات کا یہ ذخیرہ اسلام کے اولین دور میں تحریری نہیں بلکہ زبانی تھا۔ اس کا سبب بعض علماء کی نظر میں یہ ہے کہ ایک تو عرب میں لکھنے پڑھنے کا رواج کم تھا اور ثانیاً آپ نے قرآن پاک کے علاوہ اور کچھ لکھنے سے منع فرمادیا تھا



بعض علماء بشمول مولانا شبلی نعمانی کا خیال ہے کہ یہ اولین زمانہ کا ارشاد تھا لیکن بعد میں آپ کے دور میں بہت سے اصحاب آپ کی اجازت سے آپ کے اقوال قلم بند کر لیا کرتے تھے لیکن تدوین و تالیف کا آغاز خلیفہ منصور عباسی کے زمانے سے ہوا اور یہ زمانہ ۱۲۳ھ کا ہے۔

خلفائے راشدین بلکہ خلیفہ عادل حضرت عمر بن عبدالعزیز کے عہد خلافت سے کچھ قبل تک چوں کہ احادیث کے لکھنے پر پابندی عائد کی گئی تھی اس لیے سیرت طیبہ کے موضوع پر اصحاب کرام کی کوئی تصنیف وجود میں نہیں آئی تھی۔ لیکن حضرت عمر بن عبدالعزیز کے عہد خلافت میں تصنیف و تالیف کو ترقی ہوئی اور اس عہد میں احادیث نبوی کی تدوین کی طرف توجہ مبذول کی گئی اور اس کا رخیر کو آگے بڑھانے میں حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ہر ممکن کوشش کی۔ اس سلسلے میں مولانا شبلی نعمانی نے سیرت النبی کے مقدمے میں علامہ ابن عبدالبر کا یہ قول نقل کیا ہے:

”سعد بن ابراہیم کہتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز نے ہم کو احادیث کے جمع کرنے کا حکم دیا ہم نے دفتر کے دفتر لکھے، عمر بن عبدالعزیز نے جہاں جہاں ان کی حکومت تھی ایک ایک دفتر بھیج دیا۔“ (۲۳)

اس قسم سے تدوین احادیث کی شروعات ہوئی اس دور میں سیرت نبوی کے موضوع پر کتابیں تو تحریر نہ ہو سکیں مگر اصحاب کرام اپنی یادداشت سے زبانی طور پر اپنی محفلوں، درس گاہوں اور اپنے خطبات میں احادیث احکام کے ساتھ ساتھ سیرت نبویہ کے مضامین بھی بیان کرتے تھے۔ اسی لیے احادیث کی طرح مضامین سیرت کی روایاتوں کا سرچشمہ بھی اصحاب کرام کی مقدس شخصیتیں ہی ٹھہریں۔

فنِ مغازی (سیرت) کی ابتداء : احادیث کی تدوین و تالیف کی طرح حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فنِ مغازی کی طرف بھی خاص توجہ مبذول کی اور اس فن کو آگے بڑھانے کے لیے حلقہ درس قائم کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ شبلی نعمانی نے لکھا ہے کہ

عاصم بن عمر قنادہ انصاری اس فن میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔ اس لیے حضرت عمر بن عبدالعزیز نے انھیں دمشق روانہ کیا تا کہ وہ لوگوں کو مغازی اور مناقبِ کلیلہ قاعدہ درس دے سکیں۔

فنِ مغازی کی ابتداء تابعین کے زمانے سے ہوئی۔ انھوں نے آپ کے اقوال اور افعال سے متعلق ان روایتوں کو یکجا کرنا شروع کیا تھا جو اس دور میں رائج تھیں۔ ان کو یہ روایتیں صحابہ سے حاصل ہوئی تھیں۔ تابعین میں ایسے اشخاص موجود تھے جو مغازی کے ماہر سمجھے جاتے تھے۔ ابتداء میں تو اس صنفِ تحریر میں غزواتِ رسولؐ و اصحابِ رسولؐ کے حالات کا احاطہ کیا جاتا تھا لیکن بعد میں اس کا اطلاق آپؐ کی مکمل حیاتِ مقدمہ پر کیا جانے لگا۔

تابعین میں مغازی کے علماء : اس میں کوئی شک نہیں کہ ابن اسحاق کی "سیرت الرسول اللہ" کا صحیح معنوں میں کوئی ثانی نہیں تھا۔ لیکن اس سے پہلے متعدد کتب مغازی موجود تھیں۔

مغازی کا فن پہلی صدی ہجری کے صفِ اول میں ہی ضبطِ تحریر میں آنے لگا تھا۔ اس دور میں کبار تابعین نے زیادہ تر اپنی ذاتی یادداشتوں کو قلم بند کرنے پر توجہ دی۔ ان میں پہلے مقام پر: (۱) ابان ابن عثمان قابلِ ذکر ہیں۔ یہ فن مغازی کے علم کی حیثیت سے صفِ اول کے مصنف جانے جاتے ہیں۔ آپ حضرت عثمانؓ کے صاحبزادے تھے آپ تقریباً ۲۰ ہجری میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ کا نام فقہی احادیث کے مجموعوں کی اسناد میں اکثر آیا ہے۔ اس اعتبار سے کہا جاسکتا ہے کہ آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ایک خاص مجموعے مغازی کو فراہم کیا تھا۔

۲ عروہ بن زبیر : ابان کے بعد عروہ بن زبیر کا نمبر آتا ہے آپ کا شمار مدینہ کے ممتاز اہل علم میں ہوتا تھا۔ آپ کی پیدائش ۲۳ ہجری میں ہوئی آپ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے نواسے اور حضرت عائشہؓ کے بھانجے تھے۔ آپ علم کے بڑے شیدائی تھے یہی وجہ ہے کہ آپ یہ تمنا رکھتے تھے کہ علم کے حوالے سے دنیا میں جانے پہچانے جائیں۔

ایک مرتبہ آپ نے فرمایا:

”میں تو چاہتا ہوں کہ دنیا میں زاہدانہ زندگی گزار دوں آخرت میں سرخرو ہوں

اور ان لوگوں میں شمار کیا جاؤں جن سے علم کی روایت کی جاتی ہے۔“ (۲۴)

## باب پنجم

### فارسی زبان میں سیرت نگاری کی روایت

عربی کے بعد فارسی ہی ایک ایسی زبان ہے جس میں علوم اسلامیہ کا وافر ذخیرہ موجود ہے۔ اس زبان میں بھی سیرت نبویؐ کے ہر پہلو پر لکھا گیا بعد میں ان میں سے اہم تصنیفات کے اردو ترجمے منظر عام پر آئے۔

علوم اسلامیہ کے حوالے سے عباسی دور کو خصوصی اہمیت حاصل ہے اس دور میں پہلی اور دوسری صدی کے دوران ایران میں مذہبیات پر جو کام ہو اس کی مثال دنیائے اسلام پیش کرنے سے قاصر ہے۔ تفسیر، فقہ، اصول فقہ، حدیث اور علم کلام پر جو گراں قدر ذخیرہ اس عہد کی یادگار ہے اس کا بیشتر حصہ عجمی حضرات کی نگارشات و تصنیفات پر مشتمل ہے۔ ان علوم کے ساتھ ساتھ سیرت مقدسہ پر بھی اور اس کی عظمت و وسعت کے متعدد گوشوں پر روشنی ڈالی گئی۔ سیرت مقدسہ کے حوالے سے قرآنی دعوت و تبلیغ کے خط و خال اجاگر کیے گئے اور رحمت اللعلمین کی جلوت و خلوت کی تفصیلات ان سے تعلق رکھنے والا ہر واقعہ ہر خبر ہر عمل ان کی عادات و اطوار ان کی عبادات و معاملات ان کی شخصی و اجتماعی خصوصیات اور خارجی و داخلی کیفیات کا تفصیل کے ساتھ احاطہ کیا گیا۔

فارسی سیرت نگاروں میں ایک قابلِ قدر اور معتبر نام مولانا عبدالرحمن جامی کا ہے جو سلطنتِ ہرات کے علم و وسعت حکمران ابوالغازی حسین کے دربار سے وابستہ تھے۔ مولانا صرف فارسی کے ایک معروف کہنہ مشق شاعر ہی نہیں تھے بلکہ عربی زبان پر بھی انھیں خاص درک حاصل تھا اور اس زبان میں بھی انھوں نے چند یادگاریں چھوڑی ہیں۔ عربی زبان میں ”شرح جامی“ ان کا ایک لافانی شاہکار ہے۔ جو آج بھی درسِ نظامی میں ایک قابلِ قدر تصنیف شمار ہوتی ہے۔ ان کا ”خمہ“ ”خمہ نظام کے جواب میں اپنی جگہ ایک یادگار کارنامہ ہے۔

مولانا جامی کے عربی تخلیقات سے ملتقت ہو کر فارسی زبان ہی میں ان کی ایک شہر آفاق تصنیف جو سیرتِ نبویؐ پر فارسی زبان میں سیرت نگاری پر ایک اہم دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔ جو ”شواہد النبوت“ کے نام سے مشہور ہے۔ سیرت مقدسہ کے مختلف پہلوؤں کا مولانا نے تفصیل کے ساتھ احاطہ کیا ہے۔ اس کی نثر انتہائی سلیس و آسان زبان میں ہے انداز بیان دلکش اور موثر ہے۔ اس تصنیف کی اہمیت کا اندازہ کرتے ہوئے شیر حسین ناظم نے اس کا اردو ترجمہ کیا ہے اور محلِ پبلیکیشن دہلی نے شائع کیا ہے۔

خاص سیرتِ نبویؐ پر ایران میں فارسی زبان میں لکھی جانے والی مشہور کتاب ”معراج النبوت“ ہے جس کے مصنف بھی دربارِ ہرات کے ایک دوسرے قاضی مولانا معین بروی ہیں۔ ”معراج النبوت“ ۹ ویں صدی ہجری کی ایک یادگار تصنیف ہے ”شواہد النبوت“ کے برخلاف ”معراج النبوت“ کی نثر انتہائی مقفی و مسجع عبارات سے آراستہ و پیراستہ کی گئی ہے اور انداز بیان بھی بے حد پیچیدہ اور الجھا ہوا ہے۔ لیکن شواہد النبوت سے ضخامت میں ”معراج النبوت“ زیادہ وسیع اور مہتمم بالشان تصنیف ہے۔ ایران کے برعکس ادھر برصغیر میں کسی ہندوستانی عالم و سیرت نگار نے اب تک سیرتِ رسولؐ پر قلم نہیں اٹھایا تھا۔ ہندوستان میں جس طرح فنِ حدیث کو روشناس کرانے کا سہرا حضرت مولانا عبدالحق محدث دہلوی کے سر ہے۔ اسی طرح سیرتِ پاک تحریر کرنے

والے بھی دورِ مغلیہ کے یہ پہلے مصنف ہیں جہانگیر کے زمانے کی اس مایہ ناز ہستی نے ۱۰ویں صدی ہجری میں 'مدارج النبوت' لکھی اور جب انھوں نے سیرت کے موضوع پر لکھنے کی سعی کی تو عربی کی کتب سیر کے علاوہ فارسی 'معراج النبوت' ان کے پیش نظر تھی۔ محدث دہلوی نے مدارج النبوت میں جا بجا اس سے استفادہ کیا ہے جس کا اعتراف انھوں نے مدارج النبوت کے مقدمے میں کیا ہے۔

عبدالحق محدث دہلوی نے ایک اور کتاب 'جذب القلوب فی دیار الحبوب' کے نام سے تحریر کی۔ جس میں مدینہ منورہ کی تاریخ پیش کی گئی ہے کیوں کہ دیارِ مدینہ آپ کا وطن ثانی ہجرت کے بعد کی ساری زندگی آپ نے یہیں بسر کی اور اسی دیار میں وفات پائی۔ اس ناہیہ سے بھی اس تصنیف کو کتب سیر میں شامل کیا جانا چاہیے۔ اسی مقصد کے تحت اس کا اجمالی تعارف پیش کر دیا گیا ہے۔

عہدِ مغلیہ میں متعدد موضوعات پر کئی کتابیں لکھی گئیں لیکن سیرت نبوی پر سوائے مدارج النبوت کے اور کوئی تصنیف کا پتہ نہیں چل سکا۔ فارسی میں مذکور الذکر تین تصنیفات کافی اہمیت کے حامل ہیں کیوں کہ موضوعات اور ضخامت کے لحاظ سے ان کا شمار جامع و مکمل سیرت کی کتابوں میں ہوتا ہے۔ اردو کے بیشتر سیرت نگاروں نے ان کتابوں سے استفادہ کیا ہے۔

اس خصوص میں قاضی ارتضاعلی خاں گوپاموسی (المتوفی ۱۲۷۰ھ) کی فارسی تصنیف 'تنبیہ الغفل فی اثبات اسلام آباء الرسول' اور قصیدہ بردہ کی شرح جس کا نام 'مرآة صدر تفسیر فی شرح الکواکب المظنیہ' ہے قابل ذکر ہے۔ سلام اللہ دہلوی (۱۲۲۹ یا ۱۳۳۳ھ) نے بھی فارسی میں ایک شرح لکھی جو شرح شامل کے نام سے مشہور ہے۔ فارسی زبان میں سیرت نبوی پر ایک اور اہم تصنیف 'النبی الامی' کا ذکر ملتا ہے۔ جس کے مصنف ایران کے ممتاز و جید عالم و فلسفی علامہ آیت اللہ سید مرتضیٰ مظہری ہیں۔ آپ کی سیرت مبارکہ پر ان کی یہ مختصر سی تصنیف اپنے دامن میں بے شمار وسعتیں رکھتی ہے۔

انہوں نے آپ کی سیرت کے جس خاص پہلو کو اپنا موضوع بنایا ہے وہ آپ کے امی ہونے کا وصف ہے اور یہ ایسا وصف ہے جس کو قرآن کریم نے آپ کی نبوت کی وقیح دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔ اس لحاظ سے بھی اس وصف کا تعلق آپ کی نبوت سے ہے۔ علامہ موصوف نے اس پہلو کو اپنی تصنیف میں اجاگر کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ آپ ”امی“ تھے۔ ان تصنیفات کے علاوہ فارسی زبان میں سیرت کی دو اہم کتابوں کے ترجمے بھی ہوئے ہیں۔ محمد اسحاق کی کتاب ”المغازی“ کا ترجمہ فارسی میں ہوا علامہ شبلی نعمانی اس ضمن میں رقم طراز ہیں:

”المغازی کا ترجمہ شیخ سعدی کے زمانے میں ابو بکر سعد زنگی کے حکم سے فارسی میں ہوا اس کا قلمی نسخہ الہ آباد میں ہماری نظر سے گزرا ہے۔“ (۲۵)

سیرت ابن ہشام کا فارسی ترجمہ ”سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم“ کے نام سے اتا بک سعد بن زنگی کے حکم سے ہوا تھا۔ مترجم کا نام پردے خفا میں ہے اس کے علاوہ بھی عربی سیرت نگاری کے فارسی تراجم ہوئے ہوں گے۔

## باب ششم

### ہندوستان میں عربی و فارسی سیرت نگاری کا مختصر جائزہ

اولین سیرت نگار : ہندوستان میں عربی سیرت نگاری کے اس مختصر جائزے میں ہندوستانی مسلمانوں کی کاوشوں کا ایک اجمالی خاکہ پیش کیا گیا ہے جس کو دیکھ کر ہر انصاف پسند اعتراف کرے گا کہ ہمارے علماء نے خاصا و قبح کام کیا ہے۔  
”ابو معشر نخعی بن عبدالرحمن سندھی“ نے ہمارے موجودہ علم کے مطابق پہلے ہندوستانی سیرت نگاروں نے دوسرے اسلامی امصار کے علاوہ شہر مدینہ و بغداد میں بھی درس سیرت دیے اور مغازی نبوی پر ایک کتاب بھی تصنیف کی۔

ساتویں تا دسویں صدی کے دوران سیرت نگاری : ساتویں صدی ہجری میں جب ہندوستان میں وہابی سلطنت کا قیام عمل میں آیا تو اسلامی تہذیب عربی جامے کے بجائے ایرانی لباس میں جلوہ گر ہوئی۔ پھر مغل سلطنت کے زمانے میں فارسی زبان و تہذیب کو عروج ملا اور عربی ثانوی زبان بن کر رہ گئی۔ آٹھویں صدی ہجری میں سیرت نبوی کا دائرہ محض نعتیہ و مدحیہ قصائد تک محدود ہو گیا۔

رکن الدین کاشانی م ۸ صدی کی ”شامل الاتقیاء“ کا تیسرا باب نعت النبی پر



مشمول ہے۔ قاضی عبدالقادر ۹۱ھ کا ”قصیدہ لامیہ“ نعت رسول پر مشتمل ہے۔ اس طرح نویں صدی میں یہی حالت رہی شیخ احمد بن محمد تھانی سیری متوفی ۸۲۰ھ ”قصیدہ دایہ“ کے ۱۳۱ اشعار سیرت پر مشتمل ہیں۔ قاضی احمد بن عمر دولت آبادی ۸۳۹ھ ”قصیدہ بردہ“ کی عربی شرح اور شیخ محمد بن یوسف دہلوی ۸۳۵ھ کی سیرت نبوی پر ایک مختصر رسالہ قابل ذکر ہے۔

دسویں صدی ہجری کے آغاز میں دہلی سلطنت کا شیرازہ بکھرا تو امراء ملوک کی بن آئی اور انہوں نے برصغیر کے مختلف علاقوں میں اپنی خود مختار سلطنتیں قائم کر لیں۔ اس سیاسی افراتفری و طوائف الملوکی کے دور میں علماء کو بھی گوشہ نشین ہو کر ایک سوئی کے ساتھ اپنے اپنے پسندیدہ مشاغل انجام دینے کے لیے کچھ فرصت مل گئی۔ اس دور میں ہم کو سیرت نبوی پر زیادہ وقیح اور گونا گوں کام نظر آتا ہے۔ شیخ زین الدین علی مالاباری ۹۲۸ھ نے قصص الانبیاء پر ایک کتاب تصنیف کی اور سیرت نبوی پر ایک مکمل کتاب لکھی عرب نژاد شیخ محمد بن عمر حضری ۹۳۰ھ ”تبرہ الحضرۃ الشاہیۃ الاحمدیہ بسیرۃ الحفرۃ النبویۃ الاحمدیہ“ گجرات کے سلطان مظفر بن محمود کے لیے لکھی۔ شیخ عبدالوہاب ۹۳۲ھ نے شمائل الترمذی پر ایک رسالہ عربی میں ”قصیدہ مدحیہ“ شیخ عبدالعزیز دہلوی ۹۷۵ھ نے ”الحقیقۃ المجدیہ“ للشیخ وحید الدین العلوی لکھی۔ ۹۹۸ھ کی شرح لکھی تھی۔

سیرت نگاری گیارہویں صدی میں : اس صدی کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں عہد نبوی پر محیط مختصر و بسیط سیرتیں لکھی گئیں اور محض شرح و حواشی و تراجم و قصائد پر اکتفاء نہیں کیا گیا۔ شیخ طاہر بن یوسف سندی ۱۰۰۲ھ نے ابن حجر عسقلانی کی ”المواہب اللدنیۃ“ کا ایک عمدہ انتخاب تیار کیا۔ شیخ یعقوب بن حسن کشمیری ۱۰۰۳ھ نے مغازی النبوة پر ایک کتاب تیار کی۔ شیخ محمد بن فضل اللہ برہان پوری ۱۰۲۹ھ نے سیرت کے مختلف پہلوؤں پر پانچ کتابیں لکھیں۔ شیخ عبدالقادر بن شیخ عبداللہ حضری گجراتی ۱۰۳۸ھ نے سیرت نبوی کے موضوع پر متعدد طبعزاد تخلیقی و تحقیقی کتابیں تصنیف کی تھیں۔ انہوں نے

”کتاب الحدائق الخضرۃ فی سیرۃ النبی واصحابہ العشرۃ“ بیس سال سے کم عمر میں لکھی۔  
 ”انحاف الخضرۃ العزیزۃ لعیون السیرۃ الوجیزۃ“ المکتب المصطفیٰ فی اخبار مولانا مصطفیٰ  
 ”کتاب المنہاج الی معرفۃ المعراج“، ”الاء نموذج الشریف فی اہل بدر الشریف“ ان  
 کتابوں کی خصوصیت یہ تھی کہ ان میں تاریخی اور صحیح روایات بیان کی گئی ہیں۔  
 رطب و یابس کو جمع نہیں کیا گیا ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی ۱۰۵۲ھ عربی میں  
 ”مطلع الانوار بعینہ فی الخلیۃ الجلیۃ ہدیۃ“ لکھی ہیں۔

سیرت نگاری بارہویں صدی میں اس عہد میں : اس عہد میں سیرت نبوی پر

تصنیفات میں وسعت پیدا ہوئی لیکن علمی پیش رفت زیادہ نہیں ہوئی۔ مولانا محمد حسین

بیجاپوری ۱۱۰۸ھ ”تجیب الطیب و انشاء الی سید الانبیاء“ شیخ احمد بن عبداللہ مدراسی ۱۱۸۹ھ

نے ”انباء الاذکیاء بتجیب الطیب و انشاء“ مولانا شاہ لکھنوی ۱۱۳۳ھ نے ”قصیدہ بردہ“ کی

عربی شرح لکھی۔ شیخ سعد اللہ سلونی ۱۱۳۸ھ نے ”تحفۃ الرسول“ کے نام سے سیرت نبوی پر

کتاب لکھی۔ مولانا محمد ہاشم ۱۱۷۲ھ نے ”بذل القوۃ فی سنی النبوة“ شاہ ولی اللہ دہلوی

۱۱۷۶ھ نے ”اطیب القلم فی مدح سید العرب والعجم“ کے نام سے قصیدہ لکھا۔ مولانا غلام علی

ادبگرا می ۱۲۰۰ھ نے بھی عربی میں قصیدہ لکھا۔ وہ اپنی عقیدت و محبت رسول کے عمدہ بیج

اظہار کے سبب (حسان الہند) کے لقب سے مشہور ہوئے۔ تیرھویں صدی ہجری میں ہم کو

سیرت نبوی کے مختلف گوشوں پر کافی کتابوں اور رسالوں کے نام ملتے ہیں مگر مکمل و باقاعدہ

کتابیں عربی میں کم لکھی گئیں (۲۶)۔ اس دور کی اہم کتاب ”مولانا ولی اللہ سورتی ۱۲۰۰ھ

کی ”التنبیہات النبویۃ فی سلوک الطریقۃ المصطفویۃ“ ہے جو الشفا قاضی عیاض و مشکوٰۃ

للخطیب اور قسطلانی کی تصانیف کی تلخیص ہے۔ سید مرتضیٰ بن محمد بلگرامی زبیدی صاحب

تاج العروس ۱۲۰۵ھ نے ”العقد المنظم فی امہات التنبی“ کے نام سے ایک رسالہ لکھا۔ علاوہ

ازیں ”السیرۃ الحمدیۃ“ کرامت علی الدہلوی ”رسالۃ المعراج“ للشاہ عبدالعزیز بن ولی

اللہ ۱۲۳۸ھ ”رسالۃ المعراج“ للشیخ ظہور انصاری لکھنؤ وغیرہ تیرھویں صدی کی نمایاں

کتب سیر ہیں۔

چودھویں صدی ہجری میں سیرت نبویؐ پر وقیح کام ہوا۔ مولانا ابوبکر بن محمد جون پوری ۱۳۵۹ھ کی ”سیرۃ الرسول“ احمد بن صبغت اللہ مدراسی ۱۳۰۷ھ کی ”سیرۃ احمد“ مولانا عبدالرحیم الدہلوی ۱۳۰۵ھ کی ”رحمت الرحیم فی ذکر النبی الکریم“ عربی سیرت کی اہم کتابیں ہیں۔ مولانا حسن شاہ رامپوری ۱۳۳۲ھ نے ”سیرت ابن ہشام کے اشعار کو حروف کے اعتبار سے مرتب کیا اور نامکمل کو مکمل کیا۔ احمد بن عبدالقادر کوکنی ۱۳۲۰ھ نے شاندار مدحیہ قصیدہ لکھا۔ مولانا محمد طلحہ بن محمد ٹونکی ۱۳۰۹ھ نے عہد نبویؐ و عہد صحابہ کے تمدن پر ایک کتاب لکھی لیکن چھپ نہیں سکی۔ مولانا شبلی کی ”سیرۃ النبی“ کا عربی ترجمہ محمد اسماعیل مدراسی ندوی نے کیا۔ سید سلیمان ندوی کے عظیم خطبات سیرت کا عربی ترجمہ مولانا ناظم ندوی نے ”الرسالة الحمیدیہ“ کے نام سے کیا۔ ہندوستان میں سیرت طیبہ پر عربی میں لکھی گئی اہم کتابوں میں ”مجموعۃ الوثائق ایسیاتیہ للعہد النبوی و الخلافتہ الراشدہ“ دکتور حمید اللہ حیدر آبادی ”حیۃ الصحابہ“ ج احمد یوسف کاندھلوی حجتہ الوداع، عمرات النبیؐ، مولانا محمد ذکریا کاندھلوی ”السیرۃ النبویہ“ لابی الحسن علی الندوی ”الرحیق المنحوم“ صفی الرحمن المبارکبوری (فارسی) (۱) ”سرور محزون فی سیر النبی المامون“ شاہ ولی اللہ، (۲) ”جلاء العیون فی سیر النبی الامین المامون“ (منظوم) مولانا محمد علی ٹونکی م ۱۳۶۶ھ، (۳) ”تاریخ حبیب اللہ“ مفتی عنایت احمد کاکوروی ۱۳۷۴ھ، (۴) ”ناور المعراج“ مولانا شیخ العالم اکبر آبادی (شاہ جہاں کے زمانے میں تصنیف کی گئی)، (۵) ”کتاب المغازی“ شیخ یعقوب کشمیری بن حسن (منظوم)، (۶) ”روضۃ النبی فی الشمائل“ کی فارسی شرح ”مدینۃ العلم“ حبیب اللہ قنوجی، (۷) مدارج النبوة بمراتب الفتوة فی سیر النبیؐ و اخبارہ (۲۷)۔ (دو جلدیں) شیخ عبدالحق محدث الدہلوی قابل ذکر ہیں۔ سرورق یہ تحریر ہے: بہ عون صنایع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان دریں زماں سعادت نشانی کتاب مستطاب متضمن حال عظمت اشتمال حضرت رسالت اعنی مدارج النبوت تصنیف:

افضل الفضلاء، اعلم العلماء، مزید العصر شاه عبدالحق محدث دہلوی در مطبع فنی نو لکھنؤ واقع  
کانیور بہزارو حسن و خوبی طبع شد۔ (۲۸) -

## باب ہفتم

# مکمل سیرت نگارانِ رسول

مولانا محمد صبغت اللہ \_\_\_\_\_ ”قواند بدریہ“

مولانا محمد صبغت اللہ جو قاضی بدر الدولہ کے نام سے معروف ہیں۔ جنوبی ہند کے مشہور عالم گذرے ہیں۔ ان کا خاندان بھی ان عربی نسل خاندانوں میں سے ایک ہے جنہوں نے براہِ راست عرب سے سواحل ہند میں سکونت اختیار کی اور جنوبی ہندوستان کے معروف شہروں جیسے بیجاپور، بیدرا اور مدراس کو اپنا مسکن بنایا۔

ان میں بیشتر قاضی کے عہدے پر فائز رہ چکے تھے مولانا محمد صبغت اللہ کے والد بزرگ وار مولوی محمد غوث کے دو لڑکے تھے بڑے لڑکے مولانا محمد صبغت اللہ جو امام العلماء قاضی الملک بدر الدولہ کے نام سے معنون ہوئے۔

مولانا محمد صبغت اللہ ۱۲۱۱ھ میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد اور مختلف علماء خصوصیت کے ساتھ مولوی علاؤ الدین مرحوم سے کسبِ فیض حاصل کیا۔ دورانِ تعلیم معقولات کی بھی

تکمیل کی۔ لیکن طبعی رجحان مذہبی علوم سے تھا اور مذہب کے عظیم خدمات ہی کو اپنی زندگی کا محور و مقصد بنایا۔ ۱۲۸۰ھ میں ستر سال کی عمر میں وفات پائی۔ جامع مسجد مدراس میں سپرد لحد کیے گئے۔

مولانا نے عربی فارسی اور اردو میں کثرت کے ساتھ اپنی تصانیف یادگار چھوڑی۔ ان کے عربی تصانیف میں (۱) ہدایت السالک الموطا امام مالک، (۲) رسالہ تعلیم النساء الکتابیہ، (۳) رسالہ فی صداق فاطمہ الزہراء، (۴) رسالہ فی تعین صلاة الوسطے ہیں۔ اسی طرح فارسی میں (۱) داستان غم، (۲) رسالہ شروط اقتداء، (۳) رسالہ در بحث اجتہاد، (۴) رسالہ بحث رویت ہلال اس کے علاوہ انہوں نے حرین شریفین کا مختصر اور مفید روزنامہ بھی مرتب کیا ہے۔ ان کی اردو تصانیف میں (۱) سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم (۲) فوائد بدریہ، (۳) ہشت گلزار، (۴) تفسیر فیض الکریم، (۵) نثر الجواہر، (۶) ریاض النساء، (۷) خزائن معدلت، (۸) توشہ فلاح مناسک، (۹) قوت الارواح، (۱۰) سیف المسلمین، (۱۱) گلزار ہدایت قابل ذکر ہیں۔

**فوائد بدریہ** : زیر مطالعہ تصنیف سیرت نبی کے موضوع پر جنوبی ہند ہی کی نہیں بلکہ ہندوستان و اردو دنیا کی اولین نثری تصنیف میں شمار کی جاتی ہے۔ قبل ازیں سیرت پاک پر آگاہ نے ”ہشت و بہشت“ کے نام سے ۱۱۸۵ھ میں لکھی تھی۔ لیکن یہ منظوم سیرت نبوی ہے۔ درحقیقت یہ تصنیف فن سیرت کا انتہائی حسین مرقع ہے جس میں چار ابواب قائم کیے گئے ہیں ان ابواب کو تیرہ فصلوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر فصل میں ذیلی عنوانات کے تحت بحث کی گئی ہے۔ اس قسم سے ۳۳۱ ذیلی عنوانات بنائے گئے ہیں آخر میں ”صحت نامہ فوائد بدریہ“ ترتیب دیا گیا ہے۔ یہ سیرت تیرہویں صدی ہجری کے درمیان میں لکھی گئی ہے قرآن سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا نے یہ سیرت ۱۲۵۰ھ کے آس پاس لکھی۔

”فوائد بدریہ“ سے قبل قاضی بدرالدولہ نے نواب محمد منور خاں اعظم جاہ کے ایماہ

پر ایک مختصر رسالہ سیرۃ نبویؐ پر فارسی زبان میں لکھا تھا ”فوائد بدریہ“ کے لکھنے کا خیال مولانا کو اس وجہ سے بھی پیدا ہوا کہ ان کی یہ دلی خواہش تھی کہ آپؐ کی حیاتِ طیبہ کو اردو میں مرتب کریں چوں کہ اس وقت عربی و فارسی جاننے والوں کا فقدان ہے اس لیے مقامی زبان یعنی ہندوی میں بھی سیرت پر ایک کتاب لکھی جائے نیز نواب اعظم جاہ نے اردو میں سیرت لکھنے کی فرمائش کی تھی مولانا نے اس کتاب کی شروعات کرنے کا خیال ہی کیا تھا کہ نواب اعظم جاہ کا انتقال ہو گیا اور انھوں نے لکھنے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ پھر یہ خیال اس وقت پیدا ہوا جب نواب اعظم جاہ کے فرزند محمد غوث خاں بہادر مسند نشین ہوئے چنانچہ وہ اس سلسلے میں رقم طراز ہیں:

”اب کوئی کتاب زبانِ عربی یا فارسی میں تصنیف کیے تو کچھ فائدہ اس پر مرتب نہیں جن کو ان زبانوں کی معرفت حاصل ہے۔ ان کے لیے بہت سے کتب موجود ہیں اور کسی کو خواہش مند بھی نہیں پایا۔ تب زبانِ ہندی میں یہ کتاب لکھنا شروع کیا۔۔۔ اور اس کی تالیف کا سبب حقیقت میں نواب مغفور تھے تو اللہ تعالیٰ ان کی روح کو بھی اس کا اجر پہنچادے۔“ (۲۹)

مولانا نے فوائد بدریہ کی ترتیب میں جن کتابوں کو اپنا مآخذ بنایا ان میں ابن سید الناس کی ”عیون الاثر“ شیخ ابن القیم کی ”زاد المعاد“، ابن حجر عسقلانی کی ”فتح الباری“ شیخ جلال الدین سیوطی کی خصائص الکبریٰ، شیخ قسطلانی کی مواہب اللدینہ اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی مدارج النبوت قابل ذکر ہیں۔ مصنف موصوف نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ مذکورہ کتب کا خلاصہ ہی فوائد بدریہ کی شکل میں رونما ہوا ہے۔

مولانا نے اس تصنیف کو چار ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ پہلے باب میں آپؐ کی ولادت باسعادت سے لے کر وصال تک کے تمام واقعات کو تفصیلی بیان کیا ہے۔ اس باب میں دو فصل ہیں۔ پہلی فصل میں آپؐ کے ابتدائے خلقت سے ہجرت تک کے تمام واقعات بیان ہوئے ہیں۔ آدم و حوا کی پیدائش، آدم و حوا کا جنت سے نکلے جانا پھر ان

دونوں کا عرفات کے بیاباں میں ملنا اور زندگی گزارنا وغیرہ پر مفصل بحث کی ہے۔  
 اولاد آدم علیہ السلام کے باب میں صرف حضرت شیث کا نام لیا ہے۔ شاید اس لیے آپ کا  
 سلسلہ نسب حضرت شیث سے ہوتے ہوئے حضرت آدم تک پہنچتا ہے۔ مولانا نے سیرت  
 کی ابتداء نور محمدی سے کر کے آپ کی ولادت پر اس کا خاتمہ کیا ہے اور اس کے ساتھ  
 سلسلہ نسب پیش کیا ہے آپ کے آبا و اجداد کے حالات پر بھی روشنی ڈالی ہے۔  
 سلسلہ نسب کو آپ سے لے کر معد بن عدنان تک لکھ کر اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ  
 یہاں تک تو سلسلہ نسب میں اتفاق پایا جاتا ہے اس کے بعد حضرت اسماعیل تک کے سلسلے  
 میں اختلاف ہے۔

مولانا نے واقعات کو اس انداز سے ترتیب دیا ہے کہ سیرت رسول کی حیات کا  
 ایک ایک پہلو آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے اور واقعات میں تسلسل کا خاص اہتمام کیا گیا  
 ہے۔ آپ کی پیدائش کا بیان قدرے تفصیل سے ہے ان میں وہی روایات پیش کی گئی ہیں  
 جو قدیم سیرت کی کتابوں میں درج ہیں۔ ولادت کے مفصل بیان کے بعد ہجرت مدینہ  
 تک کے تمام واقعات اختصار سے بیان کر دیے ہیں۔ جس سے حیات مقدسہ پر روشنی  
 پڑتی ہے ہجرت مدینہ تک کے واقعات ذرا تفصیل سے بیان ہوئے ہیں۔ ہجرت سے پہلے  
 کی قریش کی سازشوں کا بھی تفصیلی ذکر کیا ہے۔ ہجرت کے بیان پر باب اول کی پہلی فصل کا  
 اختتام ہوتا ہے دوسری فصل میں ہجرت سے وصال تک کے واقعات بیان ہوئے ہیں۔  
 اس فصل کی خصوصیت یہ ہے کہ سال ہجری کی ابتداء سے تاریخ وار واقعات کو ترتیب دیا گیا  
 ہے اور ہر سال رونما ہونے والے اہم واقعات پر زور قلم صرف کیا گیا ہے۔

پہلے سال ہجری میں مسجد نبوی کی تعمیر، اذان کا حکم، حضرت سلمان فارسی،  
 حضرت عبداللہ بن سلام کا ایمان لانا اور جہاد کا حکم وغیرہ پر مختصراً اظہار خیال کیا گیا ہے۔  
 دوسرے سال کے اہم واقعات میں فاطمہ الزہرہ کا نکاح، کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز  
 پڑھنا، رمضان کے روزوں کا فرض ہونا، زکوٰۃ و فطرہ کا فرض ہونا، عید الفطر صبح کی نماز مقرر



## قینقاع

ہونا علاوہ ازیں غزوات میں غزوہ بدر، غزوہ بنی قینقاع اور غزوہ سویق پر مختصر بحث کی ہے۔ تیسرے اور چوتھے سال ہجری میں رونما ہونے والے واقعات میں ام کلثوم کا نکاح، بی بی حفصہ کا نکاح، امام حسن کی پیدائش، احد کا غزوہ، بنی نضیر کا غزوہ، غزوہ ذات الرقاع، شراب کا حرام ہونا، حضرت عائشہ کا ہارگم ہونا، تیمم کا حکم، حضرت حسین کی ولادت، بی بی زینب، خزیمہ اور ام سلمہ کا نکاح، فاطمہ بنت اسد اور بی بی زینب کا انتقال وغیرہ۔ پانچویں سال ہجری میں چار غزوات کا ذکر ہے۔ جس میں خصوصیت کے ساتھ غزوہ خندق اور غزوہ بنی قریظہ پر تفصیل سے بحث کی ہے۔ چھٹے سال ہجری میں زیادہ تر غزوات کا ذکر ہے جس میں غزوہ حدیبیہ (صلح حدیبیہ) اور غزوہ خیبر کو اہمیت دے کر کافی بحث کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں حج کا صاحب نصاب پر فرض ہونا، سورج گہن، ابو ہریرہ کا ایمان لانا، بی بی صفیہ و میمونہ اور ام حبیبہ کا نکاح اور گدھوں کا کھانا حرام ہونا وغیرہ پر اختصار سے کام لیا ہے آٹھویں اور نویں سال ہجری کے واقعات میں حضرت خالد بن الولید کا اسلام قبول کرنا، فتح مکہ، غزوہ حنین وغزوہ طائف قابل ذکر ہیں۔

علاوہ ازیں غزوہ تبوک اور اس زمانے کے وفود کا ذکر کیا گیا ہے دسویں سال ہجری کے واقعات میں وفود کے علاوہ ”حجۃ الوداع“ اور آپ کے انتقال پر پہلے باب کا اختتام کیا ہے۔ دوسرا باب : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شبیبہ مبارک اور سیرت باکمال کے بیان میں ہے۔ اس میں پانچ فصلیں ہیں پہلی فصل میں قدرے تفصیل سے چہرہ مبارک کا بیان ہے۔ دوسری فصل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حمیدہ احاطہ کرتی ہے۔ تیسری فصل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غذاؤں کے بیان میں ہے۔ چوتھی آپ کے لباس اور پانچویں فصل آپ کے سونے کے بیان میں ہے۔

تیسرا باب : اس باب کی پہلی فصل میں آنحضرت کے نبوت کے دلائل اور معجزات کا تذکرہ ہے جہاں مولانا صبغت اللہ نے سابقہ آسمانی کتابوں میں آپ کی آمد کے سلسلے میں جو بشارتیں موجود تھیں وہ بیان کی ہیں اور علمائے یہود و نصاریٰ کی پیش گوئیوں

کا ذکر کیا ہے۔ دوسری فصل کے تحت آپ کے معجزات کا بیان ہے۔

چوتھا باب : اس باب میں مولانا نے چار فصلیں قائم کی ہیں، پہلی فصل آپ کے آداب و احترام کے بیان میں ہے۔ دوسری فصل میں آپ کے حقوق جو امت پر لازم ہیں بیان ہوئے ہیں۔ تیسری فصل آپ سے محبت کرنے والوں کے بیان میں ہے۔ چوتھی فصل میں درود کی اہمیت اور اس کے ورد کے فوائد پر روشنی ڈالی ہے، اس کے بعد صحت نامہ فوائد بدریہ کے عنوان سے کتاب کی غلطیوں کی نشاندہی کی ہے۔

مجموعی طور پر فوائد بدریہ یہ سیرت نبوی پر تیرھویں صدی ہجری کے وسط میں لکھی گئی ایک اہم تصنیف ہے جو قدیم زمانے کے عربی اور فارسی مواد سے اردو میں تیار ہوئی ہے۔ جہاں تک ان میں پیش کردہ روایات ہیں ان سے اختلاف ہو سکتا ہے تاہم پیش تر صحیح روایات پیش کی گئی ہیں۔ جگہ جگہ قرآنی آیات سے بھی استدلال کیا ہے اور احادیث نبوی کے حوالوں سے ہر صفحہ مزین ہے۔

فوائد بدریہ کی زبان بھی کافی سلیس ہے، اگرچہ کہ اس کی تالیف ہوئے ڈھائی سو سال کا عرصہ ہو چکا ہے، آگاہ کی ”ہشت بہشت“ کی زبان کا مقابلہ فوائد بدریہ سے کیا جائے تو بھی اندازہ ہوتا ہے کہ فوائد بدریہ کی زبان زیادہ فصیح ہے زبان کے حوالے سے اس کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ مولانا صبغت اللہ نے اس بات کی نہایت کامیاب کوشش کی ہے کہ عربی الفاظ کا اردو ترجمہ نہایت مناسب الفاظ سے کیا جائے دراصل سیرت کا مقصد اسی وقت حاصل ہوتا ہے جب کہ واقعات کو قاری کی مادری زبان میں پیش کیا جائے۔

فوائد بدریہ کی زبان میں اس دور کی تمام لسانی خصوصیات پائی جاتی ہیں اور اس زمانے میں تذکیر و تانیث اور واحد و جمع بنانے کے جو طریقے رائج تھے۔ انہی طریقوں پر مولانا صبغت اللہ نے عمل کیا ہے اور املا بھی اسی طرح لکھا ہے جیسے اس دور کا رواج تھا۔

بہ حیثیت مجموعی فوائد بدریہ سیرت کے موضوع پر ایک اہم قدیم و نایاب کتاب ہے اور اردو سیرت نگاری میں اس کو اولیت کا درجہ حاصل ہے۔

## شیخ عبدالحق محدث دہلوی \_\_\_\_\_ ”مدارج النبوت“

اکبر اعظم کے آخری زمانے میں وہ بزرگ ہستی ظہور میں آئی جس نے عہدِ جہانگیری میں اپنی علمی و دینی کاسک بٹھا دیا اور جس نے دہلی کے شاہی دارالسلطنت کو ہمیشہ کے لیے مذہبی و علوم دین کا دارالسلطنت بنا دیا۔ مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی وہ فرد ہیں جنہوں نے ہند میں رہ کر حدیث کے خزانوں کو وقف عام کیا اور اپنی ہر دلعزیز محققانہ و منصفانہ تصانیف کے ذریعے علماء ظاہر و باطن کی محفلوں سے دائرِ تحسین وصول کی۔

مولانا کا اسم گرامی محمد عبدالحق بن سیف بن سعد اللہ ترک دہلوی بخاری ہے آپ کے آبا اصل میں بخارا کے رہنے والے تھے جنہوں نے دہلی آ کر سکونت اختیار کی یہیں ۹۵۸ھ میں محدث دہلوی پیدا ہوئے۔ ابتداء میں تحصیل علم اپنے والد بزرگوار سے کی پھر مکہ معظمہ جا کر شیخ عبدالوہاب متقی کے حلقہٴ درس میں زانوئے ادب تہہ کیا اور ان سے صحاح ستہ کا درس حاصل کیا۔ محدث دہلوی کو اپنے استاد اور پیر سے جو عقیدت تھی اس کا اندازہ ہمیں اخبار الاخیار کے صفحات سے ہوتا ہے۔ مولانا نے ہندوستان آ کر دہلی میں مقیم ہوئے اور اپنی تخلیقات عالیہ کے ذریعے حدیث کے فن کو ہندوستان کے گوشے گوشے میں پھیلا دیا اور تقریباً سو سے زائد کتابیں تصنیف کیں یہ کتابیں رسالے طریقہ تصوف،

توحید، تفسیر، شرح حدیث اور شاعری پر مبنی ہیں۔

آپ کی قابل ذکر تصانیف میں ”لمعات النبیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح (عربی) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ (فارسی) شرح سفر السعادة، اخبار الاخیار، جذب القلوب الی دیار الحبوب، جامع البرکات، مرج البحرین، زیدہ الاثار، زاد المتقین، فتح المنان فی مناقب النعمان، شرح فتوح الغیب، تکمیل الایمان و تقویت الایقان کا شمار ہوتا ہے۔

حیات مقدسہ پر آپ کی شہر آفاق تصنیف ”مدارج النبوت“ فارسی زبان میں ہے جس کا اردو ترجمہ مولانا الحاج مفتی معین الدین نعیمی نے کیا ہے۔ جو ۱۹۸۹ء میں دہلی سے شائع ہوئی اس کتاب کا اردو ترجمہ ۳۰ جون ۱۹۶۷ء میں ہوا تھا۔

”مدارج النبوة“ سن ۱۲۶۹ھ میں فخر المطالع دہلی سے پھر ۷۴۱ھ ہجری میں مظہر العجائب پریس سے شائع ہوئی تھی۔ ۱۸۶۷ اور ۱۸۸۰ء میں لکھنؤ سے اس کے دو ایڈیشن شائع ہوئے۔ اس سیرت کے مخطوطے انڈیا آفس (کتاب نمبر ۷۱۷۔ ۱۰۹۵ھ کا نسخہ ہے بانکی پور) کتاب نمبر ۳۹ جلد ۶۔ ۱۱۶۲ھ کا نسخہ ہے) جرمنی کتاب نمبر ۹۰۰ برٹش (کتاب نمبر 863 Rien) میوزیم کے کتب خانوں میں موجود ہیں۔

زیر مطالعہ کتاب ”مدارج النبوة“ دو جلدوں میں ہے یہ سیرت جس عہد میں لکھی گئی یہ وہ عہد تھا جب دنیا پرستی کی لعنت نے عزم و راستی کی روح کو مگر کر دیا تھا۔ شریعت و سنت سے بے اعتنائی برتی جاتی تھی۔ شیطان کا سیاہ پرچم لہرا رہا تھا اکبری عہد کے ملحدانہ افکار و خیالات کی رو میں جاہ پرست و نفس پرست علماء کے قدم لرزاں تھے۔

ایسے پڑ آ شوب دور میں مولانا محدث دہلوی نے ایمان کی شمع فروزاں روشن کی۔ آپ نے بردران مسلمانان ہند کے بکھیرے ہوئے شیرازے اور خلفشار کو درس حدیث کے ذریعے یکجا کی اور انھیں دینی حمیت کی صلاحیتیں ابھاریں۔ یہی وہ حالات تھے جو ”مدارج النبوة“ کی تخلیق کا محرک بنے۔ ایسے پیچیدہ حالات میں اس بات کی اشد ضرورت تھی کہ آپ کی حیات طیبہ کو مکمل طور پر پیش فرما کر الحاد و کفر کے طلسم کو توڑا جائے۔

جلداول : اس جلد کو عبدالحق محدث دہلوی نے دو شقوں میں تقسیم کیا ہے

پہلی مشق میں گیارہ ابواب قائم کیے ہیں اور دوسری شق میں چار ابواب باندھے ہیں۔ کتاب کا آغاز شانِ نبی کی توضیح سے ہوا ہے جس میں آپ کی اولیت و آخریت اور شانِ ظاہر و باطن کو ثابت کیا گیا ہے۔ کتاب کی ابتدا مشق اول کے باب اول سے ہوتی ہے جس میں آپ کے فضائل و کمالات کا بیان ہے۔ اس میں مولانا نے اکتیس ذیلی عنوانات بنائے ہیں یہ ایسے عنوانات ہیں جن کے ذریعے آپ کا سراپا نظروں کے سامنے گھوم جاتا ہے جیسے چہرہ انور، تبسم آواز مبارک، وغیرہ ہیں۔ دوسرے باب میں اخلاق عالیہ و صفات جلیلہ کا احاطہ کیا ہے نیز قرآن مجید میں مذکورہ صفات و فضائل پر بھی اظہارِ خیال کیا ہے۔ تیسرے باب میں وہ فضائل و شمائل کا ذکر کیا ہے جن کی تصدیق قرآن مجید و حدیث شریفہ سے ہوتی ہے۔ مثلاً نور و سراج منیر کا بیان درود و سلام، تفسیر سورہ فتح، سورہ کوثر اور سطوت و غلبہ ربوبیت وغیرہ۔

چوتھا باب آپ اور امت محمدی کا وہ ذکر جو گذشتہ آسمانی کتابوں میں مذکور ہے کا احاطہ کیا ہے۔ پانچویں باب میں ان فضائل کا احاطہ کیا ہے جو آپ اور دیگر انبیائے کرام نے مشترک ہیں۔ علاوہ ازیں معجزات، خواب میں آپ کے دیدار کا مسئلہ، آپ کے ناموں پر نام رکھنے کی افضلیت، دربارِ نبوی میں با آواز بلند گفتگو کرنے کی ممانعت امت محمدیہ کے فضائل و خصائص اور معراج پر روشنی ڈالی ہے۔ معراج کا ذکر قدرے تفصیل سے کیا ہے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ آپ جسمانی اور بیداری میں وقوع پذیر ہوئی تھی۔ چھٹے باب میں صرف ان کمالات پر روشنی ڈالی گئی ہے جو آپ کے ساتھ خاص ہیں اس میں ان معجزات کا مفصل بیان ہے جو صحت نبوت و رسالت پر دال ہیں۔

ساتویں باب میں اسمائے خدا تعالیٰ سے آپ کو مشرف کرنے کا بیان ہے۔ یہ باب نہایت مختصر ہے آٹھویں باب میں عالم آخرت کے مخصوص کمالات، فضائل و درجات کا جائزہ پیش کیا ہے۔ جس میں حوض کوثر پر تقسیم اور آپ کی شفاعت پر روشنی ڈالی ہے۔

نویں باب میں ان حقائق کا بیان ہے جس کی رعایت و پاس داری تمام مخلوقات پر واجب ہے دسواں باب آپؐ کی عبادات و ریاضت پر مبنی ہے۔ اس باب میں شیخ عبدالحق نے پہلے عبادت کی تعریف و توضیح بیان کی ہے پھر دین اسلام میں اس کی اہمیت و افادیت کا ذکر کیا ہے۔ پھر آپؐ کا طریقہ عبادت قبل البعث کیا تھا اس کی وضاحت کی ہے اور اس ضمن میں مختلف علمائے کرام کا جو اختلاف ہے اس کی بھی نشاندہی کی ہے۔ اس کے بعد محدث دہلوی نے عبادت کی سات قسمیں بیان فرمائی ہے اور ان پر تفصیل سے اظہار خیال کیا ہے۔ اول طہارت پر روشنی ڈالی ہے دوم نماز کا بیان ہے، سوم زکوٰۃ کا بیان ہے، چہارم روزے کا ذکر کیا ہے پنجم: حج و عمرہ کا بیان ہے ششم: عبادات و اذکار دعوت استغفار کے بیان میں ہے اور ہفتم تلاوت کے بیان پر روشنی ڈالی۔ گیارہویں باب میں کھانے پینے کے آداب، نکاح کرنے اور سونے کے آداب بتائے گئے ہیں۔ پھر آپؐ کے لباس، انگشتری، نعلین مبارک اور بستر مبارک کی تفصیل بیان فرمائی ہے۔ اس کے بعد آپؐ کے نکاح مبارک کا ذکر کیا ہے اور کثرت تزویج رسولؐ پر اظہار خیال کیا ہے۔ اس کے بعد آپؐ کے خواب و استراحت کا جائزہ لیا ہے۔

جلد دوم : اس میں شیخ محدث دہلوی نے چار شقوں میں چار ابواب بنائے ہیں اور سیرت کا اختتام مکمل انداز میں کیا ہے حصہ دوم کی ابتداء باب اول سے ہوتی ہے جس میں آپؐ کے حسب نونب، ایام حمل، ولادت و ایام رضاعت وغیرہ سے بحث کی ہے۔ اس کے بعد آپؐ کا نسب عدنان تک بیان کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس کے بعد کے سلسلے میں نسب میں اختلاف پایا جاتا ہے لیکن اس بات میں جمہور علماء کا اتفاق ہے کہ آپؐ اولاد حضرت اسماعیلؑ سے ہیں اور پھر حضرت ابراہیمؑ، حضرت نوحؑ، حضرت ادریسؑ، آپؐ کے اجداد میں سے ہیں۔ اس کے بعد آپؐ کے اجداد حضرت و عبدالمطلب ہاشم، عبدالمناف، قسی، کلاب، مرہ بن کعب، لوی بن غالب، فہر، مدرکہ، الیاس، مضر، نزار، معمر بن عدنان کا مختصر ذکر کیا ہے

اسی باب میں واقعہ فیل چاہ زم زم کی دوبارہ تلاش، حضرت عبداللہ کا حسن و جمال حضرت آمنہ سے آپ کا نکاح، ایام حمل اور آپ کی ولادت مبارکہ سے متعلق کافی معلومات بہم پہنچائی ہیں۔ خصوصیت کے ساتھ ولادت مبارک کے تمام واقعات پر زور قلم صرف کیا ہے۔ علاوہ ازیں ایام رضاعت پر بھی اظہار خیال کیا ہے۔ اس میں آپ کا داعی حلیمہ کے پاس قیام اور شق صدر کے واقعات کو تفصیل سے ترتیب دیا ہے۔

باب دوم میں آپ کی کفالت، عبدالمطلب کے انتقال، ابوطالب کی پرورش اور ان کے ساتھ آپ کے سفر وغیرہ کا ذکر کیا ہے۔ اس میں حضرت آمنہ کی وفات کے بعد حضرت عبدالمطلب کی پرورش اور ان کی آپ سے محبت و الفت کا جائزہ لیا گیا ہے۔ ابوطالب کے ہمراہ سفر اور اس سفر میں بحیرہ راہب نے آپ کے متعلق جو پیشن گوئیاں کی تھیں ان پر بھی اظہار خیال کیا گیا ہے۔ اس کے بعد آپ کا حضرت خدیجہ کا سامان تجارت لے جانا حضرت خدیجہ کا آپ کو نکاح کا پیغام بھیجنا اور نکاح کے واقعات وغیرہ بیان کیے ہیں۔ اس کے اسی باب میں کعبہ کی تعمیر اور حجر اسود کے نصب کرنے کا بیان بھی ہوا ہے۔

باب سوم میں وہ تمام واقعات یکجا کیے گئے ہیں جو ابتداء وحی سے لے کر ہجرت تک ظہور میں آئے تھے۔ باب چہارم اس باب میں ہجرت اور اس کے ابتدائی واقعات پر مشتمل ہے۔ علاوہ ازیں ہجرت کے سفر کی ساری تفصیلات بیان ہوئی ہیں۔

شق دوم : اس شق میں مدینہ منورہ کو آپ کی ہجرت اور اس کے متعلق تمام واقعات کو یکجا کیا گیا ہے۔

شق سوم : شق سوم سے مدنی زندگی کے واقعات کا آغاز ہوتا ہے اس شق میں محدث دہلوی نے ہجرت کے بعد کے تمام واقعات کو سن ہجری کی ترتیب سے مزین کیا ہے اس لیے ہر سن کے واقعات کو مستقل ایک ایک باب میں تقسیم کیا ہے۔ پہلی ہجری میں جو واقعات پیش آئے ان میں مسجد قبا کی تعمیر، مسجد نبوی کی تعمیر، اذان کا حکم، نماز کی تعداد میں اضافہ اور عاشورہ کے روزہ وغیرہ کا ذکر اہمیت کا حامل ہے۔

دوسری ہجری کے واقعات میں تحویل قبلہ حضرت فاطمہ زہرہؓ کا نکاح، زکوٰۃ، رمضان کے روزے، نماز عید الفطر اور صدقہ فطر کی فرضیت، جہاد و قتال کا حکم، غزوہ بدر، نماز عید الفصحی و قربانی وغیرہ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

تیسری ہجری کے واقعات میں غزوہ عطفان، غزوہ احد نیز اس باب میں حضرت حمزہؓ، حضرت مصعب بن عمیر کی شہادت، مسلمان خواتین کی خدمت گذاریاں اور آپؐ کا زخمی ہونا وغیرہ تک کے تمام واقعات بھی آگئے ہیں۔

چوتھی ہجری کے واقعات میں سریہ، بئر، معونہ، بدر صغریٰ کے علاوہ زانی پر رحم کرنا، چوری پر ہاتھ کاٹ دینا اور شراب کی حرمت جیسے اہم واقعات و احکامات اسی ہجری میں صادر ہوئے۔

پانچویں ہجری کے اہم واقعات میں حضرت عائشہ کے ہار کی گم شدگی، غزوہ خندق، غزوہ بنو قریظہ، احکام شرع میں آپؐ کا اختیار وغیرہ کے واقعات ہیں جس کو مصنف موصوف نے برائے حسین دلکش پیرائے میں ان تمام واقعات کو ترتیب دیا ہے جو اس سن ہجری میں وقوع پذیر ہوئے تھے۔

چھٹی ہجری میں زیادہ تر واقعات میں غزوات و سرایے شامل ہیں۔ ان میں غزوہ ذات، الرقاع، سریہ عبداللہ بن رواحہؓ پر محدث دہلوی نے تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ علاوہ ازیں اس باب میں فرضیت حج، عمرہ، صلح حدیبیہ، امراء کی طرف وفود کا روانہ کرنا، مکتوب نبیؐ بنام بخاشی شاہ حبشہ، ہرقل شاہ روم، قیصر شاہ فارس، حارث بن ابی ثمر غسانی، مکتوب رسولؐ بہ جانب ملک عمان، ملک بحرین اور ام رومان کی وفات کی تفصیلات بھی آئی ہیں یہ باب قدرے تفصیل سے ہے۔

ساتویں ہجری کے جن اہم واقعات کا محدث دہلوی نے انتخاب کیا ہے ان میں غزوہ خیبر، حضرت صفیہؓ اور ام حبیبہؓ کا آپؐ سے نکاح، یہود کا آپؐ کو زہر دینا، گدھے کا گوشت کا حرام ہونا وغیرہ کی تفصیل ملتی ہے۔



آٹھویں ہجری کے واقعات میں سریہ غالب، سریہ موتہ، سریہ عمرو بن العاص، فتح مکہ، کعبۃ اللہ سے بتوں کا ہٹانا، مکہ کی فتح کے بعد اقامت کی مدت اور فیصلہ جات مقدمات غزوہ حنین، فتح قلعہ طائف، حضرت ابراہیم بن محمد کی ولادت، سیدہ زینب بنت رسول کی وفات، منبر کی تعمیر اور وفد عبدالقیس کی آمد وغیرہ پر بحث کی ہے۔ اس باب میں مولانا نے سریہ موتہ، فتح مکہ اور غزوہ حنین پر تفصیل سے کام لیا ہے۔ علاوہ ازیں عنوانات پر قدرے اختصار سے کام لیا ہے۔

نویں ہجری کے واقعات میں زکوٰۃ کی وصولی کے لیے عمال کی روانگی اور واقعہ ایلاء پر روشنی ڈالی ہے۔ مصنف نے واقعہ ایلاء پر محققانہ اور مدلل بحث کی ہے۔ یہ بحث انتہائی دلچسپ ہے۔ یہ باب غزوہ تبوک، غزوہ جیش العسرت، مسجد ضرار کے گرانے کا حکم، غزوہ تبوک میں پیچھے رہنے والوں کا ذکر، منافقین کے سردار عبداللہ بن ابی کی موت، شاہ حبشہ نجاشی کی وفات، حج مبارک درامارت حضرت ابوبکر صدیق اور قضیہ لعان پر مشتمل ہے۔ دسویں صدی ہجری کے جن اہم واقعات کا مصنف نے انتخاب کیا ہے ان میں سریہ حضرت خالد بن ولید، حجتہ الوداع، جیش جریر بن عبداللہ، حضرت ابراہیم بن محمد کی وفات اور انسانی شکل میں حضرت جبریل کی آمد پر تفصیل سے بحث کی ہے۔

**شق سوم :** کا آخری باب گیارہویں ہجری میں رونما ہونے والے واقعات پر مشتمل ہے۔ اس میں محدث دہلوی نے آپ کی حیات میں پیش آنے والے دیگر واقعات پر روشنی ڈالی ہے۔ ان میں خصوصیت کے ساتھ مسلمہ کذاب کے حالات قلم بند کیے ہیں جس نے آپ کی حیات ہی میں جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ پھر اسود عنسی، طلحہ بن خویلد، سجاح بنت الحارث، جو مدعیان نبوت تھے ذکر کیا ہے اس کے بعد سریہ زید بن اسامہ کا تذکرہ پر اس شق کو ختم کیا ہے۔

**شق چہارم :** اس میں مولانا نے آپ کی حیات طیبہ کے آخری لمحات کا احاطہ کیا ہے جس میں آپ کے دنیا سے رخصت ہونے کے سلسلے میں جو واقعات پیش

آئے ان کا بھی ذکر کیا ہے۔

شق پنجم : مدارج النبوة جلد دوم کی آخری شق ہے۔ جس میں دس ابواب ترتیب دیے گئے ہیں اور اختصار سے ان پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ باب اول میں اولاد النبیؐ باب دوم میں آپ کے ازواج مطہرات اور باندیوں کا ذکر، باب سوم میں آپ کے چچا پھوپھی اور رضاعی بھائیوں کا ذکر باب چہارم میں آپ کے خاد میں اور دربار نبوت کے خادماؤں کے حالات باب پنجم میں دوست، مددگار، غلام اور ہمسائیوں کا ذکر ہے باب ششم میں مخالفین رسول کا بیان ہے۔ باب ہفتم میں کاتبان رسول کا بیان ہے۔ باب ہشتم میں آپ کے سفر اور قاصدوں کا بیان ہے باب نہم میں آپ کے اعمال کا ذکر ہے۔ باب دہم میں آپ کے موذن، خطیب، شعراء اور وحی خوانوں کا ذکر ہے اور باب یازدہم میں آپ کے اسلحہ و آلات حرب، مویشی گھریلو سامان، انگشتری، موزے اور عمامہ مبارک کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

مشق پنجم میں محدث دہلوی نے جتنی تحقیقی معلومات فراہم کی ہیں غالباً کسی بھی سیرت نگار نے اتنی معلومات یکجا نہیں کی ہے۔ اس ناہیہ سے مدارج النبوة کے آخری ابواب کافی اہمیت کے حامل ہیں۔

جیسا کہ شمش بریلوی رقم طراز ہیں:

”۔۔۔ جلد دوم کے آخری ابواب۔۔۔ میں تفحیص اور ان کا استقصاء قابل داد ہے، حضرت محدث دہلوی سے پہلے اس مہم کو کوئی دوسرا سیرت نگار سر نہیں کر سکا تھا۔“ (۳۰)

اختتام میں مصنف نے ”تکملہ“ کے تحت مدارج النبوت کا اختتام کیا ہے۔ یہ تکملہ آپ کے ان صفات کاملہ و طیبہ پر مبنی ہے۔ جن کو اہل علم و معرفت نے اپنی زبان میں بیان کیا ہے۔

اس کتاب کی چار خصوصیات قابل ذکر ہیں۔ ان میں پہلی خصوصیت یہ ہے اس تصنیف کے موضوعات بڑی تحقیق و جستجو کے بعد ہی قلم بند کیے گئے ہیں۔ اس کا اندازہ

ہمیں محدث دہلوی کے جا بجا حوالوں کی کتابوں سے ہوتا ہے۔ دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اگر واقعہ کا تاریخ یا مقام پر کئی روایاتیں یا مختلف آراء موجود ہوں تو مصنف موصوف نے بغیر کسی جھجک کے ان مختلف روایتوں کو جوں کا توں پیش کر دیا ہے تیسری خصوصیت یہ ہے کہ محدث دہلوی نے اپنی اس تصنیف میں حیات طیبہ کے ہر پہلو کو پیش کیا ہے اور حیات طیبہ کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جس پر آپ نے محققانہ روشنی نہ ڈالی ہو چوتھی اور آخری خصوصیت یہ ہے کہ اس سیرت مبارکہ کے ذریعے شیخ محدث دہلوی نے عہد اکبری میں اٹھنے والے فتنوں کا سدباب کیا ہے۔

## سر سید احمد خاں \_\_\_\_\_ ”خطبات احمدیہ“

سید احمد خاں بن میر متقی بن ہادی شاہ عالم ۵ رذی الحج ۱۲۳۲ھ مطابق ۱۷ اکتوبر ۱۸۱۷ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ آپ کا سلسلہ نسب چھتیس واسطوں سے حضور اکرم تک پہنچتا ہے۔ شاہ عبدالعزیز نے ان کا نام احمد رکھا تھا اور ان کی بسم اللہ کی تقریب بھی انھیں کے ہاتھوں ہوئی تھی۔ سر سید کی تعلیم پرانے اسلامی اصولوں پر ہوئی۔ پہلے قرآن مجید پڑھا پھر فارسی، عربی کی درسی کتابیں مختلف اساتذہ فن سے پڑھیں شاہ عبدالعزیز کے جانشین شاہ محمد اسحاق اور مولانا قاسم نانوتوی کے استاد مولانا مملوک علی نانوتوی سے فیض حاصل کیا۔ ملازمت کے سلسلہ میں ہندوستان کے مختلف شہروں میں مقیم رہے۔ سرکاری فرائض کے علاوہ تصنیف تالیف اور ترویج علوم کے لیے بھی وقت نکالا۔ تاریخی اور مذہبی مباحث سے انھیں خاص دلچسپی تھی۔ ان کی اہم تاریخی کتاب ”آثار الضادید“ ہے جس میں دہلی و اطراف دہلی کی عمارات کی تاریخ بڑی محنت اور عرق ریزی سے لکھی۔ مذہبی تصانیف بھی

بہت زیادہ ہیں جن سے مولانا حالی کے اس بیان کی تائید ہوتی ہے۔ ”مذہب ہی کی آغوش میں انھوں نے پرورش پائی تھی اور مذہب کی گود میں ہوش سنبھالا تھا۔ اشاعتِ تعلیم کے لیے مراد آباد غازی پور اسکول کھولے اور غازی پور میں ایک سائینٹفک سوسائٹی کا افتتاح کیا جس کا مقصد مغربی علوم کو ہندوستان میں رائج کرنا تھا۔ یکم اپریل ۱۸۶۹ء کو ولایت روانہ ہوئے اور اکتوبر ۱۸۷۱ء کو واپس آئے۔ اس دوران ان کا قیام زیادہ تر لندن میں رہا انھوں نے یہ وقت ”خطبات احمدیہ“ کے لیے مواد جمع کرنے میں صرف کیا۔ واپسی کے بعد تہذیب الاخلاق پر چہ نکال جو کئی مرتبہ بند ہوتا نکلتا رہا اور کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمان قائم کی اور آپ نے فیصلہ کیا کہ مسلمانوں کی اعلیٰ تعلیم کے لیے ایک کالج کھولا جائے چنانچہ ایم۔ اے۔ او کالج کھولا گیا اور کالج نے روز بروز ترقی شروع کی جو آج کل مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے نام سے مشہور ہے اور قوم و ملت کی خدمت کر رہی ہے آپ کی وفات ۲۷ مارچ ۱۸۹۸ء کو علی گڑھ میں ہوئی۔

ان کے بعض عقائد و خیالات سے اختلاف کرنا آسان ہے لیکن مذہب اسلام اور بانی اسلام سے جو محبت تھی اس کا اعتراف نہ کرنا بھی بے انصافی ہے۔ (۳۱)

جلاء القلوب بذکر الحبوب : سیرت نبویؐ پر سرسید احمد خان کا یہ پہلا مختصر رسالہ ہے جو کل باسٹھ صفحات پر مشتمل ہے اب یہ رسالہ ”تصانیف احمدیہ“ مطبوعہ علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ پریس اور ”مقالات سرسید“ مرتبہ مولانا محمد اسماعیل پانی پتی حصہ ہفتم مطبوعہ مجلس ادب لاہور دونوں میں شامل ہے۔

اس رسالے کی تالیف کا سبب یہ تھا مسلمان میلاد نبی کے موقع پر متعدد بدعات و خرافات میں مبتلا تھے اور من گھڑت روایات رسولؐ کے لیے منسوب کیے جاتے تھے یہ چیز سرسید کو ناپسند تھی ان کی اصلاح کے لیے یہ رسالہ تحریر کیا۔ ڈاکٹر مشتاق احمد لکھتے ہیں:

”اپنے عہد میں محفل میلاد نبی کے لیے یہ ایک اہم اور معتبر رسالہ ثابت

ہوا۔“ (۳۲)

سر سید نے اس رسالے میں آپ کی پیدائش کی تفصیل کے ساتھ رسولؐ کے مختلف نام شکل و صورت وضع قطع عادت و اطوار، کردار و سیرت پر اختصار سے روشنی ڈالی ہے علاوہ ازیں آپ کے اصحاب کرام کے حالات زندگی کو پیش کیا ہے۔

اس مختصر رسالے کا پیشتر مواد سر سید نے شاہ ولی اللہ کی مشہور تصنیف ”سرور الحزب“ اور محدث عبدالحق دہلوی کی معرکتہ الآراء تصنیف ”مدارج النبوت“ سے اخذ کیا ہے۔ جس کا خود انھوں نے اعتراف بھی کیا ہے پروفیسر خلیق احمد نظامی نے اس کی اشاعت کے متعلق لکھا ہے کہ:

”مولانا محمد نور الحسن نے اس پر نظر ثانی کی تھی۔“ (۳۳)

ان کی اصلاح کے بعد سر سید احمد نے یہ کتاب شائع کی۔

خطبات احمدیہ : سیرت نبویؐ پر سید احمد خاں کی دوسری اور اہم تصنیف ”خطبات احمدیہ“ ہے اس تصنیف نے موجودہ زمانے میں اسلامی فکر کی بقا اور ترویج کی جو خدمت انجام دی ہے شاید اس کا اندازہ ابھی تک لگایا نہیں گیا ہے۔ یہ تصنیف سر سید ہی کی نہیں بلکہ اردو زبان کی مشہور زمانہ اور معرکتہ الآراء تصنیف ہے اور سیرت النبویؐ کے حوالے سے ہماری زبان میں تنقیدی اور تحقیقی نگارش کی اولین کوشش بھی۔

سیرت ختم الرسل پر بد نہاد ازہان کی طرف سے مختلف اعتراضات ہونے لگے آپ کی حیات مبارک میں بھی اور آپ کے وفات کے بعد بھی۔ سر ولیم میور (1819-1905) نے ایک کتاب بہ زبان انگریزی بنام "The life of Mohammed" (1858-1861) میں پہلی بار چار جلدوں میں شائع کیا۔ ولیم میور مشہور انگریزی مستشرق، انگریزی سرکار کا نمائندہ، جنگ آزادی ۱۵۸ھ میں آگرہ میں شعبہ جاسوسی کا سربراہ عربی کا ماہر اور متعدد کتابوں کا مصنف تھا۔ ولیم میور نے یہ کتاب سلطنت مغلیہ کا چراغ گل ہو جانے اور مسلمانوں کی خود مختارانہ حکومت اور سیاسی اقتدار کے خاتمہ کے بعد اسلام کے تفوق کو مٹانے کے لیے مسیحی کوششوں کے ضمن میں ایک

یورپی پادری فنڈر کی فرمائش اور اصرار پر لکھی تھی۔

مولانا حالی نے ”حیات جاوید“ میں اس کی طرف ان الفاظ میں اشارہ کیا ہے وہ

لکھتے ہیں:

”۔۔۔ درحقیقت یہ کتاب (لائف آف محمد) صرف عیسائیوں ہی کو اسلام اور

بانی اسلام کی طرف سے گمراہ کرنے والی نہ تھی بلکہ انگریزی تعلیم یافتہ نوجوان مسلمانوں کو

بھی اسلام کی طرف سے شک میں ڈالنے والی تھی۔“ (۳۴)

سر سید نے خالص علمی طور پر میور کی کتاب پر تنقید و محاکمہ کر کے ایک جوانی کتاب

لکھنے کا ارادہ کر لیا جو مناظرانہ رنگ سے پاک تاریخی حقائق و اسناد پر مبنی ہو۔ گویا سر سید نے

مستشرقین کے مقابلے میں ایک جوانی علمی تحریک کا آغاز کیا اس طرح انھوں نے اس سنگین

فتنہ کو روکنے اور ساری عالمی اور اسلامی برادری کے وقار کو مجروح ہونے سے بچالیا۔

اس سلسلہ میں سر سید نے سب سے پہلے اس کتاب کا فارسی میں ترجمہ کروایا۔

سر سید نے جس قسم کی کتاب لکھنے کا ارادہ کیا تھا اس کے لیے نہ صرف انگریزی اور عربی جاننا

ضروری تھا بلکہ یونانی، لاطینی، عبرانی اور شاید جرمنی اور فرانسیسی بھی تاکہ اعتراضات کی

تردید کے ساتھ ساتھ عیسائیوں اور یہودیوں کو اسلام کی طرف راغب کیا جائے اس کے

لیے انھوں نے تقابلے مطالعہ کو کافی اہمیت دی۔

ولایت سے واپسی کے بعد سر سید کا سب سے اہم مقصد ایک ایسی کتاب لکھنا اور

انگریزی میں اس کا ترجمہ کروا کر شائع کرنا تھا جس سے اسلام کی اصلیت عیسائی قوموں پر

ظاہر ہو اور جو غلطیاں اکثر عیسائی مصنفین خاص کر ”سر ولیم میور“ نے اپنی کتاب ”لائف

آف محمد“ میں اسلام کی حقیقت اور بانی اسلام کے کیرکٹر ظاہر کرنے میں کی ہے اس کو رفع

کیا جائے۔ اس کے لیے انھوں نے لندن کا سفر کیا اور تقریباً اٹھارہ، انیس مہینے وہیں

گزارے اور انڈیا آفس کے کتب خانہ اور برٹش میوزیم کی لائبریری سے بہت سی

اطلاعات و کتابیں حاصل کیں۔ عربی کتابیں جو مصر و فرانس و جرمنی میں شائع ہوئی تھیں

منگوائیں اور بہت سی انگریزی کی پرانی کتابیں جو نایاب تھیں بہت گراں قیمت پر خریدیں پھر بارہ خطبے یا مضمون مختلف عنوان سے لکھ کر ایک انگریزی سے انگریزی میں ترجمہ کرا کے لندن ہی میں ۱۸۷۰ء میں خطبات احمدیہ کے نام سے شائع کر دیا۔

الخطبات الاحمدیہ : یہ کتاب مطبوعہ نول کشور پریس لاہور سے غالباً ۱۸۷۰ء میں شائع ہوا ہے اور سلسلہ تالیفات وکیل ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ امرتسر کی نمبر ۳۷ پیش کش ہے۔

سر سید نے پوری کتاب کو ۱۲ خطبات میں تقسیم کیا ہے یہ کتاب اسلام پر اور عربوں کے تمدن پر ان کی تاریخ اور ان کے جغرافیہ پر نہایت عالمانہ دستاویز ہے جس میں سر سید نے نوائے ذہنیہ کا اعلیٰ مظاہرہ کیا ہے۔

پہلا خطبہ : مشرقی مورخین اور سیرت نگاروں کی طرح اس کتاب کی ابتداء قدیم عرب اور اس کے اہم قبائل اور اقوام کے ذکر سے کی ہے۔

دوسرا خطبہ : سر سید نے عرب کے رسومات و عادات اسلام سے قبل بنایا ہے۔

تیسرا خطبہ : اس خطبے میں ۹ ذیلی عنوان ہیں۔ عرب کے مذاہب قبل اسلام،

بت پرستی، مذہبی، خدا پرستی، اہلجہمی مذہب، مذہب صابئی، ابراہیم یا دیگر انبیاء عرب کا مذہب یہودی مذہب اور عیسوی مذہب۔ یعنی یہ خطبہ جاہلی عرب کے مختلف مذاہب و ادیان کے لیے وقف ہے۔

چوتھا خطبہ : اسلام انسان کے لیے رحمت ہے اور تمام انبیاء کے مذاہب کی

پشت و پناہ یہ اس خطبہ کا عنوان ہے۔ یہ خطبہ تیسرے خطبے کی توسیع ہے۔

پانچواں خطبہ : اس خطبے میں نہایت تفصیل کے ساتھ مسلمانوں کی کتابوں

پر نقد و تبصرہ کیا ہے اور اس میں کتب و حدیث، کتب سیر، کتب تفسیر اور کتب فقہ کا تجزیاتی مطالعہ بھی پیش ہوا ہے۔

چھٹا خطبہ : یہ پانچواں خطبے کی توسیع ہے جو اسلام کی روایات سے بحث کرتا



ہے۔ اس کے علاوہ اس خطبے میں اسلام میں منقول و مروی روایات کی ماہیت پر اظہار کیا گیا ہے

ساتواں خطبہ : اس خطبے میں نزول قرآن کی اہم بحث پر ہے۔

آٹھواں خطبہ : یہ خطبہ خانہ کعبہ، حجر اسود، مختلف عہدوں میں خانہ کعبہ کی تاریخ، غلاف کعبہ اصنام کعبہ، زم زم اور واقعہ اصحابِ فیل، مقام قربانی اور سکونت اسماعیلؑ وغیرہ کے متعلقہ مسائل سے بحث کرتا ہے۔

نواں خطبہ : نویں خطبہ میں رسولؐ کے حسب و نسب سے بحث کی ہے۔ یہ بہت ہی مختصر خطبہ ہے۔

دسواں خطبہ : دسویں خطبے میں ان بشارتوں و پیش گوئیوں سے ہے جو حضورؐ کی بعثت سے متعلق آسمانی کتابوں یعنی توریت و انجیل میں پائی جاتی ہیں۔

گیارہواں خطبہ : اس خطبہ میں سرسید نے ”شق صدر کی حقیقت اور معراج کی ماہیت کے بیان میں“ بنایا ہے۔

بارہواں خطبہ : یہ اس کتاب کا آخری اور بارہواں خطبہ ہے جو رسولؐ کی ولادت باسعادت اور آپؐ کی ابتدائی بارہ سالہ زندگی پر مبنی ہے۔

سرسید نے ان خطبات کا مسودہ تیار کر لیا تو ۱۸۷۷ء میں ان بارہ مقالوں کو مع چارٹ، نقشوں اور تصاویر بہ زبان انگریزی "Essays on the life of

Mohammad" کے نام سے شائع کیا۔ اس کتاب کی اشاعت کے بعد سرسید ہندوستان چلے آئے انگریزی کتاب کے شائع ہونے کے ۷۱ سال بعد یعنی ۱۸۸۷ء میں

اردو مسودے کو شائع کیا۔ لندن میں انھوں نے اس کا نام ”مواعظ احمدیہ“ تجویز کیا تھا، مگر

موسم تھی۔

اس کتاب میں معروف کتب سیرت سے ہی استفادہ نہ کیا گیا بلکہ قرآن مجید

احادیث اور کتب علوم اسلامیہ سے بھی بھرپور فائدہ اٹھایا گیا ہے۔ اس میں سرسید نے دوسرے سیرت نگاروں کے مقابلے میں سب سے پہلے اور سب سے زیادہ علمی اور تنقیدی سطح پر دوسرے آسمانی کتابوں خاص کر تورات و انجیل کے آیات سے بھی بہت عمدہ کام لیا ہے ان کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اردو میں معقول اور معتبر سیرت نگاری کی بنیاد ڈالی اس کتاب کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس نے ولیم میور اور اس کے حوالے سے دوسرے مستشرقین اور مخالفین اسلام کے الزامات پر مبنی نگارشات کی قلعی کھول دی اور جس اصول پر ولیم میور نے اپنے تمام اعتراضات کی بنیاد قائم کی ہے خطبات میں اس کی جڑ کاٹ دی گئی۔

بحر کیف سرسید نے خطبات احمدیہ میں جس حکیمانہ انداز سے اسلام کی ترجمانی کی ہے اس کی بناء پر دور جدید میں ان کو علم کلام کا کہنا سزاوار ہے۔

اس کتاب کی چند خصوصیات یہ ہیں:

۱ سرسید سے پہلے دنیا کے کسی مسلمان نے یورپ کا سفر محض اس غرض سے نہیں کیا کہ وہاں جا کر اسلام کی حمایت کے لیے وہاں کے بڑے بڑے کتب خانوں سے مولود جمع کر کے اسلام کی تائید اور عیسائیوں کی تردید میں کوئی کتاب لکھے۔

۲ مناظرہ کے مخاصمانہ طریقہ کی جگہ ایک ایسا دوستانہ طریقہ اختیار کیا جو کسی کو ناگوار نہیں لگتا۔

۳ قدیم و فرسودہ اور بوسیدہ طریقہ جس کے بموجب مشرکین اسلام پر تکتہ چینی کرتے تھے ان تمام مغالطوں کو نہایت معقول و دل نشین دلائل سے رفع کیا ہے۔

۴ اس میں الزامی جوابوں سے اعتراض کیا گیا ہے اور ہر ایک اعتراض کا محققانہ جواب دیا گیا ہے۔ (۳۵)

## علامہ محمد شبلی نعمانی \_\_\_\_\_ ”سیرۃ النبیؐ“

یوپی کے ضلع اعظم گڑھ میں ایک قصبہ ہے بندول جس کو مولانا شبلی کے مولد ہونے کا فخر حاصل ہے۔ یہاں راجپوتوں کی آبادی تھی جس کے مورث اعلیٰ مسلمان ہوئے تھے۔ مولانا کا خاندانی سلسلہ اسی نو مسلم راجپوت سے ہے جو ”راوت“ کہلاتے تھے۔ مولانا کی ولادت ذی قعدہ ۱۲۷۳ھ مطابق مئی ۱۸۵۷ء میں اسی ہنگامہ خیز زمانے میں ہوئی جو عام طور سے غدر کے نام سے مشہور ہے والدین نے مولانا کا نام ”محمد شبلی“ رکھا۔ ابتدائی تحریروں میں مولانا اپنا نام ”محمد شبلی“ ہی لکھتے تھے۔ بعد میں صرف ”شبلی“ کر دیا اور نام کے ساتھ ”نعمانی“ لکھنے لگے۔ اردو میں اپنا تخلص ”تسنیم“ رکھا تھا۔ فارسی میں ”شبلی“ اور ایک آدھ غزل میں ”نعمانی“ بھی رکھا۔ مولانا کا بچپن بہت ناز و نعم میں گزرا۔ فطرتاً ذہین تھے حافظہ بھی قوی تھا۔ مولانا کے والدین مذہبی تھے اس لیے اپنی اولاد کو خدا کا نام لے کر علم دین کی خدمت کے لیے وقف کیا۔ قرآن پاک اور فارسی کی ابتدائی تعلیم گاؤں ہی میں

حاصل کیا۔ پھر اعظم گڑھ کے مدرسہ عربیہ میں عربی کی کتابیں پڑھیں پھر مختلف مدارس میں تعلیم حاصل کی پھر اس دور کے اساتذہ فن مولانا محمد فاروقی جریا کوٹی، مولانا ارشاد حسین رامپوری، مولانا فیض الحسن سہارنپوری، مولانا احمد علی محدث سہارنپوری سے فیض حاصل کیا کیا عجیب بات ہے کہ ہندی نژاد راجپوت آگے بڑھ کر اس قابل ہوا کہ رسولِ مطہی و ہاشمی کے مدارج و معارف سے دنیا کو آشنا کرے۔ فاروقی اعظم کی سطوت و عظمت کا دلوں میں سکھ بٹھائے۔ نعمان بن ثابت کے فقہ و قانون کے مصالح و حکم کو نیا جلوہ دے۔ فصحاء عرب و ایران کی نکتہ سنجیوں کی شناسا نہ داد دے غزالی و رازی اور مولانا روم کے اسرارِ حقیقت کو برملا فاش کرے۔ مولانا نے مختلف تعلیمی اداروں مدرسہ الاصلاح سرائے میر، ندوۃ العلماء لکھنؤ، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، دارالمصنفین اعظم گڑھ وغیرہ میں تعلیمی و تصنیفی خدمات انجام دیں۔ محمدن کالج علی گڑھ کے طلبہ میں محمد رسول اللہ کے ساتھ حسن عقیدت اور واقفیت پیدا کرنے کے لیے عربی میں مختصر سا رسالہ لکھا جس کا نام ”بدء الاسلام“ رکھا۔ مولانا ان نادرا الوجود اساتذہ میں سے تھے جو نہ صرف کسی مضمون کو پڑھا اور سمجھا دیتے بلکہ اس مضمون کے ساتھ شاگردوں میں حقیقی دلچسپی پیدا کرنے میں ملکہ رکھتے تھے۔ مولانا بڑے مصنف، مترجم، بڑے علم دوست، اشاعتِ علم، بڑے مربی تھے۔ سیرت النبی کے نامکمل ہونے کا ان کو بڑا افسوس تھا چنانچہ وفات سے تین دن پہلے مولانا حمید الدین صاحب کو حیدرآباد، مولانا ابوالکلام آزاد کو کلکتہ اور سید سلیمان کو کلکتہ اور پونہ کے پتہ سے تار دیے۔ مولانا آزاد کو جو تار دیا اس کا مضمون یہ تھا ”اگر آپ اس اثنا میں مل جاتے تو سیرت نبوی کی اسکیم کا کچھ انتظام ہو جاتا ورنہ سب کارروائی بیکار ہو جائے گی۔ سید سلیمان اگر موجود ہوتے تو ان کو پورا پلان سمجھا دیتا“ اور جب سید سلیمان ندوی پہنچے تو ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر فرمایا: سیرت میری تمام عمر کی کمائی ہے۔ سب کام چھوڑ کر سیرت تیار کر دو تو انہوں نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا ”ضرور۔۔۔ ضرور۔“ ۱۸ نومبر ۱۹۲۳ء

۲۸ رزی الحجۃ ۱۳۳۲ھ کی صبح ساڑھے پانچ بجے بروز چہار شنبہ اس دارِ فانی سے رخصت

ہو گئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ استغنا و بے نیازی، دولت کی بے قدری، راست بازی،  
 نفاست پسندی، خاکساری، اظہار رائے میں بے باکی، رحمہ لی، ذکاوت، حسن غیرت دینی  
 پابندی اوقات، کتب بنی وغیرہ آپ کے اخلاق و عادات تھے (۳۶)

سیرت النبیؐ کا سلسلہ سات ضخیم حصوں پر مشتمل ہے۔ ابتدائی دو حصے علامہ شبلی نعمانی  
 کے قلم سے ہیں اور بقیہ حصے سید سلیمان ندوی کے اسلوب نگارش کا شاہ کار ہیں جنہوں نے  
 اپنے محبوب استاد کی آخری تصنیف کی ترتیب و تہذیب و تکمیل کا عظیم کارنامہ انجام دیا ہے۔

جلد اول : اس میں سیرت کے موضوع پر ایک مقدمہ ہے جس میں سیرت

النبیؐ کی اہمیت ضرورت، سیرت نگاری کی مختصر تاریخ ہے اور سیرت کے قدیمی ماخذ کا  
 ناقدانہ جائزہ لیا گیا ہے اور سیرت نگاری کے متعلق بھی محدثانہ اصول و ضوابط کے تحت

احادیث و مغازی و سیرت اور تاریخی روایات کے رد و قبول سے بحث کی گئی ہے اور یورپین

سیرت نگاروں کی تصانیف پر تبصرہ ہے۔ قدیم عرب کی سیاسی و مذہبی و تاریخی حقیقت کا

خلاصہ پیش کیا گیا ہے۔ اس کے بعد اصل کتاب (برائے راست سیرت نبویؐ) کا آغاز

ہوتا ہے ابتداء میں نبی رحمت کا شجرہ نسب اور آپؐ کے آبا و اجداد کا مختصر احوال ہے۔ اس

تفصیل کو مصنف نے ”ظہور قدسی“ کے زیر عنوان لکھا ہے۔

”آفتاب رسالت کا طلوع“ کے عنوان کے تحت نبوت سے قبل کے واقعات

ہیں۔ اسی باب میں دعوت اسلام کا آغاز سے لے کر حبش اور نجاشی کے دربار میں حضرت

جعفر کی تقریر اور اس کا اثر اور اہل مکہ کی ایذا رسانی کا قدر سے تفصیل سے ذکر ہوا ہے۔

آغاز کے ان واقعات کے بعد مدینہ کی طرف آپؐ کا سفر کرنا اور آپؐ کی مدینہ آمد اور

استقبال، قبائیں نزول، قبائیں مسجد کی تعمیر سے لے کر اہل صفہ اور مدینہ کے یہودیوں کے

معاہدوں تک کی تفصیل ہے۔ بعد ازاں اس سنہ کے متفرق واقعات کا مختصر ذکر ہے۔

ہجرت کے واقعات سے ”سیرت النبیؐ“ کی پہلی جلد میں سنہ ہجری کے مطابق ترتیب وار

واقعات و غزوة کا ذکر ہوا ہے۔

بہر کیف سیرۃ النبی جلد اول میں فن سیرت نگاری پر بحث کرتے ہوئے آپ کی ولادت سے لے کر پہلے حج تک اور غزوات و سرایا کے مفصل اور محققانہ حالات پر شبلی نے مدلل بحث کی ہے۔

جلد دوم (حصہ دوم): اس میں نبوت کے پر امن دور کی تفصیلات درج ہیں۔ اسلام کی اشاعت و تبلیغ کے اثرات، ہجرت مدینہ اور اسلامی حکومت کے سادہ نظام شریعت کی تکمیل، عبادات، معاملات، حجتہ الوداع و خطبہ الوداع، وفات نبوی، آپ کے اخلاق و عادات، ازواج مطہرات اولاد اور اہل بیت کی زندگی کے حالات کو اس طریقے سے پیش کیا گیا ہے کہ حضور کی پیغمبرانہ صداقت اور انسانی عظمت پورے طور پر سامنے آ جاتی ہے۔ سیرۃ النبی کی تمام جلدوں میں یہ مختصر جلد ہے اس میں مصنف نے ۱۸ ذیلی باب قائم کیے ہیں جن کی تفصیل ذیل میں دی جاتی ہے۔

اسلام کی امن کی زندگی (قیام امن) اشاعت اسلام، مقامات دعوت و فود عرب، تاسیس حکومت النبی، مذہبی انتظامات، عقائد اور اسلام کی اصول اولین، سال آخر حجتہ الوداع اختتام فرض نبوت، وفات، مقررات، شمائل، معمولات مجالس نبوی، خطابت نبوی، عبادات نبوی، اخلاق نبوی، ازواج مطہرات، اولاد اور ازواج مطہرات کے ساتھ برتاؤ پہلی جلد نبوت سے قبل کے واقعات و نبوت کے پر آشوب عہد غزوات پر مشتمل تھی اور دوسری جلد کے مندرجہ بالا مشمولات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ جلد نبوت کی سہ سالہ پر امن زندگی کی تاریخ ہے پہلی جلد میں نبوت کے ۲۰ سال کے کارناموں کا احاطہ کیا گیا ہے۔ جب کہ دوسری جلد میں بقیہ آخری تین سال کے واقعات کی تفصیل ہے۔

جلد سوم (تیسرا حصہ) : دلائل و معجزات نبوی پر مشتمل ہے جس میں سید سلیمان ندوی نے قدیم و جدید فلسفہ، علم کلام اور خالص عقلی بنیادوں پر معجزات کی ضرورت حقیقت، اہمیت غرض و غایت کی حقیقت پر اس طرح بحث کی ہے کہ معجزات نبوی پر ہونے والے اعتراضات کی تردید ہو گئی ہے انھوں نے ایسے زبردست دلائل پیش کیے ہیں کہ

معتزین و مستشرقین دیگر یورپین، محققین انگشت، بدن دان رہ گئے (۳۷)۔ شاہ معین الدین ندوی نے اس حصے کے بارے میں لکھا ہے کہ ”سید صاحب نے اس جامعیت اور استقصاء کے ساتھ مجزات پر بحث کی ہے کہ اس کا کوئی گوشہ چھوٹے نہیں پایا ہے۔“ (۳۸)

جلد چہارم (چوتھا حصہ) : اس میں ان مسائل سے بحث کی گئی ہے جو تعلیمات اسلامی کا بنیادی جز اور عقیدہ ایمان کی اساس ہیں عرب کے ریگستان میں حضور کی ذاتِ عالی سے جو عظیم انقلاب آیا ہے اس پر بھی تفصیلی گفتگو کی ہے جس سے شخصیت اول کی عظمت اور فریضہ ادارے رسالت کے لیے جدوجہد کا پتہ چلتا ہے۔

جلد پنجم (پانچواں حصہ) : اس میں عبادت کا وسیع مفہوم پیش کیا گیا ہے جس کی رو سے پوری زندگی عبادت بن سکتی ہے۔ اس ضمن میں دیگر مذاہب کی عبادات اور طریقہ عبادات کا موازنہ کیا گیا ہے اسلامی کتب خانہ میں اسلامی عبادات کے موضوع پر سیرت کا یہ حصہ منفرد ہے۔

جلد ششم (چھٹا حصہ) : اس میں اسلامی اخلاق کا جامع بیان آ گیا ہے اس ضمن میں دنیا کے مختلف مذاہب کے اخلاقی نظاموں اور فلسفہ اخلاق کا جائزہ لے کر اسلامی اخلاق سے ان کا موازنہ کیا گیا ہے۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں فلسفہ اخلاق کی تمام جزئیات سے بحث کی گئی ہے اور دنیا بھر کے معلمین اخلاق کے نظریات و تعلیمات کا جائزہ لینے کے بعد حضور اکرم کو سب سے بڑا اور ممتاز معلم اخلاق ثابت کیا گیا ہے۔ اس حصے کے آخر میں آداب معاشرت کے عنوان سے ایک تفصیلی باب ہے۔ یہ حصہ اسلام کی اخلاقی تعلیمات کا ایک مرقع ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے اسلام کی اخلاقی تعلیمات کتنی جامع، کامل، آسان، مفید و وررس ہیں۔

جلد ہفتم (ساتواں حصہ) : یہ نامکمل ہے۔ سید صاحب نے اس کے لیے نقشہ و حدود متعین کرایا تھا اس حصہ کو معاملات اور اس کی سینکڑوں قسموں، سیاسیات، معاشرت وغیرہ کے ساتھ مخصوص کرنا چاہتے تھے۔ لیکن اس وقت برصغیر میں سید صاحب

کی اہمیت و مرکزیت و مصروفیات نے یکسوئی و سکون چھین لی تھی۔ مزید یہ ہوا کہ سید صاحب نے پاکستان ہجرت فرمائی۔ ورنہ ممکن تھا کہ یہ عظیم کارنامہ تکمیل کے مراحل طے کر لیتا مگر پھر بھی اس میں اسلامی قانون و سیاست کے بہت سے بنیادی مباحث آگئے ہیں۔

اختیازی خصوصیات: (۱) سیرت نگاری میں جذبات کا عنصر اتنا ہی رکھا گیا ہے جتنی اس کی ضرورت تھی۔ دل سے زیادہ دماغ کو پیش کیا گیا ہے۔ (۲) سیرت نگاری کے لیے بڑی دقت نظری اور دور بینی سے کام لے کر رد و قدح کے بہت اہم اور بنیادی اصول مرتب کیے ہیں۔ (۳) روایات حدیث میں محققانہ و ناقدانہ انداز ہر جگہ نمایاں ہے کمزور و موضوع روایات کو ترک کر دیا گیا ہے۔ (۴) مغربی مفکرین و معترضین کی متعصبانہ نکتہ چینیوں کا بھرپور معقول جواب دیا ہے۔ (۵) شخصیت رسول کو ایک مقدس مجموعہ بنا کر نہیں پیش کیا گیا ہے بلکہ آپ کی سیرت کو انسانی زندگی کے مختلف زاویوں سے پرکھا ہے صرف مسلمانوں کے لیے ہی نہیں بلکہ ساری دنیا کے ہوش مند انسانوں کے لیے شخصیت رسول کو اسوہ قرار دے کر سبھی کو شخصیت رسول کے سمجھنے کی دعوت دی گئی ہے۔ (۶) ذات رسول سے ہٹ کر اپنا قلم تعلیمات نبوی کی طرف بھی پھیرا ہے کہ سیرت رسول کی تکمیل دعوت رسول کے بغیر ممکن نہیں۔ (۷) سیرت النبی کا پورا سلسلہ اردو زبان و ادب، اسلوب نگارش و انشاء کا بہترین مرقع ہے۔ اس حیثیت سے اسلامی ادب کا بہترین شاہ کار ہے۔ (۸) سید صاحب کو مصنف کے نظریے سے جہاں اختلاف ہے وہاں حاشیہ بڑھا کر اختلاف کو ظاہر کر دیا ہے۔ اجمال کی تفصیل و فتح شبہ کی ضرورت تھی وہاں اس کو پورا کر دیا۔ بعض مسالحات پر تنبیہ ضروری تھی وہ پوری کر دی۔ (۳۹)

براعظم ایشیا میں سیرت پر ہونے والے کام میں اگر سیرت النبی کا حوالہ یا تذکرہ نہ ہو تو وہ ناقص سمجھا جائے گا۔ ڈاکٹر یاسین مظہر صدیقی لکھتے ہیں ”مصنف شبلی نعمانی اور جامع سید سلیمان کی سیرت النبی ابھی تک اردو، عربی اور انگریزی میں موجود مواد سیرت کی صف اول میں بھی سرفہرست ہے۔ اردو اور عربی میں اس سے بہتر سیرت النبوی پر کوئی کتاب



نہیں لکھی گئی ہے وہ اپنی تحقیق و تدقیق، ترتیب و تبویب، بحث و تمحیص، تنقید و تنقیح،  
زبان و بیانی، اسلوب ادا، تاریخی معیار کے لحاظ سے بڑھی ہوئی ہے اور جب بھی اضافہ کیا  
جائے گا اس کی تعمیر و تشکیل میں خونِ شبلی اور جگرِ سلیمانی کی پختہ بنیاد ضرور ہوگی۔ (۴۰)

## قاضی محمد سلیمان سلیمان منصور پوری۔ ”رحمتہ للعلمین“

قاضی محمد سلیمان سلیمان منصور پوری بن حاجی مولوی قاضی احمد شاہ ریاست پٹیالہ میں سیشن جج رہ چکے ہیں۔ ندوۃ العلماء کی مجلس کے رکن تھے موصوف میں روشن خیالی کے ساتھ روشن ضمیری اور دماغی قابلیت کے ساتھ روحانی کیفیت یکجا تھی۔ قاضی صاحب علم و عمل، زہد و کمال اور فضل و ورع دونوں کے جامع تھے۔ ان کے جدید و قدیم دونوں خیالات حد اعتدال پر تھے۔ عربی زبان اور علم دین کے متحرم عالم تھے۔ تورات و انجیل پر فاضلانہ و ناقدانہ نگاہ تھی۔ غیر مسلموں سے مناظرہ کے شائق تھے مگر ان کے مناظرہ کا طرز سنجیدگی، متانت اور عالمانہ وقار کے ساتھ تھا۔ مسلک اہل حدیث تھے مگر اماموں، مجتہدوں کی دل سے عزت اور ان کی محنتوں کی قدر کرتے تھے صاف ستھرے، تبلیغ کے دلدادہ تھے، صلح پسند اور متواضع تھے۔ علم کی نمائش پسند خاطر نہ تھی ذاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شیفتگی اور عقیدت تھی۔ دو حج کیے اور دوسرے حج میں دیار حبیب میں اپنی جان جان

آفریں کے سپرد کر دی۔ اس موقع پر سید سلیمان ندوی نے لکھا ہے ”افسوس کہ یہ چشمہ رفیض اب ہمیشہ کے لیے خشک ہو گیا۔ مگر مجھے یقین ہے کہ جب تک ہندوستان میں اسلام کا دریا لہریں لیتا رہے گا رحمتہ للعلمین کے یہ کاغذی سفینے مسلمانوں کی سلامتی ایمان کے لیے اس میں چلتے پھرتے، تیرتے ابھرتے رہیں گے۔ اگر اس دنیا کی مقبولیت سے اس دنیا کے اجر جزیل کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے تو یہ کہنے میں قلم کو باک نہیں کے اللہ کی بارگاہ میں مرحوم کے جلائل اعمال میں اس تصنیف (رحمتہ للعلمین) کا شمار ہوا ہوگا اور غالباً یہی ان کا ایک کام ان کی مغفرت و نجات کے لیے کافی ہوگا“ (۴۱)۔ اسلام کے فضائل و تفسیر و تاریخ میں متعدد یادگاریں چھوڑیں۔ مثلاً الجمال والکمال (تفسیر سورہ یوسف)، سفر نامہ حجاز، مکران سب میں بہتر اور جامع رحمتہ للعلمین ہے۔

قاضی صاحب کی یہ آرزو تھی کہ سیرت پر تین کتابیں لکھیں مختصر، متوسط، مطلق۔ ۱۸۹۹ء میں مختصر کتاب ”مہر نبوت“ لکھی جو شائع ہو چکی ہے۔ رحمتہ للعلمین متوسط کتاب کا نام ہے جو تین جلدوں پر مشتمل ہے۔ دو جلدیں ان کی حیات میں چھپی ہیں اور تیسری ان کی وفات کے بعد ارو میں سیرت رسول پر جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں رحمتہ للعلمین کو خاص امتیاز حاصل ہے۔ تاریخ نگاری کا بہترین اصول یہ ہے کہ موضوع کے متعلق جتنی کتابیں جس قدر زبانوں میں مل سکیں سب کا بے لاگ مطالعہ کیا جائے اور صرف وہی واقعات اخذ کیے جائیں جو تحقیق کے معیار پر پورے اتریں۔ رحمتہ للعلمین میں یہی اصول پیش نظر رکھا گیا ہے۔ مؤلف کو حضور کے ساتھ انتہائی عقیدت و شیفتگی ہے اسی کے تقاضے کے تحت انھوں نے دوران تحریر تحقیق و توثیق کے آئینہ سے مصدقہ و مستند واقعات کی چہرہ کشائی میں نہایت احتیاط سے کام لیا ہے۔ مؤلف نے بالغ نظری سے کام لیتے ہوئے اسلامی کتابوں کے علاوہ غیر مذاہب کی بہت سی معتبر و مقدس کتابوں سے بھی استفادہ کیا ہے مثلاً توریت، زبور، انجیل نیز ہندوؤں کی مذہبی کتابوں سے بھی مضبوط دلائل بہم پہنچا کر آنحضرت کی بے مثال فضیلت و عظمت پر مہر تصدیق ثبت کی گئی ہے۔ سیرت کے علاوہ

دوسرے اہم مذہبی مسائل پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ قرآن کریم کا دوسرے آسمانی صحیفوں سے موازنہ کیا ہے اور غیر مسلموں کے اعتراضات کے جوابات وغیرہ کتاب کی افادی حیثیت میں اضافہ کر رہے ہیں۔ جگہ جگہ ناقابل تردید دلائل و واقعات کی بنا پر ثابت کیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس تمام انبیاء کرام کے محاسن کی جامع تھی لیکن حضور کے رحمۃ للعلمین ہونے کا وصف وہ وصف ہے جس میں آپ کے مقابل میں کوئی نہیں۔ زبان سادہ و فصیح، اندازِ بیاں شستہ و شگفتہ اور طرزِ استدلال عام فہم، دلچسپ اور متین صرف تین جلدوں میں سیرتِ نبوی کے بحر بے پایاں کو دریا در کوزہ کا مصداق بنا دیا گیا ہے۔ رحمۃ للعلمین کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ مصنف کے ذوق کے مطابق

سوانح و واقعات کے ساتھ غیر مذاہب کے اعتراضات کے جوابات اور دوسرے صحفِ آسمانی کے ساتھ موازنہ خصوصیت سے یہود و نصاریٰ کے دعاوی کا ابطال ہی اس میں جا بجا ہے (۴۲)۔ تیسری جلد کہنے کو تو خصائصِ محمدی کے بیان میں ہے مگر حقیقت میں اس میں اسلام کے ان امتیازات و خصوصیات کی تفصیل ہے جس کی بنا پر اس کو دینِ کامل کا خطاب ملا ہے۔ اس طرح اس میں آنحضرت کے وہ فضائل و محامد درج ہیں جن کی بنا پر آپ کو خاتم النبیین اور مکمل دین کا طرہ امتیاز باری تعالیٰ سے عطا ہوا۔ اسلام و پیغمبر اسلام کے وہ تمام امتیازات و محاسن جو اس دور میں کسی حیثیت سے بھی پیش کرنے کے لائق تھے انہوں نے ان کا پورا استقصا کیا ہے اور کسی کارآمد نکتہ کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا ہے۔ سیرت لکھنے کا مقصد یہ بیان کیا ہے (۴۳) ”سیرتِ النبی کے لکھنے کا مقصد اس خاکسار کا بلکہ جملہ علماء کبار کا یہی ہے اور یہی ہونا چاہیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجودِ باوجود کے متعلق پڑھنے والے کے قلب کو ایماں، فواد کو ایقان، روح کو راخ اور صدر کو انشراح حاصل ہو جائے اور محبت کا وہ پاک چشمہ جو حسن و خاشاکِ علاق سے دب گیا تھا۔ یا سنگلاخِ چہل میں رک گیا تھا اس کا فوارہ پھر اسی بلندی تک موجزن ہو جائے جس بلندی سے چلا تھا۔ سیرت کی سب سے زیادہ مقبول کتاب رحمۃ للعلمین ہے۔ اسلامی مدرسوں اور کالجوں میں

داخل کورس ہے۔ بعد میں آنے والے سیرت نگاروں نے اس کتاب سے استفادہ کیا ہے۔

رحمۃ للعلمین تین ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ رحمۃ للعلمین کے مقدمے میں خود

قاضی صاحب نے سزا شاعت ۱۹۱۲ء بتائی ہے۔

رحمۃ للعلمین جلد اول : آپ کی یہ پہلی جلد ۱۹۱۲ء میں اعلیٰ پریس دہلی سے

شائع ہوئی تھی۔ زیر نظر سیرت اعتقاد پبلشنگ ہاؤس سویوالان دہلی نے خلاصہ ہمتام کے

ساتھ پہلی بار اگست ۱۹۸۰ء میں شائع کی تھی قارئین کی سہولت و آسانی کے لیے ناشر نے

تینوں جلدوں کو ایک ہی کتاب میں یکجا کر دیا ہے۔ مولانا نے سیرت کی ابتداء میں ایک

مربوط مقدمہ لکھا ہے جس میں حضرت عیسیٰ دو ہزار سال قبل کے واقعات قلم بند کیے ہیں۔

سب سے پہلے آپ کے اسم مبارک کی تحصیل ہے اس کے بعد قرب زمانہ بعثت کے

عنوان کے تحت آپ کی عارحرا میں عبادتوں کا ذکر اشارتاً ہوا ہے اس کے بعد بعثت و نبوت

کے زیر عنوان قاضی صاحب نے چند اہم موضوعات پر تبصرہ کیا ہے۔ ابتدائی صفحات مکہ کی

نبوت سے قبل اور بعد اعلان نبوت کے واقعات و حالات کے بیان کرنے میں صرف

ہوئے ہیں یہاں سے سلیمان منصور پوری نے سیرت کو پانچ ابواب میں تقسیم کیا ہے۔

پہلے باب : پہلے باب میں آپ کا استحکام امن کے لیے بین الاقوامی

معاهدے کرنا وغیرہ مضامین سے لے کر سفر تبوک میں آپ کا وعظ جنگ اور اسلام اسیران

جنگ اور اسلام کے مضامین پر بحث کے ساتھ باب اول اختتام پذیر ہوتا ہے۔

دوسرا باب : جس میں سلاطین عرب و عجم کو اسلام کی دعوت دینے کی کوشش کا

جائزہ لیا گیا ہے۔ یہ باب انتہائی مختصر ہے۔

تیسرا باب : اس میں ان وفود کا تفصیلی ذکر کیا گیا ہے جو مکہ و مدینہ کے

اطراف و اکناف علاقوں سے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرب بہ اسلام ہوئے تھے۔

چوتھا باب : یہ آپ کے مدینہ منورہ کے دس سال کے اہم واقعات سے بحث کرتا ہے۔

پانچواں باب : اس میں آپ کے خلق مبارک سے متعلق بعض اہم باتیں پیش ہوتی ہیں۔

رحمۃ للعلمین جلد دوم : ترتیب مضامین کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ مصنف نے جلد دوم میں اسے ضروری مضامین کا احاطہ کیا ہے جن کو بعض سیرت نگار آغاز کتاب میں ہی بیان کرتے ہیں مصنف کی مختصر تمہید کے بعد ”النسب“ کے عنوان سے باب اول کا آغاز ہوتا ہے۔ باب دوم ”امہات المؤمنینؓ“ کے بیان سے شروع ہوتا ہے۔ باب سوم ”غزوات و سرایا“ پر محیط ہے۔ باب چہارم کی ابتداء میں ”اساطیر“ کا مفہوم واضح کیا گیا ہے۔ باب پنجم میں آپ کی افضلیت، عظمت و وقار کو بتایا گیا ہے۔ باب ششم میں آپ کے اس وصف پر روشنی ڈالی گئی ہے جو دوسرے نبیوں کے حصے میں نہیں آیا۔ (رحمۃ للعلمین) باب ہفتم ”حب النبیؐ“ پر ہے۔ باب ہشتم میں سنہ ہجری سے متعلق چند بنیادی اور دلچسپ معلومات فراہم کی گئی ہیں۔

رحمۃ للعلمین جلد سوم : یہ مصنف کی حیات میں یہ جلد منظر عام پر نہ آسکی گرچہ کہ اس کا مسودہ مصنف نے انتقال سے بہت پہلے تیار کر لیا تھا۔ اسی اثناء میں سفر حج اختیار کیا اور وہ مسودہ نظر ثانی کے لیے اپنے ساتھ ہی لے گئے چنانچہ ریل اور جہاز میں یہی کام کرتے رہے اور اس مسودے میں چند نئے ابواب کا بھی اضافہ کر دیا۔ فرائض حج کی ادائیگی کے بعد وطن واپسی پر جہاز ہی میں ان کا انتقال ہو گیا۔ زیر نظر جلد کا موضوع اسلام اور پیغمبر اسلام کے امتیازی خصوصیات ہیں۔ اس جلد کا آغاز مولانا سید سلیمان ندوی کے مقدمے سے ہوتا ہے جس میں انہوں نے مصنف سے اپنے مراسم کا ذکر کر کے رحمۃ للعلمین کا مختصر تعارف کرایا ہے۔ اصل کتاب کی ابتداء باب اول سے ”خصائص النبیؐ“ کے عنوان سے ہوتی ہے۔ کہنے کو یہ ساری جلد خصائص محمدیؐ کے بیان میں رہے مگر درحقیقت اس میں اسلام کے ان امتیازات اور خصوصیات کا خاکہ پیش ہوا ہے جس کی بناء پر اس کو دین کامل کہا گیا ہے۔

رحمتہ للعلمین جلد سوم آخری باب یعنی باب سوم ”خصائص الاسلام“ سے بحث کرتا  
ہے۔ اس کی زبان سادہ، فصیح ہے اندازہ بیان شستہ، شگفتہ، طرز استدلال عام فہم دلچسپ  
اور متین ہے۔

## سید سلیمان ندوی \_\_\_\_\_ ”خطباتِ مدراس“

سید سلیمان بن سید ابوالحسن پٹنہ (بہار) سے سولہ میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں ”دولینہ“ میں صفر ۱۳۰۲ھ موافق نومبر ۱۸۸۳ء جمعہ کے دن پیدا ہوئے۔ آپ کا سلسلہ نسب سینتیس واسطوں سے امام حسینؑ تک پہنچتا ہے۔ دستور کے مطابق گاؤں کے ایک کتب میں تعلیم پائی۔ اپنے بڑے بھائی سید ابو حسیب سے فارسی کی درسیات و عربی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ پھر ندوۃ العلماء میں داخل ہوئے اور وہاں کے اساتذہ خصوصاً مولانا فاروق صاحب چریا کوٹی، مفتی عبدالطیف سے استفادہ کیا پھر علامہ شبلی سے تعلق ہوا۔ ان سے خصوصی استفادہ کیا اور ان کے چہیتے شاگرد بن گئے۔ سید صاحب نامہ تاریخ اسلام کے ممتاز ترین سیرت نگاروں میں شمار کیے جانے لگے۔

سید صاحب کی زندگی کا سب سے نمایاں اور ممتاز پہلو طبقہ علمائے میں ان کی جامعیت اور ان کے علوم و مضامین کا تنوع ہے ان کی ذات اور علمی زندگی میں قدیم و جدید



کی واقفیت، علمی تبحر، ادبی ذوق، نقاد و مورخ کی حقیقت پسندی اور سنجیدگی اس طرح جمع ہو گئی تھی جو شاذ و نادر ہی یکجا ہوتی ہے۔ آپ کا سب سے بڑا کارنامہ سیرت النبی کی تکمیل ہے جو ایک ایسا دائرۃ المعارف (انسائیکلو پیڈیا) ہے جس کی نظیر دنیا کی کسی زبان میں ملنی مشکل ہے۔ آپ کی وفات ۲۲ نومبر ۱۹۵۳ء کراچی میں ہوئی۔ (۲۲۲)

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم : یہ کتاب ۷ سات جلدوں پر مشتمل ہے جس کی اولین دو جلدیں مولانا شبلی کی ترتیب و تزئین فکر کا نتیجہ ہیں گرچہ کہ یہ دونوں جلدیں شبلی کی حیات میں شائع نہیں ہوئیں لیکن سید سلیمان ندوی نے ان دونوں جلدوں کو مولانا شبلی کے نام سے شائع کیا۔

سیرت النبی جلد سوم : از سید سلیمان ندوی ۱۹۲۱ء سے ۱۹۲۳ء جلد سوم کی تدوین میں مشغول رہے تین سالوں کی فکر و کاوش کے بعد ۱۹۲۳ء میں یہ جلد شائع ہوئی۔ سیرت النبی جلد سوم میں سب سے اہم بحث دلائل و معجزات کی ہے۔ کتاب کا آغاز مولانا سید سلیمان ندوی کے مختصر مقدمہ سے ہوتا ہے پھر اصل کتاب کی ابتداء دلائل و معجزات کے عنوان سے ہوتی ہے۔

جلد چہارم : سیرت کی یہ جلد ۱۹۳۲ء میں مکمل ہوئی اور شائع بھی ہوئی۔ اس جلد کا موضوع ”منصب نبوت“ ہے۔ اس کی ابتداء ایک طویل مقدمے سے ہوتی ہے جس میں نبوت کی حقیقت اور اس کے لوازمات و خصوصیات کی تشریح کی گئی ہے۔ بعد ازاں آپ کے تعلیمات و ارشادات کی تفصیل سے اصل کتاب کا آغاز ہوا ہے۔

اس میں خصوصیت سے ان عقائد اسلامی پر بحث کی گئی ہے جن پر ایمان لانے کا قرآن ہم سے مطالبہ کرتا ہے یعنی (۱) اللہ پر ایمان لانا، (۲) فرشتوں پر ایمان لانا، (۳) رسولوں پر ایمان لانا، (۴) آسمانی کتابوں پر ایمان لانا، (۵) آخری دن اور قضا و قدر پر ایمان لانا، (۶) جزا اور سزا وغیرہ۔

جلد پنجم : جلد چہارم کے شائع ہونے کے تین سال بعد یعنی ۱۹۵۴ء مطابق

۱۹۳۵ء میں سید سلیمان ندوی نے سیرت کی پانچویں جلد شائع کی۔ اس کا موضوع ”عبادات“ ہے جو اسلام کی اصل روح ہے۔ اس جلد کا آغاز حسب معمول مولانا سید سلیمان ندوی کے دیباچے سے ہوا ہے جس میں اس موضوع کی اہمیت و ضرورت کا اظہار کیا گیا ہے۔ اصل موضوع کی ابتداء ”عمل صالح“ کے عنوان سے ہوتی ہے۔

عباداتِ قلبیہ کے تحت تقویٰ، اخلاص، توکل، صبر و شکر وغیرہ کی تفصیل بیان کی ہے اور ان کی باطنی کیفیات کے حصول کے لیے قرآن و سنت کی روشنی میں سید سلیمان ندوی نے بڑی تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔

جلد ششم : سیرت النبیؐ کی چھٹی جلد ۱۹۳۸ء میں شائع ہوئی۔ اس جلد میں اسلامی فلسفہ اخلاق کی توضیح و تشریح کی گئی ہے۔ اس لحاظ سے یہ سیرت النبیؐ کی سلسلے کی اہم جلد ہے اس جلد کی ترتیب یہ رکھی کہ پہلے ایک مقدمہ ہے جس میں اخلاق کی مذہبی اہمیت ظاہر کی گئی ہے بعد ازاں ”تعلیم اخلاق کے طریقے اور اسلوب“ کے عنوان کے تحت اسلام کی اخلاقی تعلیمات کی تفصیل دی گئی ہے الغرض جلد ششم میں ان اخلاقی تعلیمات کی تفصیل اور تشریح ہے جو آپؐ کے ذریعے سے مسلمانوں کو بتائی اور سیکھائی گئیں اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ ملت کی تعمیر کا اہم جز اخلاق کی صحیح تربیت ہے۔

جلد ہفتم : مولانا سید سلیمان ندوی کی آخری یادگار سیرت النبیؐ کی یہ ساتویں اور آخری جلد ہے۔ اس جلد کا موضوع ”معاملات“ ہے۔ معاملات سے مقصود اسلام کے وہ مسائل ہیں جن کی حیثیت قانون کی ہے۔

اس مختصر کتاب کی ابتداء مولانا ابوالحسن علی ندوی کے پیش لفظ سے ہوتی ہے۔ جس میں انہوں نے اس کتاب کے موضوع سے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ پھر مولانا سید سلیمان ندوی کے مقدمے سے اصل کتاب کا آغاز ہوتا ہے۔ مقدمے میں موضوع کی وضاحت پورے تحقیقی انداز میں کی گئی ہے۔

خطبات مدراس : مولانا سلیمان ندوی کے آٹھ خطبات کا مجموعہ ہے جو

انہوں نے رسول اللہ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر مدرا اس میں دیے تھے۔ اس میں یہ دکھایا گیا ہے کہ انسانیت کی تکمیل صرف انبیاء کرام کی سیرتوں سے ہو سکتی ہے عالمگیر اور دائمی نمونہ صرف محمد رسول اللہ کی سیرت ہے کسی کی زندگی کا نمونہ کامل ہوتا اور ہر نقص سے بری ہوتا اس وقت تک ثابت نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی زندگی کے تمام اجزاء سامنے نہ ہوں۔ پیغمبر اسلام کی زندگی کا ہر لمحہ پیدائش سے وفات تک آپ کے زمانے کے لوگوں کے سامنے رہا۔ آپ کی زندگی کامل کہی جاسکتی ہے اس لیے کہ اس میں تمام انبیاء کی خصوصیات جمع کر دی گئی تھیں۔ اس کتاب کی تیاری میں انہی ماخذوں سے استفادہ کیا گیا ہے جس سے سیرت النبی لکھی جا رہی تھی۔ اس کی اصل خوبی اس کا انشاء پر دازانہ انداز بیاباں ہے جس کا مطالعہ کرنے کے بعد قاری کو یہ کہنے میں تامل نہ ہوگا ع

شاہد مضمون تصدیق ہے ترے انداز پر

دنیا کے ادب و انشاء کے شاہ کار کی کوئی فہرست تیار ہو گئی تو اس میں یہ کتاب ضرور شامل ہوگی۔ (۴۵)

علی میاں ایک جگہ رقم طراز ہیں: میرے محدود علم میں کسی اسلامی زبان میں سیرت پر طاقتور، دل آویز، دل پذیر، ایماں آفریں کتاب دیکھنے میں نہیں آئی۔ اس میں اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں اور سلیم الطبع و جو یائے حق غیر مسلموں کو دینے کے لیے اس سے بہتر کوئی تحفہ نہیں۔ سید سلیمان ندوی نے مسلم ایجوکیشنل اسوسی ایشن آف سدرن انڈیا کی دعوت و فرمائش پر اکتوبر ۱۹۲۵ء کو شہر مدرا اس میں سیرت النبی کے مختلف پہلوؤں پر چند خطبات پیش کیے تھے جنہیں ۱۹۳۶ء میں کتابی شکل میں شائع کر دیا گیا۔ یہ کتاب کل ۸ خطبات پر مشتمل ہے۔ یہ سیرت کے موضوع پر ایک انوکھی کتاب ہے اس میں سیرت النبوی پر جس ڈھنگ سے گفتگو کی گئی ہے سید سلیمان ندوی سے قبل اور مابعد کی تاریخ ایسی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

پہلا خطبہ : ”انسانیت کی تکمیل صرف انبیاء کرام کی سیرتوں سے ہو سکتی ہے“

کے عنوان سے پیش کیا گیا ہے۔

دوسرا خطبہ : عالمگیر اور دائمی نمونہ عمل صرف محمد کی سیرت ہے۔

تیسرا خطبہ : اس خطبے کا عنوان ”سیرت محمد کا تاریخی پہلو ہے“

چوتھا خطبہ : چوتھا اور پانچویں خطبوں کا تعلق ایک ہی چیز سے ہے۔ یعنی

کاملیت اور جامعیت یہ دونوں چیزیں درحقیقت ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں۔ تاہم انھوں نے دو الگ الگ خطبوں میں اسے بانٹ دیا ہے اس خطبے میں کاملیت سے یہ مراد ہے کہ آپ کی ابتداء زندگی سے وصال تک کے ہر واقعہ کو محفوظ کر لیا گیا ہے۔

پانچواں خطبہ : یہ خطبہ سیرت کی جامعیت پر روشنی ڈالتا ہے اور یہ دکھایا گیا ہے کہ مختلف انسانی طبقات اور ان کی زندگی کے ہر پہلو اور ہر انسانی ضرورت کے متعلق آپ کی زندگی میں اسوہ عمل موجود ہے۔

چھٹا خطبہ : یہ خطبہ پانچویں خطبے کی تشریح ہے اس خطبے میں ”محمد رسول“ کی پیروی کس چیز میں اور کیوں کر کرنی چاہیے۔

ساتواں خطبہ : اس خطبے کا عنوان سید سلیمان ندوی نے ”پیغمبر اسلام علیہ السلام کا پیغام“ بنایا ہے۔

اس خطبے میں مصنف نے دوسرے مذاہب کے مقابل میں پیغام محمدی کی جامعیت و عالمگیریت اور اسی کی پیدا کردہ اصلاحات اور دوسری انقلاب انگیز خصوصیات پر بحث کی ہے۔

آٹھواں خطبہ : یہ خطبہ اسلام کے تصور تو حید کا احاطہ کرتا ہے جو اسلام کی بنیادی تعلیم ہے۔ یہ آٹھواں خطبات سید سلیمان ندوی نے مدراس میں ایک مہینے کے قیام کے دوران دیے یہ خطبات اپنے موضوع و مباحث، ادب و انشاء اور زور خطابت کے لحاظ سے اردو لٹریچر کے شاہکار سمجھے جاتے ہیں۔

بہر کیف یہ خطبات مدراس کے مباحث کا اجمالی خلاصہ ہے جس سے اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

رحمتِ عالم : سیرت النبیؐ اور خطبات مدراس بڑوں کے لیے لکھی گئی تھیں۔  
بچوں کے لیے بھی سید صاحب نے رحمتِ عالم کے نام سے ایک کتاب لکھی جس میں  
عبارت کی سادگی طرزِ ادا کی سہولت اور واقعات کے سلجھاؤ کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ اس  
کتاب کے شروع میں قاضی سلیمان منصور پوری کی کتاب ”رحمت للعلمین“ کی ایک نعت  
سے ابتدا کی گئی ہے اس کتاب کا ہندی، گجراتی اور بنگالی میں ترجمہ بھی ہوا ہے۔ (۴۶)

## مولانا ابوالکلام آزاد \_\_\_\_\_ ”رسولِ رحمت“

آزاد کا اصل نام احمد اور تاریخی نام فیروز بخت ہے۔ ابوالکلام اور محی الدین لقب ہے۔ ذی الحجہ ۱۳۰۵ھ اگست یا ستمبر ۱۸۸۸ء میں بمقام مکہ مکرمہ پیدا ہوئے۔ مولانا کے والد صوفی، بزرگ مولوی خیر الدین تھے۔ مولانا کی تنہیال مدینہ منورہ تھی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ عربی آپ کی مادری زبان تھی۔ اردو والد سے وراثت میں ملی۔ دونوں زبانوں پر قابلیت کے بعد فارسی میں قابلیت پیدا کرنا مشکل کام نہ تھا۔ مولانا کی شخصیت گونا گوں خصوصیات کی حامل تھی۔ ان میں علم و عمل کی متعدد نادرہ روزگار صفات غیر معمولی طور پر جمع ہو گئی تھیں۔ وہ بیک وقت عالم دین، مفسر، محدث، مورخ، مفکر، مصنف، صحافی، سیاسی، دینی منتظم غرض بہت کچھ تھے۔ مولانا کا دامن حیات، علم و عمل دونوں کے رنگ رنگ جواہر پاروں سے بھرا ہوا تھا۔ ان کی ایک زندگی میں کئی زندگیوں کی گرم جوشیوں اور ہنگامہ آفرینیوں کی بجلیاں کار فرما تھیں۔ پندرہ برس کی عمر میں ”لسان الصدق“ کے نام سے ایک

رسالہ جاری کیا۔ جس کے بھی مداح تھے، ان کا ہفتہ وار ”الہلال“ اہر بہار کی طرح فضاء کلکتہ پر نمودار ہوا۔ پھر اس کے بند ہونے کے بعد ”البلاغ“ نے اس کی جگہ لے لی۔ انھوں نے حقائق کتاب و سنت جس دل پذیر انداز میں پیش کیے اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ علم و فضل کے ہر شعبے میں انھیں یگانہ حیثیت حاصل تھی۔ ان کی تصانیف میں ”ترجمان القرآن“، ”غبار خاطر“ اور ”تذکرہ“ رہتی دنیا تک ان کے ہم وطنوں کے لیے مشعلِ راہ ثابت ہوں گی۔ (۴۷)

رسولِ رحمت : رحمت للعلمین کی سریت طیبہ پر ایک جامع کتاب ہے جو مولانا آزاد کے مقالات و تحریرات کی بنا پر مولانا غلام رسول مہر نے مرتب کی ہے جہاں جہاں خلا محسوس ہوا وہاں اسے مرتب کتاب نے اپنی نگارشات سے پُر کیا۔ ہر باب میں اس کا خاص لحاظ رکھا کہ تمام معلومات مستند ہوں۔ کوئی ایسا جز نظر انداز نہ ہونے پائے جس سے حضور اکرم کی شانِ رحمت پر روشنی پڑتی ہو اور عالمِ انسانیت کے لیے اس روشنی سے فائدہ اٹھانا ضروری ہو۔ بیشتر معلومات حسن ترتیب سے جمع کی گئی ہیں۔ جگہ جگہ جغرافیائی تشریحات کا اہتمام کیا گیا ہے اور کتاب میں ضروری نقشے بھی دیے گئے ہیں۔ ”رسولِ رحمت“ اس اعتبار سے بھی ایک منفرد کتاب ہے جس کا بیشتر حصہ قرآن حکیم ہی کی روشنی میں مرتب ہوا ہے۔

مولانا آزاد نے خود لکھا ہے ”حیات و سیرت کا کوئی ٹکڑا ایسا نہیں ہے جس کے لیے قرآن پاک میں ایک سے زیادہ آیات نہ ہوں۔ صرف قرآن ہی بس کرتا ہے کہ دنیا کو بتلا دے اس کا لانے والا کون تھا؟ کیسے زمانے میں آیا؟ کس ملک میں پیدا ہوا ہو؟ اس نے کیسی زندگی بسر کی؟ اس نے دنیا کے ساتھ کیا کیا؟ اس کی باہر کی زندگی کیسی تھی؟ گھر کی معاشرت کا کیا حال تھا؟ اس نے دن کیسے کاٹے؟ راتیں کیوں بسر کیں؟

یہ کتاب قرآن مجید سے سیرت طیبہ کے استنباط کا سلیقہ بتاتی ہے بلکہ مقصد نبوت و تعلیمات و نظریات اسلام کے اصل اصول کی نشاندہی بھی کرتی ہے۔

”رسولِ رحمت“ ۲۱ عنوانات کے تحت ۱۰۵ ابواب قائم کیے گئے ہیں صرف آغاز کے عنوان سے کتاب کی ابتداء ہوئی ہے جس میں مولف نے ترتیب کتاب کی سرگزشت بیان کی ہے اس کے فوراً بعد مقدمہ سے اصل سیرت کے مقدمے میں ۵ ابواب آئے ہیں جس کی تفصیل یہ ہے۔

باب اول : ”سیرتِ نبوی کا مقام“، باب دوم : ”سیرتِ نبوی کا مقام“، باب سوم : ”قرآن اور سیرتِ نبوی“، باب چہارم : ”اشاعتِ سیرتِ طیبہ“، باب پنجم : ”رسول کا احترام اور اس کا مقام“

”رسولِ رحمت“ مولانا ابوالکلام آزاد کے مختلف اوقات میں مختلف عنوانات کے تحت لکھے گئے مقالات کا مجموعہ جو انھوں نے الہلال اور البلاغ عید میلانہ کی موقع پر لکھے تھے۔ الہلال و البلاغ میں بکھیرے ہوئے مقالات کو یکجا کرنے کی مولانا آزاد کو فرصت نہیں ملی۔ ان کے انتقال کے بعد مولانا رسول مہر کو خیال پیدا ہوا کہ ان کی دینی افادات کو جن کا تعلق قرآن و صاحب قرآن سے ہے یکجا کر کے اس کو کتابی شکل میں نئی نسل کے سامنے پیش کیا جائے۔ زیر نظر کتاب رسولِ رحمت کو مولانا غلام رسول مہر نے مرتب کر کے شائع کیا نیز جہاں انھوں نے ضرورت محسوس کی وہاں اضافے بھی کر دیے۔ یہ اضافے صفات کی صورت میں نہیں بلکہ ابواب کی شکل میں ہے۔

مقدمے میں مولانا ابوالکلام آزاد نے سیرتِ نبوی کے مقام پر بحث کی ہے۔ قرآن و سیرتِ نبویہ کے باب میں ابوالکلام آزاد نے اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ ترتیب سیرتِ نبوی میں صرف قرآن کریم سے رجوع کر کے بھی آپ کی سیرت و حیات پر روشنی ڈالی جاسکتی ہے ”قرآن و سیرتِ محمدیہ“ میں صرف آیاتِ قرآنیہ کو بہ ربط و ترتیب جمع کر کے دکھلائے کہ خود قرآن سے کہاں تک آپ کی شخصیت اور آپ کے وقائع و ایام معلوم ہو سکے ہیں۔“ (۲۸)

”اشاعتِ سیرتِ طیبہ“ کے باب میں مولانا آزاد نے سیرتِ نبوی کی اشاعت



کے لیے ایک ادارے کے قیام پر زور دیا ہے۔ مقدمے کے آخری باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توقیر و تعظیم کرنے تقریروں اور تحریروں میں احترام کو ملحوظ رکھنے کی طرف اشارہ کیا ہے۔

”رسولِ رحمت“ سیرت پر ایک ضخیم کتاب ہے جو متعدد مقالات پر مشتمل ہے اور مصنف نے ۸۰۰ صفحات میں آپ کی حیاتِ مقدسہ کے مختلف گوشوں کو اجاگر کیا ہے۔ اس سے مولانا ابوالکلام آزاد کے حسنِ انتخاب کا پتہ چلتا ہے نیز مرتب غلام رسول مہر کی ترتیب و تزئین کی صلاحیتوں کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس کتاب کی ایک خوبی یہ ہے کہ مرتب نے ان مقالوں پر ضروری حواشی بھی لکھے ہیں اور تمہیدی عبارتیں بھی تحریر کی ہیں۔

”رسولِ رحمت“ آنحضرت کی حیاتِ جمیل پر پہر پہلو سے ایک جامع کتاب ہے۔ جو مولانا آزاد کے مقالات و تحریرات کی بناء پر مرتب ہوئی ہے۔

## مولانا سید ابوالحسن علی ندوی \_\_\_\_\_ ”نبی رحمتؐ“

آپ کا تعلق مشہور صاحبِ عزیمت و صاحبِ تاثیر داعی و مجاہد سید احمد الشہید کے خانوادے سے ہے۔ عالمِ اسلام کی مشہور شخصیت ہیں بے شمار کتابوں کے مصنف ہیں۔ مسلم پرسنل لا کے صدر، ندوۃ العلماء لکھنؤ کے روح رواں ہیں۔ فیصل ایوارڈ بھی موصوف کو مل چکا ہے۔ (۴۹)

آپ کی ولادت ۶ محرم ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۹۱۴ء بمقام دائرۃ شاہِ علم تکیہ کلاں، رائے بریلی میں ہوئی۔ ۱۹۲۷ء میں لکھنؤ یونیورسٹی کے فاضل ادب کی سند حاصل کی۔ ۱۹۲۹ء میں دارالعلوم ندوۃ العلماء میں محدث حیدر حسن خان کے درس حدیث میں شریک

ہوئے اور مکمل دو سال تک ان کی صحبت میں رہ کر فن حدیث سے خصوصی استفادہ کیا۔  
 جولائی ۱۹۳۳ء میں دارالعلوم ندوۃ العلماء میں مدرس تقرر ہوئے اور ۱۹۳۸ء میں  
 ندوۃ العلماء کی مجلس انتظامی کے رکن منتخب کیے گئے اور ۱۹۵۱ء میں سید سلیمان ندوی کی  
 تجویز پر نائب معتمد تعلیم کی ذمہ داری سنبھالی۔ ۱۹۵۳ء میں سید سلیمان ندوی کی وفات  
 کے بعد بالاتفاق محمد قمر ارپائے۔ ۱۹۶۰ء میں ڈاکٹر عبدالعلی حسنی صاحب کی وفات کے  
 بعد ندوۃ العلماء کے ناظم منتخب ہوئے۔ مولانا نے ۱۹۵۹ء میں مجلس تحقیقات و نشریات  
 قائم کیا۔ ۱۹۶۰ء میں دینی تعلیمی کونسل اتر پردیش ۱۹۶۳ء میں مسلم مجلس مشاورت اور  
 ۱۹۷۲ء میں مسلم پرنسپل لا بورڈ کے قیام میں شریک رہے۔

سیرت النبیؐ کے حوالے سے ان کی چار کتابیں مقبول عام و خاص ہوئیں ان میں  
 سب سے پہلی کتاب ”نبی رحمت“ ہے۔ زیر نظر تصنیف مولانا کی مایہ ناز تصنیف  
 ”السیرۃ النبویہ“ کا اردو ترجمہ ہے۔ دراصل مولانا موصوف نے یہ کتاب عربی میں لکھی تھی  
 جو ۱۹۷۵ء میں مکمل ہوئی ۱۹۷۶ء میں شائع ہوئی اس عربی کتاب کا پہلا اور دوسرا ایڈیشن  
 قاہرہ اور قطر سے شائع ہوا۔ اس کے بعد سے اب تک دارالشرق، جدہ سے کتاب کے دس  
 ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

”نبی رحمت“ : کا یہ چوتھا ایڈیشن ہے جسے مجلس تحقیقات و نشریات اسلام  
 نے ۱۹۹۷ء میں لکھنؤ سے شائع کیا۔ اس کے علاوہ اس کتاب کا انگریزی ترجمہ بھی شائع  
 ہوا ہے اور اب تک اس کے دو ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ زیر نظر کتاب میں وہ اضافے  
 شامل ہیں جو مصنف نے عربی ایڈیشن میں کیے تھے۔ اس کتاب کا آغاز مصنف نے  
 ”عہد جاہلیت“ سے کیا ہے۔ اس سے پہلے مصنف کا پیش لفظ دو دیباچے اور ناشر کا ایک  
 دیباچہ اس کتاب میں شامل ہے۔ نبی رحمت میں بعثت سے پہلے دنیا کا حال جتنا مفصل لکھا  
 ہے سیرت کی کتابوں میں کم نظر آتا ہے۔

اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ مصنف نے واقعات کو ذہن نشین کرانے کے

لیے (خاص کر غزوات کے باب میں) نقوشوں کا سہارا لیا ہے۔ مصنف نے صرف واقعات و معلومات کی بے جان و خشک فہرست مرتب کر کے اکتفا نہیں کیا بلکہ ان واقعات سے ان دور رس اور حکیمانہ نتائج اور ان بلیغ و عمیق کی طرف بھی متوجہ کیا ہے جو آپ کی سیرت و دعوت کے مطالعہ میں بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ اس کتاب کا عربی سے اردو ترجمہ سید محمد الحسنی نے کیا ہے ترجمہ کے مطالعہ سے کہیں بھی ایسا نہیں لگتا یہ عربی کا ترجمہ ہے۔

منصب نبوت اور اس کے عالی مقام حاطین : یہ کتاب دراصل ان خطبات کا مجموعہ ہے جن کو سید ابوالحسن ندوی نے مدینہ یونیورسٹی کے شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز کی خصوصی دعوت پر مارچ ۱۹۲۳ء میں عالم اسلام کے مختلف گوشوں سے آئے ہوئے طلبہ کے سامنے پیش کیا تھا۔ موصوف نے ان خطبات کا موضوع ”الدعوة الانبياء في ضوء القرآن“ منتخب کیا۔ ان خطبات کی تحریر و ترتیب میں قرآن مجید کو بنیاد بنایا گیا ہے۔ یہ خطبات عربی زبان میں دیے گئے تھے۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ کچھ ترمیم و اضافے کے ساتھ ۱۹۷۵ء میں شائع ہوا۔ ان خطبات کا آزاد اردو ترجمہ مولوی نور عظیم صاحب ندوی اور مولوی شمس تبریز خان رفیق ندوی نے اس انداز میں کیا ہے کہ اس ترجمے نے ایک مستقل کتاب کی شکل اختیار کر لی ہے۔ زیر نظر کتاب میں کل ۸ خطبات ہیں ہر خطبہ میں مصنف نے ذیلی سرخیاں بھی قائم کی ہیں کتاب کا آغاز خود مصنف کے مقدمے سے ہوتا ہے جس میں انھوں نے ان خطبات کے لکھے جانے کے اسباب و محرکات پر روشنی ڈالی ہے۔

☆ پہلا خطبہ : ”نبوت انسانیت کو اس کی ضرورت اور تمدن پر اس کا احسان“ کے عنوان ہے۔ اس میں مصنف نے ۲۱ سرخیاں قائم کی ہیں۔

☆ دوسرا خطبہ : اس خطبے کا عنوان ”انبياء کرام کی امتیازی خصوصیات، مزاج و منہاج“ قائم کیا گیا ہے جس میں ۱۸ سرخیوں کے تحت نبوت کے خصوصی مزاج اور اس کے حاطین کے بنیادی امتیازات کو موثر اور بلیغ انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

☆ تیسرا خطبہ : اس کا عنوان ہے ”ہدایت کے امام اور انسانیت کے قائد“ اس خطبہ میں سترہ سرخیاں قائم کی گئی ہیں۔

☆ چوتھا خطبہ : ”ارادۃ النبی اور اسباب نبوی“ اس کا عنوان ہے۔

☆ پانچواں خطبہ : ”رسالت محمدی کی عظمت“ اس کا عنوان ہے اس میں

۱۳ سرخیاں ہیں

☆ چھٹا خطبہ : ”نبوت محمدی کا کارنامہ“ ہے۔

☆ ساتواں خطبہ اور آٹھواں خطبہ : ”ختم نبوت“ کے عنوان سے

تحریر کیے ہیں۔

سیرت رسول اکرم : سیرت النبی پر لکھی گئی ابوالحسن ندوی کی آخری تصنیف

ہے مولانا نے ۲۷ سال قبل زیر نظر کتاب کے مضامین تبلیغی مراکز کے ہفتہ واری اجتماع میں

پڑھنے کے لیے لکھے تھے۔ ۱۹۹۸ء میں سید بلال عیدالحی حسنی ندوی نے اس مسودے کو

مولانا کی اجازت سے کتابی شکل میں شائع کیا جس میں ۱۱۱ عنوانات میں تقسیم ہیں۔ یہ

کتاب پہلی مرتبہ ۱۴۱۸ھ / ۱۹۹۸ء میں سید احمد شہید اکیڈمی دار عرفات رائے بریلوی سے

شائع ہوئی۔ اکثر واقعات کا انتخاب علامہ شبلی نعمانی کی تصنیف سیرۃ النبی اور مولانا قاضی

سلیمان منصور پوری کی تصنیف رحمت للعلمین کو سامنے رکھ کر کیا ہے۔ تاکہ دعوت کا کام

کرنے والوں کے لیے رہنما ہو۔

کاروانِ مدینہ : علی میاں ندوی کی مختلف تقریروں اور مضامین کا مجموعہ ہے

جن کا تعلق ذاتِ نبوی اور آپ کی سیرتِ طیبہ، تعلیمات، احسانات اور اس کے عالمگیر نتائج

و اثرات سے ہے۔ کتاب کے اخیر میں ایک نعتیہ تمثیلی مشاعرہ ہے۔ جس میں فارسی و اردو

کے مشہور شعراء نے بارگاہِ نبوی میں نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے۔ کتاب عربی و انگریزی

میں ترجمہ ہو چکا ہے اس طرح ”النبی الخاتم“ کے نام سے بھی شائع ہوئی ہے اور محسنِ عالم

مولانا کی وہ تقریر ہے جو ۱۹۷۵ء کو اسلامک اسٹڈی سرکل کے زیر اہتمام گنگا پرشاد میموریل

ہاں لکھنؤ میں کی گئی جس میں تاریخی واقعات کی روشنی میں ثابت کیا گیا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ  
وسلم صحیح معنی میں رحمت عالم و محسن انسانیت ہیں اور آپ کا احسان نسل انسانی اور  
تمدن و تہذیب پر ناقابل فراموش ہے۔

## مولانا مودودی \_\_\_\_\_ ”سیرتِ سرورِ عالم“

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی بن سید احمد حسن ۲۵ ستمبر ۱۹۰۳ء میں اورنگ آباد میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی پھر مدرسہ اورنگ آباد میں داخل ہوئے۔ اس کے بعد مختلف اساتذہ فن سے استفادہ کیا۔ جمعیتہ العلماء ہند کے اخبار ”مسلم“ کے ایڈیٹر رہے۔ ۱۹۳۱ء میں جماعت اسلامی کی تاسیس عمل میں آئی تو مولانا اس کے امیر منتخب ہوئے ۲۲ ستمبر ۱۹۷۹ء کو ان کی وفات ہوئی۔ (۵۰)

سیرتِ سرورِ عالم : یہ کتاب درحقیقت مولانا مودودی کی مختلف تصانیف میں سے سیرت النبی سے متعلق عبارتوں کو منتخب کر کے مختلف عنوانات کے تحت اس طرح مرتب کی گئی ہے کہ مضمون پوری طرح مربوط اور ضروری معلومات اور مناسبتاً ترتیب کے ساتھ سامنے آجائیں۔ چند مقامات پر مرتبین کو اپنی طرف سے یا کسی کتاب سے اخذ کر کے زائد عبارت شامل کرنی پڑتی ہے۔ کتاب کی پہلی جلد کا تعلق بنیادی مباحث، منصب

نبوت، نظامِ وحی، بعثت اور ما قبل بعثت کا ماحول، دعوت کی مخاطب قوم اور عرب کی مختلف گروہوں کے احوال سے ہے۔ دوسری جلد حضور کی پیدائش سے لے کر ہجرتِ مدینہ تک کے احوال و واقعات پر مشتمل ہے۔ تیسری جلد میں اس انتہائی سرگرم تحریکی زندگی کا مرقع سامنے آتا ہے جو لمحہ وصال تک حضور نے مدینہ منورہ میں گزاری چوتھی جلد میں حضور کی اصلاحات، تعلیمات اور نظامِ زندگی مختلف شعبوں میں دیے جانے والے تغیرات کا نقشہ ہے گویا پوری کتاب نبی کریم کا مقام آپ کے کارناموں اور تعلیمات موثر انداز میں ایک گھدستہ ہے (۵۱)۔ اس کتاب کے علاوہ مولانا مودودی کے سیرتِ طیبہ پر مختلف عناوین سے متعدد کتابچے شائع ہوئے ہیں جن کے نام یہ ہیں: ”رحمتہ للعلمین“، ”سیرت کا پیغام“، ”سرورِ عالم کا اصلی کارنامہ“، ”سیرت ختم الرسول“، ”قرآن اور پیغمبر“، ”معراج کا پیغام“، ”معراج کی رات“، ”معراج کا سفرنامہ“، ”سرورِ عالم“، ”سیرت رسول“۔



## مولانا اشرف علی تھانوی — ”نشر الطیب فی ذکر النبی الحبيب“

تاریخی نام کرم عظیم سال ولادت ۱۲۸۰ھ تھانہ بھون کے شیوخ فاروقی میں سے تھے حافظ قرآن تھے فاسی اور عربی کی ابتدائی کتابیں وطن میں حضرت مولانا فتح محمد تھانوی سے پڑھیں۔ ۱۲۹۵ھ کے اواخر میں تکمیل علوم کی غرض سے دارالعلوم میں داخلہ لیا۔ ۱۲۹۹ھ میں دارالعلوم سے فراغت حاصل کی مدرسہ فیض عام کانپور میں ۱۳۰۱ھ صدر مدرس مقرر ہوئے۔ پھر مدرسہ جامع العلوم کی مسند صدارت کوزینت بخشا۔ ۱۳۱۵ھ میں ملازمت ترک کر کے تھانہ بھون میں تادم واپس ۴۷ سال تک تبلیغ دین، تزکیہ نفس، تصنیف و تالیف کی ایسی عظیم الشان گراں قدر خدمات انجام دیں جس کی مثال اس دور کی کسی دوسری شخصیت میں نہیں ملتی۔ علم نہایت وسیع و گہرا تھا جس کا ثبوت آپ کی تصانیف کا ہر صفحہ سے عیاں ہے۔ دین کا کوئی شعبہ نہیں ہے جس میں ان کی تصانیف موجود نہ ہوں۔ کثرت تصانیف اور افادیت کے لحاظ سے ہندوستانی مصنفین میں اپنا جواب نہیں رکھتے۔

آپ کی چھوٹی بڑی تصانیف کی تعداد ۳۵۰ ہے ان کے علاوہ ۳۰۰ سے زائد مواعظ ہیں جو چھپ چکے ہیں۔ امتیازی خصوصیات یہ ہے کہ اپنی تصانیف سے کبھی ایک پیسہ کا فائدہ حاصل نہیں کیا تمام کتابوں کے حقوق عام تھے جس کا جی چاہے انھیں چھاپ سکتا۔ ان کی تصانیف و مواعظ سے لاکھوں افراد کو علمی و عملی فیض پہنچا۔ عوام و خواص کا جتنا بڑا طبقہ مستفیض ہوا اس کی مثال کم ہی ملے گی۔ ان کی ذات ایسا چشمہ تھا جس سے نصف صدی تک برصغیر کے بڑے بڑے صاحب علم و فضل اہل کمال سیراب ہوتے رہے۔ (۵۲)

ان کی تصنیف کردہ کتابوں کی تعداد ۸۰۰ سے ۱۰۰۰ بتائی جاتی ہے۔ یہ کتابیں زیادہ تر تفسیر قرآن، شرح حدیث، منطق الکلام، عقائد التصوف سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کی پہلی تصنیف ”زیر و بم“ تھی جو طالب علم کی یادگار ہے۔ ان کی آخری تصنیف ”البیادر والنوادر“ ہے۔

النشر الطیب فی ذکر النبی الجلیل : مقدمہ، اکتالیس فصول اور خاتمہ پر مشتمل ہے مقدمہ میں کتاب کے طرز اور ماخذ کی صراحت ہے۔ فصول میں مقاصد مختلف مذکور ہیں اور خاتمہ میں مضمون ضروریہ متعلقہ مذکور ہے۔ کتاب کی تیاری میں مشکوٰۃ المصابیح، صحاح صحیحین، شمائل الترمذی، مواہب لدنیہ، زاد المعاد، سیرت ابن ہشام، للشہائتہ، البشیریہ فی مولد خیر البریہ وغیرہ سے مدد لی گئی ہے۔ کتاب کی تالیف کا سبب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”کتاب کو شروع کرنے کے وقت دو محرک سامنے تھے پہلا یہ کہ اتفاق سے ایک رسالہ کسی بہ شیم الجیب تصنیف مولانا مفتی الہی بخش کاندھلوی نظر سے گزرا۔ اس کا انداز بیان اور اختصار پسند آیا اور خیال ہوا کہ اس کو اپنے رسالہ کا جزا عظیم بنا لیا جائے۔ دوسرا مولوی فتح محمد خاں صاحب رسائل متعددہ نے شوق ظاہر کیا کہ اس رسالے کی تکمیل کی جائے۔“

اللہ کا نام لے کر رمضان ۱۳۲۸ھ میں اس کا ارادہ کیا اور ربیع الاول ۱۳۲۹ء میں ختم ہوا۔ کتاب میں ایک درخواست ہے کہ ”بعض مقام پر شوق میں اشعار رکھ دیے ہیں۔ اگر مستورات کے مجمع میں پڑھنے کا اتفاق ہو تو اشعار چھوڑ دیے جائیں۔“ (۵۳)

باب ہشتم  
منظوم سیرت نگاری

غازی غلام علی مہری ————— ”مصباح المجالس“

قاضی غلام علی مہری کے حالات زندگی پردہ خفا میں ہے ان کی وفات ۱۲۹۶ھ میں ہوئی۔ ”مصباح المجالس“ کی تکمیل ۱۲۶۰ھ میں ہوئی۔ خاتمہ کتاب میں اس کتاب کی تاریخ ملتی ہے وہ کہتے ہیں:

سو یہ تاریخ خوش دل نے کہی ہے

کہ احسن روضہ مدح نبیؐ ہے (۵۴)

یہ منظوم سیرت پہلی مرتبہ ۱۳۱۲ھ میں شائع ہوئی۔ کاتب کتاب رکن الدین بن شیخ احمد تمنانے اس کی طرف اشارہ کیا ہے:

تجسس میں ہے کیوں کہدے تمنا

یہ باغ معطر سال زیبا (۵۵)

یہ سیرت اتنی مشہور ہوئی کہ چار مرتبہ اس کی اشاعت عمل میں آئی۔  
 مصباح الجاس : کو مصنف موصوف نے ۱۲ مجلسوں میں تقسیم کیا ہے جس کی  
 وجہ یہ ہے کہ آپ کی تاریخ پیدائش ۱۲ ربیع الاول تسلیم کر لی گئی ہے اور مصنف کے خیال  
 میں یہ بات اذہر ہو چکی تھی کہ ربیع الاول کے ابتداء سے ہی ذکر رسول کی ابتداء ہو اور جشن  
 میلاد النبی پر یہ ۱۲ مجلسیں ختم کی جائیں۔

اس سیرت کی ابتداء ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ کے عنوان سے ہوئی ہے جس میں  
 شاعر مصنف نے اللہ تبارک و تعالیٰ کی حمد و ثنا کی ہے جس میں انہوں نے خدا کی متعدد  
 صفات کا ذکر کیا ہے پھر مناجات کہی ہے اور اس کے صلہ میں اپنی کامیابی و کامرانی کی دعا  
 کی ہے۔ نعت نبی اور مناجات درسیہ کائنات کے عنوان سے آپ کے دربار میں نذرانہ  
 عقیدت پیش کر کے دعا مانگی ہے۔

میں ہوں فدوی تمہارا سخت عاصی  
 سراپا المد نہیں ، غم خوار امت  
 کرو آسان سب مشکل کو میرے  
 کشش بخشو تمہاری دل کو میرے (۵۶)

بعد ازیں وجہ تالیف مجالس پر اظہار خیال کر کے اصل مضمون کو نظمایا ہے۔  
 پہلی مجلس : اس میں (۵۷۰) پانچ سو ستر ابیات ہیں۔ جس میں شاعر نے  
 نور محمدی کا ذکر کیا ہے۔

یہاں ہے بادشاہِ سرمدی کا  
 ہے جلوہ نورِ ذاتِ محمدی کا (۵۷)

نور محمدی کے بیان کے بعد ارشاداتِ انبیاء کی تفصیل لکھی ہے۔ جو آپ سے متعلق  
 آسمانی کتابوں میں مذکور تھی۔ نیز آپ کی عظمت سے متعلق سیرت کی کتابوں میں جو  
 واقعات آئے ہیں ان کو بھی پیش کیا ہے اسی طرح اس مجلس میں آپ کے اسم مبارک کی

خصوصیات اور اس اسم کے فیوض و برکات پر روشنی ڈالتے ہوئے تفصیلی بحث کی ہے۔  
 دوسری مجلس :- یہ مجلس پہلی مجلس کی تفصیل ہے جس میں شاعر نے آپ کی  
 عظمت و توقیر بیان کی ہے۔ شاعر نے متعدد واقعات کو پیش کر کے آپ کے جلال و جمال کو  
 بتایا ہے پھر آپ کے اسم گرامی کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔ اس مجلس میں جو واقعات پیش  
 ہوئے ہیں ان کا تعلق آپ سے قبل کے عہد سے بھی ہے۔

تیسری مجلس : اس میں غلام علی مہر نے نور مصطفیٰ کی فضیلت پر روشنی ڈالی ہے  
 پھر آدم سے لے کر حضرت عبداللہ تک کے مختلف واقعات کو ترتیب دیا ہے۔ اس کے بعد  
 حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہ کی سیرت و صورت پر روشنی ڈالتے ہوئے دونوں کی شادی  
 کا تذکرہ کیا ہے۔ پھر آپ کے حضرت آمنہ کے پیٹ میں جلوہ گر ہونے کا بیان کیا ہے۔  
 اس سلسلے میں کئی واقعات نقل کیے ہیں۔ جو قدیم سیرت کی کتابوں میں ملتے ہیں۔  
 چوتھی مجلس : اس میں نبی کی ولادت باسعادت پر تفصیلی بحث کی ہے۔

ولادت کا سبھی اس میں بیان ہے

طلوع آفتاب دو جہاں ہے (۵۸)

شاعر نے اس مجلس کے تحت بہت سے اہم نکات و معلومات فراہم کی ہیں۔ اس  
 مجلس میں شاعر کی منظر کشی انتہائی حسین ہے اور تمام جزئیات کا گھیراؤ کیا ہے۔ جس کو عام  
 طور پر سیرت نگار آپ کی ولادت کے موقع پر بیان کرتے ہیں۔ اس کے بعد آپ کی آمد کا  
 تذکرہ کیا ہے جس میں کئی روایات نقل کی ہیں۔ شاعر نے اس مجلس کو حضرت آمنہ کے ایام  
 حمل سے لے کر آپ کی ولادت باسعادت اور اس کے بعد وقوع پذیر ہونے والے  
 واقعات کے لیے مختص کیا ہے۔

پانچویں مجلس : اس میں شاعر نے آپ کی ولادت کے بعد جو  
 اعجاز و کرامات ظاہر ہوئے اور آپ کی نشوونما دائی حلیمہ کے گھر کی حالات اور کیسے ہوئی  
 اسے تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اس مجلس میں راہبوں کی پیشن گوئیوں کے علاوہ

حضرت توبیہؓ اور حضرت حلیمہ کے دودھ پلانے کا تذکرہ بھی کیا ہے اور حضرت حلیمہ سعدیہ کے حسب و نسب پر روشنی ڈالی ہے پھر آپؐ کی بدولت حلیمہ سعدیہ کا گھرانہ تنگی سے خوش حالی میں کیسے تبدیل ہوا اس کا بھی ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد آپؐ کے بچپن کے حالات کا ذکر کیا ہے جو حضرت حلیمہ کے ہاں پیش آئے تھے۔

**چھٹی مجلس :** اس میں نبوت کے واقعات کا گھیراؤ کیا گیا ہے اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے قبولِ اسلام کا تذکرہ کیا ہے۔ پھر نبوت کے روشن دلائل پر بحث کی ہے اس سلسلے میں سابق انبیائے کرام کی خصوصیات کا ذکر کر کے آپؐ کی عظمت و توقیر کی طرف اشارہ کیا ہے۔

**ساتویں مجلس :** اس مجلس میں آپؐ کی خوبیوں اور شمائل کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور اس ضمن میں کئی روایات نقل کی ہیں۔

**آٹھویں مجلس :** اس مجلس میں غلام علی مہرنے معجزاتِ نبیؐ کے لیے مختص کیا ہے جس میں مصنف نے معجزات کی تین قسمیں بتائی ہیں۔ پہلی دو کا تعلق آپؐ کی ذاتِ گرامی سے مختص ہے اور تیسری قسم کا اولیائے کرام کی ذات سے تعلق رکھتا ہے۔ جسے عرف عام میں کرامات کہتے ہیں شاعر نے اس مجلس میں یہ بات بتانے کی کوشش کی ہے کہ معجزات کی وجہ سے تبلیغِ اسلام میں آسانیاں پیدا ہوئیں اور کفار جو قہر جو ق مسلمان ہوئے۔

**نویں مجلس :** اس مجلس میں شاعر نے آپؐ کے فیوض و برکات پر روشنی ڈالی ہے اس مجلس میں شاعر نے متعدد روایات نقل کی ہیں۔ جس کا تعلق آپؐ کی فیوض و برکات سے تھا۔

**دسویں مجلس :** اس مجلس میں بھی شاعر نے آپؐ کے معجزات، آپؐ کے فیوض اور نظیر عنایت کے کئی واقعات بیان کیے ہیں۔

**گیارہویں مجلس :** اس مجلس میں بھی آپؐ کی فضیلت، برتری اور بزرگی کا حال پیش کیا گیا ہے۔ شاعر نے ان واقعات پر بہت زیادہ زور قلم صرف کیا ہے۔ جس سے آپؐ کے فضائل و مناقب ظاہر ہوتے ہیں۔ اس مجلس میں شاعر نے معراج کے واقعہ کو کافی

اہمیت دیتے ہوئے بیان کیا ہے اور یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ معراج آپ کے علاوہ کسی اور نبی کو عطا نہیں ہوئی۔ اس مجلس کے آخر میں شفاعت رسول سے بحث کی ہے۔

بارھویں مجلس : اس مجلس کو شاعر نے وفات نبی کی تفصیلات کے لیے مختص کیا ہے اور اس وقت کے غمگین حالات اور واقعات کو انتہائی موثر انداز میں پیش کیا ہے۔ پھر آپ کے انتقال کے بعد کے واقعات بھی نقل کیے ہیں۔ اس کے بعد شاعر نے صحابہ کرام ازواج مطہرات، شہزادی اسلام حضرت فاطمہؓ، امام حسنؓ، امام حسینؓ اور دیگر بچوں و خواتین کے اضطراب کا حال بیان کیا ہے۔

ہر مجلس کے اختتام پر شاعر قاری اور سامع کو آپ پر درود و سلام پڑھنے کی تلقین کرتے ہیں اور ہر مجلس کا اختتام درود و سلام پر ہوا ہے۔ اس سیرت کے بیشتر واقعات کو شاعر نے سیرت کی مشہور کتابوں سے اخذ کیا ہے جن میں مدارج النبوت، شواہد النبوت، معارج النبوت قابل ذکر ہیں۔ مثنوی عام فہم زبان میں ترتیب دی گئی ہے عربی و فارسی کے مانوس الفاظ کثرت سے استعمال کیے ہیں اور بقدر ضرورت مثنوی میں عربی و فارسی اشعار بھی نقل کیے گئے ہیں۔ الفاظ کا املا قدیم طریقے پر لکھا گیا ہے۔ دو لفظوں کو ملا کر لکھنے کی روایت کو شاعر نے ساری سیرت میں برقرار رکھا ہے۔ اسی طرح واقعات کے درمیان بقدر ضرورت، قرآنی آیات بھی پیش کی گئی ہیں۔ مشکل الفاظ کے معنی شاعر نے حاشیے میں درج کر دی ہیں۔ فی الجملہ یہ قدیم منظوم سیرت النبوی ہے جس کے زبان اگرچہ دیرپھ سو سال پرانی ہے لیکن اس کا احساس بہت کم ہوتا ہے۔



## علامہ شاہ عبدالحی احقر بنگلوری — ”جنان السیر“

علامہ شاہ عبدالحی کا اصل نام بڑھن بیگ تھا اور تخلص احقر تھا ان کے اساتذہ نے ان کا نام تبدیل کر کے عبدالحی رکھا ان کی تاریخ پیدائش کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ قرین قیاس ہے کہ آپ جمادی الاول ۱۲۳۲ھ میں بنگلور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم قاری سید باقر اور مولوی سید غوث سے حاصل کی۔ پھر ایک ممتاز عالم سید شاہ سجاد شطاری سے صرف و نحو علم کلام و بدیع اور نسیات کے علاوہ تفسیر و حدیث، فقہ و تاریخ جیسے علوم کو پڑھا۔ ویلور کے مدرسے لطیفیہ سے درس نظامیہ کی تکمیل کی تعلیم سے فراغت حاصل کرنے کے بعد اسی مدرسے میں بہ حیثیت استاد کام کیا۔

علامہ شاہ عبدالحی کا شمار جنوبی ہند کی ایک تارے روزگار ہستیوں میں ہوتا ہے وہ اپنے زمانے کے ایک جید عالم تھے۔ قادر الکلام شاعر و ادیب کثیر التصانیف شخصیت کے مالک تھے۔ انھوں نے نثر و نظم میں ایک سو سے زیادہ کتابیں لکھی ہیں۔ ان کی تصانیف میں فیض الباری ترجمہ تیسیر القاری، التاریخ الخلفاء، جنان السیر، حدیث الاحباب، روضۃ الابرار،

قرۃ العین، گلشنِ غم، حائسی شریعت، تحفہ مرغوب، تذکرہ المجتہدین، تذکرہ المحدثین، تذکرہ اولیاء و وجہ قابل ذکر ہیں۔ علاوہ ازیں ان کا نعتیہ کلام بھی قابل داد و تحسین ہے۔

جنان السیر : دکن میں سیرت طیبہ پر لکھی گئی ایک ضخیم منظوم سیرۃ نبوی ہے جس میں ۲۰ ہزار ابیات ہیں کرناٹک کے علاقے میں اس سیرت کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ مسلمان قرآن کریم کے بعد اسی سیرت کا سب سے زیادہ مطالعہ کرتے ہیں۔ ماہ ربیع الاول میں میلاد النبی کے محفلوں میں یہی سیرت کثرت سے پڑھی جاتی ہے اور ایک جید عالم اس کی تشریح و توضیح کرتا ہے۔

علامہ موصوف نے ”جنان السیر“ کی تصنیف میں علامہ باقر آگاہ مدراہی کی تصنیف ”ہشت بہشت“ سے کافی استفادہ کیا ہے۔ چنانچہ ”جنان السیر“ کی ابتداء میں فرماتے ہیں:

ہے ہشت بہشت اسہی جنان السیر اندر

آگاہ سے پوچھے تو میں واعظ کو دکھا دوں (۵۸)

علامہ عبدالحی نے ”جنان السیر“ کی تصنیف میں ہشت بہشت کے علاوہ شرح مشکوٰۃ شریف مواہب علیہ روختہ الاحباب، مدارج النبوت، شواہد النبوة، معارج النبوت سے بھی استفادہ کیا ہے۔ علامہ عبدالحی نے جنان السیر کے نام کی مطابقت میں ابواب کو چمن سے تعبیر کیا ہے۔ شاعر نے اس میں دو دفتر قائم کیے ہیں۔ پہلے دفتر کا نام جنان السیر فی سوال سید البشر اور دوسرے دفتر کا نام جنان السیر فی فضائل سید البشر رکھا ہے۔ دفتر اول میں چار چمن اور دفتر دوم میں چھ چمن شامل ہیں۔

جنان السیر کا دفتر اول : چار چمنوں پر مشتمل ہے جس میں تیرہ ہزار سات

سو پینتالیس اشعار ہیں۔ اس منظوم سیرت کی ابتداء بسم اللہ الرحمن الرحیم کی تشریح و توضیح اور اس کے فضائل سے کی گئی ہے بعد ازیں حمد، نعت، منقبت، مدح شیخ طریقت اور سبب تالیف کا ذکر کیا گیا ہے۔

**چمن اول :** اس چمن کو مصنف نے انوارِ نبوت کے نام سے موسوم کیا ہے اس چمن میں مصنف نے یہ ثابت کیا ہے کہ آپ کے نور کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے سب سے پہلے پیدا کیا اسے ثابت کرنے کے لیے موصوف نے متعدد روایات کا سہارا لیا ہے اس کے بعد روزِ میثاق کا ذکر کیا ہے اس کے آغاز کائنات سے آپ کی پیدائش کے قریبی واقعات کو اس چمن میں شامل کیا ہے۔ سیرت کی مختلف کتابوں کی طرح مصنف موصوف نے حضرت ابراہیمؑ سے لے کر حضرت عبداللہ تک کے تمام اہم واقعات کا گھیراؤ بھی اس چمن میں کیا ہے۔

**چمن دوم :** مصنف نے اس چمن کو گلزارِ نبوت سے موسوم کیا ہے۔ اس چمن میں آپ کی ولادت باسعادت سے لے کر آپ کی نبوت کے گیارہویں سال تک کے جو واقعات پیش آئے ہیں ان کو نظم کیا ہے اس کے علاوہ مصنف نے نبوت سے قبل کی عبادات نبوی اور شق صدر کا واقعہ نقل کیا ہے پھر آپ کی بعثت کا ذکر کر کے ان صحابہ کا تذکرہ کیا ہے جنہوں نے آپ پر ایمان لایا تھا۔ پھر تبلیغ اسلام اور کفارِ قریش کے سارے حالات بیان کیے ہیں۔ نبوت کے پانچویں سال کے حالات کو مختصر طور پر بیان کرنے کے بعد حضرت حمزہؓ اور حضرت عمرؓ کے قبول اسلام کے واقعات کو نظم کیا ہے۔ نبوت کے ساتویں سال پیش آنے والے اہم واقعات میں شعیب ابی طالب کا مختصر ذکر کیا ہے۔ پھر ابو طالب اور حضرت خدیجہ کی وفات اور طائف کے سفر کے حالات نقل کیے ہیں۔ نبوت کے گیارہویں سال کے احوال اور ابتدائے ایمان انصاری کے مختلف واقعات نظم کیے گئے ہیں۔

**چمن سوم :** اس چمن کو مصنف نے بہارِ نبوت سے موسوم کیا ہے جس میں معراج النبی کا تفصیلی ذکر کیا گیا ہے۔ ابتدا سورہ بنی اسرائیل سے کی گئی ہے تاکہ قرآن مجید سے معراج النبی کی تصدیق ہو اور نثر میں اس کی تفصیل پیش کی گئی ہے۔ قرآنی شہادات کے بعد احادیث کے حوالے لے بھی دیے ہیں۔ پھر واقعہ اسرا کو پیش کیا گیا ہے اور اس میں وہ سبھی واقعات نظم کیے گئے ہیں۔ جو قدیم سیرت کی کتابوں میں ملتے ہیں اس چمن کے

اختتام پر مصنف موصوف نے ایک ضخیم تکرار اور ایک ضمیمہ شامل کیا ہے۔ جس میں آپ کے سوالوں اور اللہ تعالیٰ کے جوابات کے ساتھ ساتھ سیر جنت و دوزخ کا مفصل احوال بیان کیا گیا ہے پھر عطیاتِ معراج اور شرفِ نزول کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ پھر واقعہ معراج سے متعلق کفارہ مکہ کے سوالوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ معراج کی حکمتِ عملی اور آپ کو عالمِ آخرت میں اللہ کی طرف سے جو نعمتیں اور فضیلتیں ملیں ان کا احاطہ کر کے اس چمن کو ختم کیا ہے۔

**چمن چہارم :** اس چمن کو مصنف نے اخبارِ نبوت سے منسوب کیا ہے۔ اس میں نبوت کے بارہویں سال کے احوال بیان کیے گئے ہیں۔ اس سن میں اسلام کا ایک عظیم واقعہ ہجرت کی شکل میں پیش آیا۔ اس کی پوری تفصیل بیان کی گئی ہے۔ جس میں نبی کریم کی ہجرت کے تمام واقعات کو بڑی خوبصورتی سے نظم کیا گیا ہے۔ مصنف نے ان معجزات کا بھی ذکر کیا ہے جو ہجرت کے وقت ظہور پذیر ہوئے تھے۔ اس چمن میں ہجرت کے واقعات کے ساتھ نزولِ مدینہ منورہ قیامِ مدینہ منورہ کے بعد مسلمانوں کو جو حکم جہاد ملا تھا اس کا ذکر کر کے اسلامی غزوات و سرایا کی تفصیل پیش کی گئی ہے۔ پھر بیعتِ رضوان اور آپ کے پیغامات و احکامات جو دعوتِ اسلام کی شکل میں سلاطین کو دیے گئے اس کی تفصیل بھی پیش کی گئی ہے۔ پھر جنگِ موتہ، فتح مکہ، غزوہ حنین اور غزوہ تبوک کے واقعات کو تفصیل سے نظم کیا ہے اور اس چمن کو آپ کے وفات کے ذکر کے ساتھ ختم کیا ہے۔ صحابہ کرام کو آپ سے جو وبالہانہ محبت تھی اس کا بھی احاطہ کیا گیا ہے اور آخر میں آپ کی تجہیز و تکفین کے واقعات نقل کیے ہیں۔ اس چمن میں ہجرت کے بعد کے واقعات کو مصنف نے سن وار لکھے ہیں اور ذیلی سرخیوں کا استعمال بھی کیا ہے۔

**دوسرا دفتر :** یہ دفتر چھ چمنوں پر مشتمل ہے۔ جس کے اولین تین چمن کو خود مصنف موصوف نے نظم کیا ہے باقی تین چمن فرزند کے ہاتھوں لکھوائے۔ دفتر دوم انتہائی مختصر ہے اس لیے سیرتِ النبی کے تمام واقعات پہلے دفتر ہی میں آگئے ہیں اور دوسرے

دفتر میں نبی کے فضائل کی وضاحت پراکتفا کیا ہے۔

دفتر ثانی میں گرچا ہے خدا

کچھ فضائل مصطفیٰ کے لاؤں گا (۵۹)

**چمن پنجم :** اس چمن کو موصوف نے بشارت محمدی کے نام سے موسوم کیا ہے۔ اس میں مولانا نے آپ سے متعلق جو بشارتیں و پیش گوئیاں کچھلی آسمانی کتابوں میں آئی ہیں اور اہل کتاب کے علماء نے جن کا ذکر اپنی کتابوں میں کیا ہے اس کا احاطہ کیا ہے۔ اس چمن کا آغاز حمد، پھر نعت سے کیا ہے۔ اس کے بعد بشارت محمدی کی ابتداء حضرت موسیٰ کی تمنا سے کی ہے آگے آپ کا نام جن آسمانی کتب میں آیا ہے اس کا ذکر کیا ہے۔ بعد ازاں آپ کے ناموں کے فضائل پر روشنی ڈالی ہے ”فضائل اسماء محمدی“ کا عنوان قائم کر کے آپ کے دو نام ”محمد“، ”احمد“ کی فضیلت بیان کی ہے۔

**چمن ششم :** اس چمن کو مصنف موصوف نے آپ کے جسم اطہر کے لیے مختص کیا ہے۔

**چمن ہفتم :** اس چمن کو مولانا نے عبادات محمدی کے نام سے موسوم کیا ہے جس میں آپ کی باتوں کا ذکر ہے اور اس امر سے تعلق رکھنے والے تمام مباحث پر بحث کی ہے اور آخر میں آداب زیارت روضہ اقدس بیان کر کے اس چمن کو ختم کیا ہے۔

**چمن ہشتم :** اس چمن کو موصوف نے معجزات نبوی سے آراستہ کیا ہے۔ اس چمن کو بھی حمد و نعت کے بعد معجزہ کی تعریف و توضیح بیان کرتے ہوئے کی ہے۔ پھر آپ کے معجزات کا ذکر کیا ہے۔ اس چمن میں مصنف نے کل ۹۷ معجزوں کا ذکر کیا ہے۔

**چمن نہم :** اس چمن کو موصوف نے آثار نبوت سے آراستہ کیا ہے۔ اس چمن کو چمن ہشتم ہی کا جزو کہنا چاہیے کیوں کہ اس میں مصنف نے معجزات کو ہی موضوع سخن بنایا ہے۔

**چمن دہم :** اس چمن کو موصوف نے ”اطوار نبوت“ سے موسوم کیا ہے۔ اس چمن کی ابتداء حسب معمول حمد و نعت سے کی ہے پھر خلق عظیم کی توضیح بیان کی ہے پھر آپ

نے جو اخلاقی تعلیم اپنے صحابہ کو دی تھی اس پر روشنی ڈالی ہے۔ اس چمن کے اختتام پر آپ کی شدت عبادت کا ذکر کیا ہے۔

اس منظوم سیرت کی خصوصیت یہ ہے کہ شاعر نے ہر چمن کے لیے ایک الگ بحر اپنائی ہے دوسری خصوصیت یہ ہے کہ سارے واقعات کا ماخذ قرآن و حدیث کو بنایا ہے۔ بغیر تحقیق و تصدیق کے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔ انتہائی صاف شفاف اور سلیس انداز میں عربی فارسی اور اردو زبان کے امتزاج سے اس مثنوی کو آراستہ کیا گیا ہے۔ جنان السیر کی زبان پر مقامی رنگ کی چھاپ گہری ہے۔ دو سو سال قدیم زبان کی جو لسانی خصوصیات ہیں وہ اس تصنیف کے ہر صفحہ پر موجود ہیں۔ اس تصنیف میں دکنی تلفظ کی طرح متعدد الفاظ کے املے پر دکنی کا گہرا اثر ہے۔ علاوہ ازیں تراکیب اور دو لفظوں کو ملا کر لکھنے کا عمل بھی جا بجا دکھائی دیتا ہے۔

## حافظ عبدالرزاق حافظ باقوی ————— ”قمر نامہ اسلام“

حافظ عبدالرزاق حافظ کا شمار ٹائل ناڈو کے مخصوص شعراء میں ہوتا ہے۔ مدراس یونیورسٹی سے آپ نے ایم۔ اے، ایم۔ فل کیا عہد شباب ہی سے آپ کا رجحان مذہبی و ادبی تعلیم کی طرف تھا۔ اپنی زندگی کے ۲۲ ویں سال و شمارم کو اپنا وطن ثانی بنایا اور یہاں کی زرخیز ادب کی سر زمین نے ان کی ادبی زندگی کو پروان چڑھایا اور متعدد تخلیقات نظم و نثر کے ذریعے عام کیا۔ نثری تخلیقات میں ”وشارم میں اردو“ کے عنوان سے دو کتابیں لکھی اور اصناف نظم میں غزل، نظم اور نعت میں طبع آزمائی کی غزلیات کا مجموعہ ”بہارِ سخن“ نعتوں کا مجموعہ ”ذکرِ حبیب“ اور شعری مجموعہ ”نور علی نور“ قابل ذکر ہے۔ بچوں کے ادب پر خصوصی توجہ مبذول کی اور ان کے لیے نظمیں لکھیں جو بعد میں کتابی شکل میں ”نئی کلیاں“، ”ننھے پھول“، ”چاند تارے“ اور ”پھلواری“ کے نام سے شائع ہوئی۔

قمر نامہ اسلام : زیر مطالعہ تصنیف ایک منظوم سیرت النبوی ہے جو تقریباً ۱۲ اڈیٹھ ہزار اشعار پر مشتمل ہے۔ یہ منظوم سیرت آپ کے زندگی کے مختلف اور اہم گوشوں کا احاطہ کرتی ہے۔ حافظ صاحب نے اپنی اس تصنیف کو بچوں کی نفسیات کا لحاظ

رکھتے ہوئے عام فہم انداز میں نظم کیا ہے۔ کتاب کے اختتام پر حافظ صاحب نے قطعہ تاریخ رقم کیا ہے۔

ثنائے شہ کی خوشبو نے فضا ساری معطر ہے  
بہار عشق احمد سے ریاضِ دل معنبر ہے!  
کہی حافظ نے اس تصنیف کی تاریخ برجستہ

گراں مایہ دیارِ عنقا قمر نامہ منور ہے! (۶۰)

اس سیرت کا آغاز مولانا الحاج نیر ربانی کے مقدمہ مولانا اشرف سعودی کے پیش لفظ اور ڈاکٹر مختار الدین احمد کے حزنے چند کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا سے ہوتا ہے اس کے بعد سیرت کی ابتداء نور محمدی سے کی ہے۔ جس میں انھوں نے نور محمدی کو تخلیق کائنات کا باعث بتایا ہے۔

خاندانِ قریش کا تعارف اختصار سے بیان کرنے کے بعد قبل از ولادت نبوی کے عرب کے حالات پر روشنی ڈالی ہے اس کے بعد آپ کی پیدائش کے واقعات کو نظم کیا ہے آپ کی ولادت کے بعد آپ کے بچپن اور جوانی کے عنوانات قائم کر کے مختلف واقعات بیان کیے ہیں۔ اس کے بعد نبوت کے عنوان سے نبوت سے قبل آپ کی غارِ حرا میں عبادات اور نزولِ قرآن پھر اہل و عیال میں اسلام کی اشاعت اور نبوت کے عام اعلان کے ساتھ قریش کی مخالفت اور ایذا رسانی پر روشنی ڈالی ہے۔ اس کے بعد جمعہ کی ہجرت اور حضرت حمزہ اور حضرت کا ایمان لانا کفار کا آل نبی کا بیکارٹ کرنا حضرت ابوطالب کی وفات معراج اور طائف کے سفر کا مختصر احاطہ کیا ہے۔ حافظ عبدالرزاق نے ہجرت کے واقعہ کو تفصیل سے بیان کیا ہے پھر اس کے بعد جہاد پر روشنی ڈالی ہے اور اسلام کے مختلف جنگوں کا ذکر کیا ہے شاعر نے کفار کی مختلف سازشوں کا ذکر کر کے جنگِ احزاب، بنو قریظہ کا خاتمہ، صلح حدیبیہ، بیعت رضوان، جنگِ خیبر، جنگِ موتہ اور فتح مکہ کے واقعات کو مختصر بیان کیا ہے۔ بعد ازیں جنگِ حنین، جنگِ تبوک، حجۃ الوداع اور خطبہ حجۃ الوداع کو مختصر اور جامع



انداز میں پیش کیا ہے اور ان احکامات کا بھی ذکر کیا جس کو آپ نے اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا تھا اس کے بعد آپ کی وفات کا ذکر کیا ہے اور اس ضمن میں ان تمام جزوی واقعات کا احاطہ کیا ہے جو آپ کے وصال سے متعلق تھیں۔

کتاب کے خاتمہ پر خلقِ عظیم کے عنوان کے تحت آپ کے اخلاق بیان کیے گئے ہیں۔ پھر آپ کی شخصیت آپ کے عادات اور آپ کے ارشاد کا مختصر ذکر کر کے سلام کے ساتھ کتاب کو پائے تکمیل تک پہنچایا ہے۔

## حفیظ جالندھری \_\_\_\_\_ ”شاہنامہ اسلام“

حفیظ جالندھری کی ولادت ۱۹۰۰ء میں جالندھری میں ہوئی ان کے کلام کے کئی مجموعے شائع ہوئے ہیں۔ جن میں ”سوز و ساز“ اور ”تلخی بہ شیریں“ اور ”نغمہ زار“ مجموعہ شائع ہوئے ہیں اور یہ تین مجموعے قابل ذکر ہیں۔ لیکن آپ کی معرکتہ الآرا مثنوی ”شاہنامہ اسلام“ ہے۔

شاہنامہ اسلام : یہ چار حصوں پر مشتمل ہے یہ ایک ایسی منظوم سیرت تاریخ ہے جو نہ صرف اپنے ادبی خوبیوں کے اعتبار سے دیرپا معلوم ہوتی ہے بلکہ مذہبی و اخلاقی پہلو سے مسلمانوں کی موجودہ اور آئندہ نسلوں کے لیے چراغ ہدایت ہو سکتی ہے۔ ”شاہنامہ اسلام“ کو چار ضخیم جلدوں میں تقسیم کیا ہے اور ہر جلد خوب سے سے خوب تر ہے۔

جلد اول : شاہنامہ اسلام کی جلد اول ۱۹۲۹ء میں شائع ہوئی۔ یہ جلد کل سات ابواب پر مشتمل ہے اور اس میں ۱۹۹۳ء اشعار موجود ہیں خدا کی حمد و ثنا اور بارگاہ رسالت مآب میں نذرانہ عقیدت پیش کرنے کے بعد سبب تالیف اور مناجات

کو پیش کیا ہے۔ شاہنامہ اسلام باب اول کا آغاز بسم اللہ کے بعد قرآن کی مشہور آیت انی جاعل فی الارض خلیفہ کے ساتھ پہلے باب کی ابتداء کی ہے۔ اس باب میں ۱۹۵ ابیات ہیں۔ دوسرا باب اس باب میں شاعر نے حضرت ابراہیمؑ کی وفات حضرت اسماعیلؑ اور حضرت اسحاقؑ کی اولادوں کا ذکر کر کے حضورؐ کی بعثت سے پہلے کا منظر پیش کیا ہے اور زمانہ جاہلیت کے عرب کی خصوصیات گنوائی ہیں اس باب میں ۲۸۸ اشعار ہیں۔ باب سوم: اس میں نبیؐ کی ولادت سے قبل کے واقعات بیان کیے گئے ہیں اس باب میں شاعر نے ۱۲۳ اشعار لکھے ہیں۔ باب چہارم میں آپؐ کے جد اعلیٰ والدین اور اصحابِ قبل کے واقعات کے بعد ان واقعات کا ذکر ہوا ہے جن کا تعلق براہِ راست سیرت مقدسہ ہے اس باب کا عنوان شاعر نے ”ختم المرسلین رحمۃ اللعالمین“ (ولادت باسعادت) قائم کیا ہے۔ اس باب میں کل ۲۲۸ اشعار ہیں۔ باب پنجم: یہ بات بہت طویل ہے اس باب میں مقصد بعثت پر روشنی ڈالی گئی ہے اس باب میں ۴۲۲ اشعار آئے ہیں۔ باب ششم: یہ جلد اول کا سب سے مختصر باب ہے اس میں ۱۸۴ ابیات ہیں۔ جس میں ہجرت نبویؐ کے مختلف واقعات کو نہایت موثر پیرائے میں بیان کیا ہے۔ باب ہفتم یہ جلد اول کا آخری باب ہے۔ جس میں ۳۱۱ اشعار ہیں۔ اس باب کا عنوان شاعر نے ”مدینہ پر جنگ کے بادل: قریش مکہ کا جوشِ غضب“ رکھا ہے۔

حفیظ جالندھری نے اس پہلی جلد میں حضرت آدمؑ کی تخلیق سے لے کر آپؐ کی نبی زندگی اور غزوہ بدر کے آغاز تک کی مدنی زندگی کی مرقع کشی کی ہے۔

اس جلد کے آخری صفحہ پر قطعہ تاریخ درج کیا گیا ہے۔ یہ تاریخ صوفی غلام مصطفیٰ

تبسم نے نکالی ہے۔ ۱۳۲۷ھ

جلد دوم : حفیظ جالندھری نے دوسری جلد کو چار سال بعد یعنی ۱۹۳۳ میں شائع کیا پہلی جلد کی طرح اس میں بھی ۱۹۳۳ اشعار موجود ہیں۔ یہ جلد جنگ بدر کے سرخرو شانہ کارنامے مدینے میں یہودیوں اور منافقوں کی شرارتیں مکہ میں جوش انتقام غزوہ سویق اور غزوہ احد تک ہی احاطہ کرتے ہیں۔

اسی جلد کو شاعر نے تین ابواب میں تقسیم کیا ہے اور ہر باب میں کئی ذیلی عنوانات قائم کیے ہیں۔ تاکہ واقعات کے فہم میں آسانی پیدا ہو۔۔۔ کتاب کا آغاز ”سخن ہائے گفتنی در پیرایہ سرگزشت مصنف“ کے عنوان سے ہوا ہے۔ باب اول میں ۱۹۳۵ اشعار ہیں۔ باب دوم یہ باب ان واقعات کا احاطہ کرتا ہے جو جنگ بدر اور جنگ احد کے درمیانی وقفے میں رونما ہوئے باب سوم شاہنامہ اسلام جلد دوم کے آخری باب میں مکہ والوں کے انتقامی حملے کا جائزہ لیا گیا ہے۔

جلد سوم : جلد سوم دس ابواب پر مشتمل ہے اس میں کل ۱۹۷۶ اشعار موجود ہیں۔ باب اول منظر صبح احد سے شروع کیا گیا ہے۔ باب دوم اس باب کا عنوان شاعر نے ”نور و نار و ظلمت“ قائم کیا ہے۔ باب سوم اس باب میں شاعر نے قریش مسلمان اور منافقین کی خصوصیات بیان فرمائی ہے۔ اس میں کل ۱۲۷ اشعار ہیں۔ باب چہارم یہ باب احد میں لشکروں کی ترتیب کا احاطہ کرتا ہے اس میں ۱۳۳ اشعار ہیں۔ باب پنجم اس میں اول آغاز جنگ سے پہلے کی ساعت کو نظمایا گیا ہے۔ باب ششم اس میں باقاعدہ جنگ کا آغاز کے احوال بیان کیے گئے ہیں باب ہفتم میں شاعر نے اس المناک منظر کو دکھایا جو مال غنیمت کو وقت سے پہلے لوٹنے کی وجہ سے پیش آیا تھا۔ باب ہشتم یہ باب شہادت رسول کی افواہوں پر روشنی ڈالتا ہے۔ باب نہم ”آفتاب اور برج عقرب“ کے زیر عنوان شاعر نے جنگ احد کے واقعہ کو آگے بڑھایا ہے۔ باب دہم یہ باب جلد سوم کا آخری باب ہے اس میں حفیظ جالندھری نے خاتمہ جنگ احد کا نقشہ کھینچا ہے۔

جلد چہارم : یہ آخری جلد ہے حفیظ جالندھری کا ارادہ ۵ جلدیں لکھنے کا تھا اس جلد کو شاعر نے ۵ ابواب میں تقسیم کیا ہے باب اول میں جنگ احد میں ہونے والے واقعات کا مختصر جائزہ لیا گیا ہے۔

باب دوم میں ”شام احد کی صبح“ کے تحت مجاہدین احد کے کارناموں کو نظمایا گیا ہے باب سوم جنگ احد کے بعد کے حالات بیان کیے گئے ہیں۔ باب چہارم یہ باب

دشمنانِ اسلام کی دغا بازیوں اور تباہ کاریوں اور مدینے پر کفار کے چاروں طرف سے محلوں کا نقشہ پیش کرتا ہے۔ باب پنجم یہ بات فتنہ اقوام یہود پر روشنی ڈالتا ہے۔ باب ششم اس باب میں دو اسلامی جنگوں کا احاطہ کیا گیا ہے۔ پہلے جنگِ احزاب پر روشنی ڈالی گئی ہے آخر میں ”مدینہ کی صبح“ کے عنوان پر شاہنامہٴ اسلام کو چوتھی اور آخری جلد اختتام کو پہنچی ہے۔ شاہنامہٴ اسلام کی چوتھی جلد میں ۱۸۵۷ ابیات شامل ہیں۔ شاہنامہٴ اسلام کی چاروں جلدوں میں ۷۶۴۱ اشعار ہیں۔ شاہنامہٴ اسلام معرکہٴ حیات ہے یہ شاعر کا کمال ہے کہ تاریخی واقعات میں رنگینی و تاثر پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔

## دانش فرازی \_\_\_\_\_ ”محسن اعظم“

جنوبی ہندوستان کے ادباء و شعراء میں دانش فرازی کا نام انتہائی اہمیت کا حامل ہے جن کا اصل نام بانگی عبدالقادر تھا یکم جولائی ۱۹۲۳ء کو آمبر میں پیدا ہوئے ۲۵ جنوری ۱۹۸۱ء میں مدراس میں وفات پائی۔ موصوف نے ۵ شعری تصانیف اور ایک نثری تصنیف یادگار چھوڑی ہے (۱) مرگِ سنگ، (۲) آیاتِ فطرت، (۳) نالہ فرات، (۴) محسن اعظم (۵) خدنگ جتہ، (۶) فروغِ ادب و انمباڑی۔

مولانا نیاز فتح پوری اور وزیر آغانے دانش فرازی کی نظموں کو ہمیشہ صف اول میں جگہ دی ہے۔

محسن اعظم : زیر نظر مختصر سیرت طیبہ ”محسن اعظم“ دانش فرازی کی اولین خدمت ہے اگرچہ کہ انہوں نے آپ کی تعریف اور توصیف میں متعدد نعتوں کا نذرانہ پیش کیا ہے لیکن یہ پہلی طویل نظم ہے جس میں آپ کی مختصر حیات مقدسہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اس طویل نظم میں ۱۵۳۱ اشعار ہیں ”محسن اعظم“ منظوم حیات طیبہ ہے جو ۱۹۷۷ء میں شائع ہوئی۔

## قیصر الجعفری \_\_\_\_\_ ”چراغِ حرا“

جدید دور کے جن شعراء نے صنفِ غزل کے ساتھ ساتھ نعتیہ شاعری میں بھی اپنی شناخت و پہچان بنائی، ان میں اہم نام قیصر الجعفری کا ہے۔ ان کا اصل نام سید زبیر احمد جعفری تھا لیکن ادبی دنیا میں قیصر الجعفری کے نام سے معروف ہیں۔ یہ دراصل غزل کے شاعر ہیں۔ ان کا پہلا مجموعہ کلام ”رنگِ ضیا“ کے نام سے ۱۹۶۴ء میں شائع ہوا۔ ۱۹۷۷ء میں ”سنگِ آشنا“ اور ۱۹۸۷ء میں ”دشتِ بے تمنا“ کے نام سے دو اور مجموعے شائع ہوئے قیصر الجعفری کو نعت گوئی سے بھی دلچسپی تھی اور یہ دلچسپی صرف اس حد تک نہیں جیسا کہ دوسرے شعراء کے ہاں ہوا کرتی ہے یعنی ہر مجموعے اور کلیات میں نعت و قصائد تبرکاً شامل کیے جاتے ہیں۔ بلکہ وہ ابتداء ہی سے اس صنفِ سخن میں طبع آزمائی کرتے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ ”رنگِ حنا“ جب چھپا، اسی سال ان کی نعمتوں کا مجموعہ ”نبوت کے چراغ“ شائع ہوا۔

چراغِ حرا : زیر نظر سیرت نبوی ”چراغِ حرا“ کی ابتداء قیصر الجعفری نے ۷

مارچ ۱۹۹۶ء میں کتاب کے ابتدائیہ سے کی۔ اس ابتدائیہ کو ایک رسالے ”ذہن جدید“ میں شائع کیا۔ ”چراغِ حرا“ ۱۹۹۷ء میں ادارہ ادب اسلامی ہند دہلی کے زیر اہتمام شائع ہوئی۔ عنوان کی مناسبت سے سرورق پرپس منظر میں چراغ کی نو دکھائی گئی ہے۔ اس میں شاعر نے ۵۵ عنوانات قائم کیے ہیں۔

اس کا ہر عنوان قاری کو متوجہ کرتا ہے کتاب کا کوئی صفحہ ایسا نہیں جس میں روانی و آمد نہ ہو۔ شفیق الرحمن شارق لکھتے ہیں: ”قیصر الجعفر نے ”چراغِ حرا“ لکھ کر یہ ثابت کر دیا کہ نظم میں نعت نگاری کے بہت سے زاویے ہو سکتے ہیں جو ذہن رساطح رواں، پختہ مشقی، قدرتِ کلام، تازہ بیانی اور لہجے کی شگفتگی کے منتظر ہیں۔ (۶۱)

اردو کے شعراء کی ایک بڑی تعداد نے نبی کریم کو نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے ذیل میں چند کا ذکر کیا گیا ہے۔



## ذکرِ جمیل \_\_\_\_\_ ”ماہر القادری“

یہ ماہر القادری کے نعتیہ کلام کا مجموعہ ہے جس میں ان کا مقبول سلام ہے جس کے بارے میں مولانا سید مناظر احسن گیلانی لکھتے ہیں: ماہر نے اس میں حتی الوسع پیغمبر اسلام کی طرف اس قسم کے صفات منسوب کرنے سے احتراز کیا ہے۔ جس میں شانِ نبوت سے کوئی مناسبت نہیں۔ انھوں نے سیرتِ طیبہ کی مستند کتابوں اور احادیث کے ذخیروں سے سچے واقعات کا انتخاب کیا ہے جن کی تصدیق و توثیق پر محدثین و علماء سیر کی عبرت ہو چکی ہے۔ پھر ان واقعات کو اپنے خاص اچھوتے انداز میں لفظی لہجہ سے لکھا ہے۔ (۶۲)

## مولانا عبدالقادر مصباحی \_\_\_\_\_ ”بادۂ حجاز“

یہ مولانا عبدالقادر مصباحی کی ایمان افروز نعمتوں منقبتوں اور حمد و سلام کا روح پرور مجموعہ ہے جو شعر و ادب خصوصاً نعتِ رسول سے تعلق رکھنے والوں کے لیے پیش قیمت تحفہ ہے مولانا کی نعتوں اور منقبتوں اور حمد و سلام کا دوسرا مقبول مجموعہ ”جمیل الشیم“ ہے۔ نعتِ رسول پر مبنی دیگر شعراء کی تصانیف میں ”عرب کا چاند ایک تاریک غار میں“ حضرت مولائی شعیب احمد ندرت ”گلشنِ سیرت“ ضیاء الدین احمد امانی ”نعتِ حضور“ جناب بہزاد لکھنوی ”حشام الاسلام“ سید عبدالرزاق حسنی رائے بریلوی ”نظم الدار“ سید علیم اللہ حسینی جالندھری ”گوھر مخزون“ سید عبدالرزاق رائے بریلوی ”بہارِ خلد“ مولوی کفایت اللہ مراد آبادی ”نسیمِ جنت“ مولانا کفایت اللہ مراد آبادی ”ارمغانِ نعت“ ضیاء الدین اصلاحی ”زمزمہ حق“ عبدالحمید منظر بستوی قابل ذکر ہیں۔



## باب نہم

### غیر منقوط سیرت نگاری

سیرت طیبہ ایک وسیع موضوع ہے جس کو مختلف ادوار میں مختلف ادیب و شاعر نے مختلف انداز میں مختلف اسلوب میں بیان فرما کر اپنی انفرادیت کا لوہا منوایا ہے۔ کسی سیرت نگار نے قافیہ بند نثر استعمال کی ہے تو کسی نے سیرت کو منظوم پیرائے میں بیان کیا ہے اور کسی نے دوسری ادبی صنف کا استعمال کر کے اپنی تحریروں میں انفرادیت و جاذبیت پیدا کرنے کی سعی جمیل کی ہے۔

اردو ادب میں بھی ادبی صنعتوں کے کامیاب کوششیں کی گئی ہیں خصوصیت کے ساتھ اردو شاعری کا دامن ایسی بی شمار صنعتوں سے بکھرا پڑا ہے مثلاً صنف حذف: نثر یا نظم میں کسی حرف کے لانے کا التزام کرنا، صنف قطال: عبارت یا مصرعہ یا پوری غزل میں ایک حرف بے نقطہ اور ایک حرف نقطہ دار الگ ترتیب واقع ہو۔ صنعت فوقانیہ: عبارت یا نظم میں قدر عام حروف اوپری نقطہ دار ہوں۔ اسی قسم سے صفت منقوطہ اور صنف عاطلہ یا غیر منقوطہ بھی ہیں۔ غیر منقوطہ یعنی ایسی عبارت یا نظم جس میں منقوط حروف نہ ہوں۔ اس سلسلے کی پہلی سعی فارسی میں ابوالفیضی نے ”سواطع الالہام“ کے نام سے قرآن کی تفسیر بیان کی تھی۔ اردو میں بھی کئی شعراء نے صفت غیر منقوطہ کو اپنایا ہے جن میں میر انیس، مرزا سلامت علی دبیر اور انشاء اللہ خاں انشاء قابل ذکر ہیں۔

## مولانا محمد ولی رازی \_\_\_\_\_ ”ہادی عالم“

مولانا محمد ولی رازی کا تعلق علمی و مذہبی خاندان سے ہے۔ ان کے والد بزرگ وار مولانا محمد شفیع حکیم الامت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی کے مخصوص خلفاء میں سے تھے۔ مولانا محمد ولی رازی نے مذہبی تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ کراچی یونیورسٹی سے اسلامی علوم میں ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔ زیر نظر تصنیف ”ہادی عالم“ مولانا رازی کی وہ شاہکار تصنیف ہے جس کی اشاعت نے موصوف کو اردو زبان و ادب نے زندہ جاوید کر دیا۔ یہ ۱۹۸۳ء میں ادارہ علم و حکمت دیوبند سے شائع ہوئی اور اب تک اس کے کئی متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ اس ضخیم کتاب کی ترتیب و ترتین میں مصنف نے سیرت نگاری کے بیشتر لوازمات کو بروئے کار لا کر عجم بدیع کی ایک مشکل ترین صنف کا استعمال کیا ہے۔ اہل اردو اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ عربی زبان کے مقابلے میں اردو زبان قواعد تراکیب اور ذخیرہ الفاظ کے اعتبار کتنی غریب زبان ہے۔ اردو کی اسی تنگ دامنی کے باوجود اس میں سیرت طیبہ پر ایسی کتاب تصنیف کرنا مصنف کا کارنامہ ہے۔

زیر مطالعہ کتاب ادارے علم و حکمت دیوبند نے چوتھی بار (اشاعت چہارم) ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ مطابق جنوری ۱۹۸۶ء میں شائع کیا۔ ہادی عالم اپنی انفرادیت میں ایک

شاہکار تصنیف ہے۔ جو پونے دو سو عنوانات پر مشتمل ہے۔ علاوہ ازیں بیشتر لوازمات سیرت نگاری سے متصف ہوتے ہوئے اپنے طرز کی ندرت و جدت کی حیثیت سے اردو زبان کے خزانہ ادب کے لیے ایک حسین اور نادر سرمایہ ہے۔ اس کتاب کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ ابتداء سے آخر تک جس قدر مضامین ضبط تحریر میں آئے ہیں۔ ان کے کسی حرف پر بھی نقطہ نہیں ہے۔ یعنی پوری تصنیف صنعت غیر منقوط سے مرصع و مزین ہے۔ باوجود اس کے کسی جملہ یا عبارت یا بیان کے تسلسل یا تفہیم میں یا واقعات کی تفصیل میں غرض کہ کسی بھی مقام پر کوئی ابہام یا خلش نہیں ہے۔

مولانا ڈاکٹر عبدالحی اس تصنیف کے بارے میں رقم طراز ہیں:

”قاہرین علم و ادب و نکتہ سخاں فکر و نظر جب اس کتاب کا مطالعہ کریں گے تو ان کو جس طرح ادب اردو کی وسعت و جامعیت پر تعجب ہوگا، اسی طرح ادب اردو پر مصنف کے عبورِ کامل اور اسلوب نگارش کی جدت پر بھی حیرت ہوگی۔“ (۶۳)

مصنف نے صحت واقعات کا پورا خیال رکھا ہے معمولی چیز کو بھی بغیر چھان بین کے اپنی کتاب میں شامل نہیں کیا ہے۔ انھوں نے جا بجا حواشی کے ذریعہ مبہم شاذ و نادر مقامات کو سہل اور قابل فہم بنا دیا ہے جس کی بدولت یہ تصنیف ہر خاص و عام کے لیے مفید و مستند ہوگئی ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر سید عبداللہ صدر شعبہ اردو، دائرہ معارف اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی لاہور رقم طراز ہیں:

”مصنف نے واقعات کی صحت کا پورا اہتمام کیا ہے اور اس بات کا خیال رکھا ہے کہ معمولی سے معمولی جز کی بھی تحقیق اور صداقت واقعہ کے خلاف نہ ہونے پائے۔ اس نگار خانہ عجائب پر محمد ولی رازی جملہ اہل علم کی مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انھوں نے جہاں حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے واقعات زندگی رواں اور عام فہم زبان میں پیش کرنے کا اہتمام کیا ہے، وہاں علم بدیع کی ایک مشکل صفت (غیر منقوط) کو مکمل طور سے بامعنی عبارتوں میں استعمال کر کے جانفشانی کا ایک ایسا نادر نمونہ پیش کیا ہے جسے اردو

زبان کے ذخیرے میں ایک بیش بہا اضافہ قرار دیا جاسکتا ہے۔“ (۶۴)

کئی فن کار و تخلیق کار سیرتِ طیبہ کے میدان میں مختلف زبانوں میں اپنی انفرادیت اور اپنی فن کارانہ صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنے نذرانہ عقیدت کے ذریعے اس ذرخیز میدان کے حسن و جمال میں نباتی لحاظ سے گل و سترن کا مقابلہ کیا ہے تو دوسری طرف حسنِ یوسف کی مثال قائم کی ہے اور سنگِ لائخ اصناف کی وادیوں میں یدِ بیضا اور دمِ عیسیٰ کا سہارا لیتے ہوئے اپنی جولانیوں کو ثابت کیا۔ چنانچے جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی رقم طراز ہیں:

”کسی نے پوری سیرتِ طیبہ گو شعر و نظم کے پیرائے میں بیان کیا ہے۔ کسی نے اس کے لیے قافیہ بند نثر استعمال کی ہے۔ کسی نے اسے دوسری ادبی صنعتوں سے سجا کر بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہاں تک کہ عربی کے متعدد علماء اور شعراء نے تو سیرتِ طیبہ گو ایسے قصیدوں میں نظم کیا ہے جن کا ہر شعر ایک نئی ادبی صنعت پر مشتمل ہے۔ ان میں صفی الدین الحکلی (متوفی ۵۰۷ھ)، ابن جابر اندلسی (ولادت ۶۹۸ھ)، شرف الدین سعدی (متوفی ۸۰۷ھ) اور زین الدین آثاری (متوفی ۸۲۸ھ) بطور خاص مشہور ہیں۔۔۔ احقر کے برادرِ معظم جناب محمد ولی رازی صاحب۔۔۔ ان کے دل میں یہ داعیہ بڑی قوت کے ساتھ پیدا ہوا کہ وہ سرکارِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ غیر منقوٹ نثر میں تحریر فرمائیں اور انھوں نے اس مشکل کام کا بیڑہ اٹھالیا۔“ (۶۵)

محمد ولی رازی نے اس تصنیف میں احتیاط سے کام لیتے ہوئے واقعات کے بیان مکالموں کی نقل اور آیات و احادیث کے افہام و تفہیم میں اپنی جانب سے کوئی کسر باقی نہیں رکھی۔ متعدد مقامات پر عربی عبارتوں کے جو ترجمے کیے ہیں وہ تقریباً من و عن ہیں یہ ایک مکمل سیرتِ رسولؐ ہے جس میں تمام پر سیرت کے واقعات ہی کا بیان ہے۔ دورانِ تحریر سیرت کے متعلق ایسی جزوی تفصیلات تک بیان کی گئی ہیں جن سے مختصر سیرت نگاران بلکہ متوسط سیرت نگاران کی تصانیف بھی خالی ہیں۔

تمام مذکورہ واقعات مستند کتابوں سے لیے گئے ہیں اور متعدد مقامات پر ان کے مراجع بھی حاشیے پر مذکور ہیں۔ بعض جگہوں پر غیر منقوط الفاظ کی بناء پر عبارت میں گنجلک یا اشارات کا استعمال ناگزیر تھا تو ایسے مقامات پر ان اشارات کی تشریح کے لیے حواشی استعمال کیے گئے ہیں۔

بہر کیف یہ ایک گراں قدر تصنیف ہے اور اردو زبان و ادب کے لیے تو ایک ایسا شہ پارہ ہے جس پر اردو زبان کو یقیناً ناز ہوگا۔  
اس تصنیف کے بارے میں خود مصنف کے تاثرات لائق تحسین ہیں۔ چنانچہ وہ رقم طراز ہیں:

”ہادی عالم“ کی اردو سہل ہی لکھی گئی مگر گاہ گاہ اس طرح کے کلمے آگئے کہ اہل مطالعہ کے لیے گراں ہوں گے۔ اس لیے وہ کمی اس طرح دور کی گئی کہ اس طرح کے محال کلموں، اسماء اور احوال کی اصل مراد اک حصہ الگ کر کے لکھ دی گئی اور سر کلمہ اعداد لکھے گئے کہ ہر عدد کے واسطے سے اس کلمہ کی اصل مراد معلوم ہو۔۔۔ ہادی عالم دو طرح سے اہم ہے۔ اول اس لیے کہ اس کو ”اردوئے محرا“ کا وہ کمال حاصل ہے کہ اردو کا ہر رسالہ اس کمال سے محروم رہا۔ دوسرے اس لیے کہ اس کے سارے احوال اور مسطورہ امور علمی طور سے محکم کر کے لکھے گئے اس طرح ہادی عالم موٹے موٹے اور محال الحصول علمی وسائل کا اک عمدہ ما حاصل ہوگا۔“ (۶۶)

اس کتاب کی ابتداء محمد ولی رازی نے ایک نعت بعنوان ”مدیح رسول“ سے کی ہے جس کا پہلا شعر ہے:

ہر دم دروید سردیر عالم کہا کروں

ہر لمحہ مجبور وے مکرم رہا کروں

اس نعت کے آخری شعر میں ولی اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ:



اردو کو اک رسالہ الہام دوں وئی  
 لوگوں کو دورِ ہادی عالم عطا کروں  
 اس تصنیف کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ جس کے تحت ۱۷۴ ذیلی سرخیاں  
 ہیں۔ جس کی تفصیل یوں ہے۔

## حصہ اول

رسول اللہؐ کی عمر کا دور اول

مکہ مکرمہ اور اردگرد کا ماحول

رسول اللہؐ کے گھر والے

رسول اللہؐ کے دادا

اک حاکمِ مردود کا حملہ

مولودِ مسعود

رسولِ اکرمؐ کے اسمائے گرامی

رسولِ اکرمؐ کی دائی ماں

ملائک کی آمد

والدہ مکرمہ کا وصال

رسول اللہؐ کے دادا کا وصال

عم سردار کے مالی احوال

اک عالمِ وحی کی اطلاع

رسول اللہؐ کی عروسِ مکرمہ

رسولِ اکرمؐ کی اولاد

اہلِ مکہ کا حکم

رسول اکرمؐ کا دورِ اربعہ  
رسول اللہؐ کی دعا گاہ  
ولدِ عمر سے مکالمہ

حصہ دوم

رسول اکرمؐ کا مکی دور

وحیِ اولیٰ کی آمد

وہ لوگ کہ اول اسلام لائے

رسول اللہؐ کا دورِ یملا

کھلم کھلا اہل اسلام کا حکم

اہل اسلام کا دورِ آلام

اک مملوکہ صالحہ کا معاملہ

عجم سردار کا حوصلہ

عجم سردار سے اہل مکہ کا مکالمہ

عجم سردار سے دوسرا مکالمہ

اس سال کا موسمِ احرام

عجم رسولؐ و والدِ غمارہ کا اسلام

اک نئی سردار سے رسول اللہؐ کا مکالمہ

اہلِ اہلِ علماء سے اہلِ مکہ کے سوال

ماہِ کامل کے دو بکڑے

اہلِ اسلام کا پہلا سفر

رحلہ دوم

حاکمِ اصحمتہ کا عمدہ سلوک  
 ہمدِ رسولِ عمر کا اسلام  
 اہلِ مکہ کا معاہدہ عدمِ سلوک  
 ہمدِ رسولِ دوسی کا اسلام  
 مصارعہ رسول  
 صدیوں کا سال  
 رسولِ اللہ سے اہلِ کہسار کا سلوک  
 احوالِ اسراء  
 وادیِ اُحد کے لوگوں کا اسلام  
 رسولِ اللہ کے مددگاروں کا عہد  
 اہلِ اسلام کو وداعِ مکہ کا حکم  
 اہلِ مکہ کی کارروائی  
 رسولِ اکرم کو وداعِ مکہ کا حکم  
 ہمدِ مکرم کی حوصلہ دہری  
 راہ کے مراحل  
 اک صدائے لامعلوم  
 اک گھوڑے سوار کا معاملہ  
 اسلمی سہمی کا اسلام  
 حصۃ السوم  
 اعلائیۃ السلام کا دور  
 رسولِ اللہ کی آمد آمد  
 اللہ کے گھر کی معماری

اسلامی سال کا سلسلہ  
 رسول اکرم کی معمورہ رسول آمد  
 رسول اکرم کا گھر  
 معمورہ رسول کے لوگ  
 اسرائیلی علماء کی آمد  
 حرم رسول کی معماری  
 ہمدموں سے عمدہ سلوک کا معاہدہ  
 رسول اکرم کا وہاں کے لوگوں سے معاہدہ  
 مکاروں کا گروہ  
 اس سال کے دوسرے احوال  
 اک اہم حکم الہی  
 کردار و عمل کی اول درس گاہ  
 ماہِ صوم کے احکام  
 مکاروں کے گروہ کی اک کارروائی  
 اسلام کے لیے لڑائی کا حکم  
 اسلام کی مہموں اور معرکوں کا سلسلہ  
 معرکہ اول کے اعلام  
 اسلام کا معرکہ اول  
 آرام گاہ رسول  
 رسول اکرم کی دعا  
 اہل اسلام کی مدد کے لیے ملائکہ کی آمد  
 معرکہ اول کی گہما گہمی

معرکہ عام  
”محروم علم“ عمرو کی ہلاکی  
محصوروں سے رسول اللہ کا سلوک  
مال رہائی کی وصولی کی رائے  
اس سال کے دوسرے احوال  
معرکہ الکرد

اک عدوئے رسول کی ہلاکی  
اسرائیلی گروہ سے معرکہ اسلام  
اہل مکہ کی اک اور کارروائی  
معرکہ احد

عم غرامی کا مراسلہ  
رسول اللہ اور مسلمانوں کی رائے  
اسلامی علم

مکاروں کی اک اور کارروائی  
خسام رسول

معرکہ عام سے اول کے احوال  
والد عامر کی اک مکروہ سعی  
سرداروں کی الگ الگ لڑائی  
معرکہ عام

عم اسد اللہ کی دلاوری اور روصال  
گھائی والوں کی حکم عدوی  
علمدار اسلام کا وصال

رسول اللہ کو گھاؤ کا صدمہ  
 رسول اکرم کے لیے گمراہوں کا حملہ  
 رسول اللہ کی اک دلدادہ کا حال  
 معرکہ حمراء الاسد  
 سال سوم کے دوسرے احوال  
 والد سلمہ کی مہم  
 اک عدو اللہ کی ہلاکی  
 عصائے رسول کی عطا  
 گمراہوں کا ایک اور دھوکہ  
 ولد عمر و الساعدی کی مہم  
 دوسرے اسرائیلی گروہ سے معرکہ  
 اسرائیلی گروہ کا محاصرہ  
 رسول اللہ کا اک اور معرکہ  
 معرکہ مموعد  
 معرکہ دومہ  
 گمراہوں سے اک اور معرکہ  
 اک مملوکہ سے رسول اللہ کی عروسی  
 اک ہمد اور اک مددگار کی لڑائی  
 عروس مطہرہ کے لیے اک مکروہ کارروائی  
 کلام الہی کا ورود  
 معرکہ سلح  
 اسرائیلی گروہ سے معرکہ

اسرائیلی گروہ کا مال  
 مددگار رسول سعد کا وصال  
 محمد ولدِ مسلمہ کی مہم  
 علی کرم اللہ کی مہم  
 معاہدہ صلح  
 رسول اللہ کے آگے اہل اسلام کا عہد  
 معاہدہ صلح کے طے کردہ امور  
 معاہدہ صلح کا ردِ عمل  
 معاہدہ صلح اسلام کی کامگاری ہے  
 مکہ مکرمہ کے محصور مسلموں کا حال  
 ملوک عالم کو رسول اللہ کے مراسلے  
 حاکم روم کے لیے رسول اللہ کا مراسلہ  
 کسریٰ کے لیے رسول اللہ کا مراسلہ  
 حاکم اصفہ کے لیے رسول اللہ کا مراسلہ  
 حاکم مصر کے لیے رسول اللہ کا مراسلہ  
 ولید ساویئی کے لیے رسول اللہ کا مراسلہ  
 اک ہمسائے ملک کے حاکم کو آں مکرم کا مراسلہ  
 اسرائیلی گروہ سے معرکہ اسلام  
 اہل اسلام کے حملے  
 حصارِ سلام کا محاصرہ  
 اسود راعی کا اسلام  
 اصفہ کے ملک سے اہل اسلام کی آمد

طعامِ سمِ آلود  
 اس معرکے کے محاصل  
 رسولِ اکرمؐ کا عمرہ اول  
 مکے کے دوسرے داروں کا اسلام  
 اہلِ روم سے معرکہِ اسلام  
 سالانہ اسلام کی حوصلہ دہری  
 سلاسل کی مہم  
 ساحلی گروہ کی اک مہم  
 معرکہِ مکہ مکرمہ  
 اہلِ مکہ کا ملال  
 رحلہِ مکہ مکرمہ  
 سردارِ مکہ کا اسلام  
 رسولِ اکرمؐ کی مکہ مکرمہ آمد  
 مکے کے سرکردہ لوگوں کا اسلام  
 معرکہِ وادیِ واوٹاس  
 اہلِ کہسار کا محاصرہ  
 اولادِ سعد کے گروہ کی آمد  
 عروہ و لید مسعود کا اسلام  
 اس سال کے دوسرے احوال  
 معرکہِ عسره  
 حاکمِ دومہ کا حال  
 متکاروں کا گڑھ



اہلی کہسار کا اسلام  
امصار و ممالک کے گروہوں کی آمد  
اس سال کا موسم احرام  
رسول اللہ کا رحلہ و دواع  
رسول اللہ کا اصولی اور اساسی کلام  
رسول اللہ کا سال و دواع  
رسول اللہ کا وصال مسعود  
رسول اللہ کے وداعی لمحے  
اہلی مطالعہ سے  
اس رسالے کے علمی وسائل

## باب دہم

### مترجم سیرت نگارانِ رسولؐ

علامہ حافظ جلال الدین سیوطی \_\_\_\_\_ ”الخصائص الکبریٰ“

آپ کا نام عبدالرحمن ہے آپ کی پیدائش دریائے نیل کے مغربی کنارے پر واقع ایک قبضہ سیوط میں یکم رجب ۸۳۹ھ میں ہوئی آپ مفسر تھے اور محدث بھی ایک بالغ نظر فقیہ بھی تھے اور مورخ بھی آپ کثر التصانیف عالم تھے آپ کی اولین تصنیف ”شرح استغاذہ بسم اللہ“ ہے۔ آپ کو سادات علوم پر عبور حاصل تھا یعنی تفسیر، حدیث، فقہ، نحو، معانی، بیان اور بدیع میں دسترس حاصل کی۔ آپ نویں صدی ہجری میں سیرت النبیؐ پر قلم اٹھایا اور ”الخصائص الکبریٰ“ تالیف فرمائی۔ عربی دنیا میں اس کتاب کے کافی چرچے ہیں اس لیے اعتقاد پبلشنگ ہاؤس نئی دہلی نے اس کا اردو ترجمہ اسی نام سے ۱۹۸۸ء میں شائع کیا حکیم غلام معین الدین نعیمی اس کتاب کے مترجم ہیں۔ انھوں نے عربی و فارسی کے متعدد مشہور کتابوں کو اردو میں منتقل کیا ہے۔ سیوطی نے ایک ہزار سے زیادہ خصائص

بنی الوری صلعم کو بیان کیا ہے اور ہر اعجاز کی صراحت اور ثبوت کے لیے احادیث نبوی کے عظیم الشان ذخیرہ سے تلاش و جستجو کے بعد جس قدر بھی اپنے عنوان کے تحت احادیث دستیاب ہو سکتی تھیں جمع کر دیا ہے۔

الخصائص الکبریٰ : دو جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔ جلد اول میں مصنف نے معجزات نبوی کا احاطہ کیا ہے۔ دوسری جلد جس میں آپ کی حیات مقدسہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے اور مصنف ان واقعات کے حوالے سے معجزات نبوی کو بھی پیش نظر رکھا ہے۔

اس عربی کتاب کو حکیم غلام معین الدین نعیمی نے اردو میں منتقل کر کے ایک اہم ادبی رول ادا کیا ہے۔ اس مسودے کی اصلاح شمس بریلوی نے کی ہے لیکن شمس بریلوی اس ترجمے سے مطمئن نہیں کیوں کہ ہر زبان کی اپنی انفرادیت ہوتی ہے اس زبان کے پورے مزاج کو دوسری زبان میں منتقل کرنا کوئی آسان کام نہیں تاہم حکیم غلام معین الدین نعیمی کی یہ ایک کامیاب کوشش ہے۔

## محمد حسین ہیکل \_\_\_\_\_ ”حیاتِ محمد“

عربی دنیا کے ایک معروف ادیب ہیں جن کا تعلق مصر سے ہے۔ انھوں نے پہلے مصر میں پھر پیرس میں تعلیم حاصل کی۔ خصوصیت سے سیرت نبوی اور سوانح صحابہ کرام کا مطالعہ کیا۔ نیز فن تاریخ نگاری کو جدید طرز سے آشنا کیا۔ ان کی پانچ کتابیں منظر عام پر آئیں ان عربی کتابوں کے ترجمے انگریزی زبان میں ہوئے جن پانچ عربی کتابوں کا انگریزی زبان میں ترجمہ ہوا وہ حسب ذیل ہیں۔

1. The life of Mohammed
2. The Islamic Revolution

### 3. The life of Abubakar

### 4. The life of Umar Al Farooq

### 5. Home of Revolution

مندرجہ بالا کتابوں کا انگریزی ترجمہ انگریزی ادب کے مشہور ادیب اسماعیل راغی الفارق نے کیا ہے۔

**حیاتِ محمد :** سر دست محمد حسین ہیکل کی تصنیف ”حیاتِ محمد“ پر اظہارِ خیال مقصود ہے۔ اگرچہ کہ یہ تصنیف عربی زبان میں ہے لیکن اردو ترجمے کے بعد گویا وہ اردو ادب کا ہی سرمایہ بن گئی ہے۔ اس کا اردو ترجمہ مولانا ابوبکری خان نوشہری نے اس خاص اسلوب میں کیا ہے جس کی پختگی فن ترجمہ میں انھیں ایک بلند پایہ مقام عطا کرتی ہے۔ مترجم نے عربی اسالیب کی بلاغت پوری صحت کے ساتھ ترجمہ میں منتقل کی ہے۔ ابوبکری خان نے یہ ترجمہ ۱۹۵۵ء میں کر کے لاہور سے شائع کیا اور ہندوستان میں اس کا پہلا ایڈیشن تاج کمپنی دہلی نے ۱۹۸۸ء میں شائع کیا تھا۔ یہی نسخہ زیر مطالعہ ہے ”حیاتِ محمد“ کا آغاز مصنف کے مقدمہ طبع اول اور مقدمہ طبع ثانی سے ہوتا ہے۔ اس میں محمد حسین ہیکل نے اسلام اور مسیحیت کا موازنہ کیا ہے اور یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ عیسائی علماء اسلام اور بانی اسلام کو کس طرح بدنام کیا ہے۔

مقدموں کے بعد اصل کتاب کا آغاز پہلا شمارہ ”ملک عرب قبل از اسلام“ سے ہوتا ہے اس کے بعد دوسرا شمارہ میں مکہ معظمہ، کعبۃ اللہ اور قوم قریش کی تاریخ بیان کی گئی ہے۔ اس باب میں مختلف پینمبروں کے ذکر کے ساتھ نبی کے شجرہ تک کا حال بیان کیا گیا ہے۔ تیسرا شمارہ عہد ولادت اور طفولیت کا احاطہ کرتا ہے، چوتھا شمارہ میں متاہل زندگی سے لے کر ابتدائے بعثت تک کے حالات قلم بند کیے ہیں، شمارہ پانچ کا عنوان ”از بعثت تا بہ اسلام عمر“ ہے۔ شمارہ چھ کے تحت ”واقعہ غرانیق“ کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ شمارہ سات کی ساری بحث قریش کی ایذا رسانیوں کی تاریخ پیش کرتی ہے۔ شمارہ آٹھ کی

بحث میں مصنف نے شعب ابی طالب کے معاہدے کے ٹوٹنے سے لے کر اسرا تک کے واقعات کا احاطہ کیا ہے۔ شماره نو میں بیعت عقبہ کی تفصیلات آئی ہیں۔ شماره دس تک آپؐ کی ولادت باسعادت سے لے کر ہجرت تک کے تمام اہم واقعات تاریخی تسلسل کے ساتھ بیان کرنے کے بعد مصنف نے گیارہویں سے تیسویں شمارے تک آپؐ کی مدنی زندگی کو موضوع بحث بنایا ہے۔ شماره بارہ میں ”سرائیا اور ابتدائی جھڑپیں“ سے متعلق معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ شماره تیرا میں غزوہ بدر کی تمام تر تفصیلات آئی ہیں۔ چودھویں شمارے کا عنوان ”بدر اور احد کا درمیانی وقفہ ہے“ پندرہ اور سولہ شمارے میں غزوہ احد پر روشنی ڈالی ہے۔ سترویں شماره تذکرہ ازواج مطہرات کے لیے مختص ہے۔ شماره اٹھارہ جنگ خندق اور بنو قریظہ کی کارستانی پر روشنی ڈالتی ہے۔ انیسویں شمارے میں مصنف نے بنو قریظہ کے استحصال سے لے کر صلح حدیبیہ تک کے تمام واقعات کا احاطہ کیا ہے۔ آخر میں ”شرائط صلح“ کے تحت تاریخی صلح نامے کے تمام نکات پر روشنی ڈالی ہے۔ شماره اکیس میں شراب کی حرمت اور غزوہ خیبر سے لے غزوہ القضاء تک کے واقعات کی تفصیل آئی ہے۔ بائیسویں شمارے میں عمرہ القضاء سے لے کر خالد بن ولید کے اسلام لانے تک کے واقعات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ شماره تیسویں میں غزوہ موتہ اور غزوہ سلاسل کا جائزہ لیا گیا ہے۔ شماره چوبیس میں فتح مکہ بھی سیرت نبویؐ کا اہم موضوع ہے۔ شماره پچیس غزوہ ہوازن و طائف کے لیے مخصوص کی گئی ہے شماره چھبیس ”مراجعت مدینہ“ کے عنوان سے مخصوص ہے۔ شماره ستائیس غزوہ تبوک اور وفات سیدنا ابراہیمؑ کا احاطہ کرتی ہے۔ شماره اٹھائیس میں مصنف نے ان وفود کا ذکر کیا ہے جنہوں نے غزوہ تبوک کے بعد اسلام قبول کیا تھا۔ شماره اسیس میں عرب کے اہل کتاب سے لے کر خطبہ حجۃ الوداع تک کے تمام واقعات درج کیے گئے ہیں۔ شماره تیس از علالت تا بدارتجال کا احاطہ کرتی ہے۔

”تکمیلہ“ کے عنوان کے تحت آپ کے وہاں کے بعد کے حالات زیر بحث آئے ہیں اور کتاب کے آخر میں محمد حسین بیگل نے ”اسلامی تمدن، قرآنی نقطہ نظر سے اور اسلامی تمدن اور مستشرقین“ کے عنوان سے آپ نے دنیا کے لیے جو تمدن چھوڑا اس کی خصوصیات بیان کی ہیں۔

## مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی — ”شواهد النبوت“

نویں صدی ہجری کے نامور عالم اور برگزیدہ صوفیوں میں ان کا شمار ہوتا ہے۔  
 فارسی ادب میں شاعری کے حوالے سے جامی ایک جلیل القدر شاعر کی حیثیت سے اپنا لوہا  
 منوا چکے ہیں۔ جامی ضلع جام کے قصبہ خربورد میں ۲۳ شعبان ۸۱۷ھ مطابق ۷ نومبر ۱۴۱۳ء  
 کو پیدا ہوئے اور ہرات میں ۸ محرم ۸۹۸ھ مطابق ۹ نومبر ۱۴۹۲ء میں وفات پائی۔  
 جامی کے ادبی نگارشات کی ایک طویل فہرست ہے مولانا کی بیشتر تخلیقات اگرچہ  
 نثر میں ہیں لیکن موصوف کو شہرت ان کی شاعری سے حاصل ہوئی۔ ان میں ”ہفت اورنگ“  
 (سات مثنویوں کا مجموعہ) اور غزلیات کے تین مجموعے شامل ہیں۔

**شواہد النبوت :** زیر نظر کتاب ”شواہد النبوت“ مولانا جامی کی شاہکار  
 تصنیف ہے شواہد النبوت فارسی نثر کا ایک حسین مرقع ہے۔ جو اپنی ساوگی، تسلسل بیان  
 اور فصاحت و بلاغت میں ایک یاوگار کی حیثیت رکھتی ہے۔ جامی اپنے دوست خاص امیر  
 علی شیروانی کی درخواست پر اس کتاب کی تصنیف کی چنانچہ ۸۸۵ھ میں مولانا جامی نے

یہ کتاب مکمل کرنی۔ اس کی مادہ تاریخ بھی نکالی۔

در آں وقت اتمام آں دست داد

کہ ”تمتہ“ (۸۸۵ھ) بود تاریخ سال!!

اس کا فارسی ایڈیشن آج سے ۷۰ سال پہلے مطبع نول کشور نامی لکھنؤ نے طبع کروایا۔ اس کتاب کی افادیت کے پیش نظر جناب بشیر حسین ناظم نے اسے اردو لباس میں جلوہ گر کر دیا اور محل پبلی کیشنز دہلی نے ۱۹۸۹ء کو شائع کیا۔

اس کی ترتیب میں ایک مقدمہ سات ارکان اور خاتمہ شامل ہے مقدمے سے پہلے آغاز میں خدا کی حمد و ثناء بیان کی ہے مقدمے میں مصنف نے نبی اور رسول کے معنی اور ان کے متعلقات پر روشنی ڈالی ہے۔

”شواہد النبوت“ فارسی ادب کی ایک شہر آفاق تصنیف ہے اس کا ترجمہ عربی میں بھی ہو چکا ہے جناب بشیر حسین ناظم کو کئی زبانوں پر قدرت حاصل ہے یہی وجہ ہے کہ کتاب ہذا کا ایک ایسا ترجمہ پیش کیا جس پر طبع زاد ہونے کا گمان ہوتا ہے۔



## احمد علی بن سید محمد علی الواعظ \_\_\_\_\_ ”شوکت الاسلام“

محمد بن عمر بن واقد الواقدی (۱۳۰-۲۰۷) کی عربی کتاب ”المغازی“ کا ترجمہ فارسی نظم میں مرزا محمد خاں آشوب تورانی نے ”صولت فاروقی“ کے نام سے کیا اس کی تکمیل احمد علی بن سید محمد علی الواعظ الراجپوری نے کیا پھر اس کا اردو ترجمہ بنام ”شوکت الاسلام“ کیا اور مطبع نظامی کانپور سے شائع کیا۔ کتاب تین ابواب پر مشتمل ہے۔ (۱) معارک الامود مع الاعداء الحسود، نبی کریم کے غزوات اور اہل روم کے ساتھ کے جنگ کے اصول، (۲) نصب الاعلام فی فتوحات الشام۔ شام کی فتوحات کا تذکرہ، (۳) ترتیب اوراق فی فتوح المعسر والعراق عجم وعراق کی فتوحات۔

## امام یوسف بن اسماعیل بنہائی \_\_\_\_\_ ”انوار محمدیہ“

مصنف امام یوسف بن اسماعیل بنہائی (۱۲۶۵-۱۳۵۰) ترجمہ پروفیسر غلام ربانی

عزیز ایم۔ اے رحمت للعالمین کی سیرت مقدسہ پر کثیر التعداد کتابیں لکھی جا چکی ہیں لیکن اتنی جامع اور محققانہ کوئی نہیں ہے۔ بلاشبہ موصوف نے امت مسلمہ کو ایک عظیم تحفہ دیا۔ سہل و سلیس زبان میں ترجمہ کر کے عوام و خواص کو مستفیض ہونے کا موقع دیا (۶۳)۔ شیخ یوسف بہائی کی ایک اور کتاب ”شماکل الرسول“ کے نام سے جس کا ترجمہ ”وسائل الوصول“ کے نام محمد میاں صدیقی نے کیا ہے اور مکتبہ الحسنات دہلی نے ۱۹۸۱ء میں شائع کیا ہے۔

### محمد حسین ہیکل \_\_\_\_\_ ”زندگانی محمد“

مصر کے ممتاز صاحبِ قلم محمد حسین ہیکل نے عربی میں سیرۃ النبیؐ پر ایک کتاب لکھی۔ ایران میں اس کا فارسی میں ترجمہ ہوا۔ اسی فارسی ترجمہ سے محمد حسین عرشی نے اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ مستشرقین کی تحقیقات کو قابلِ اعتناء نہیں سمجھا گیا ہے۔ (۶۵)

### شاہ ولی اللہ محدث دہلوی \_\_\_\_\_ ”سرور الخزون“

ترجمہ حافظ ابراہیم علی خاں سرور الخزون شاہ ولی اللہ دہلوی کی فارسی تصنیف ہے جس کا اردو ترجمہ حافظ ابراہیم نے قرۃ العیون شرح سرور الخزون کے نام سے کیا ہے۔ اصل کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے ابتداء میں شاہ صاحب کی مختصر سوانح عمری پھر ان کی تصنیفات کا مختصر تعارف اور مقدمہ کے آخر میں مترجم نے یہ اشعار لکھے ہیں

جو یہ نسخہ تالیف میں نے کیا  
نہیں اس سے ہے مدعا نہ پریا  
مگر یہ کہ ہو اس سے نفع عباد  
مجھے بھی دعا میں کریں لوگ یاد

یہ کتاب فقہی انداز میں لکھی گئی ہے اور جگہ جگہ قرآنی آیات سے واقعات قلمبند کیے ہیں۔ فارسی متن بھی مذکور ہے۔

## مولانا صفی الرحمن مبارکپوری \_\_\_\_\_ ”الرحیق المختوم“

صفی الرحمن بن عبداللہ علمائے مبارکپور کے معروف علمی خانوادے سے تعلق رکھتے ہیں جس کی علمی بالخصوص محدثانہ خدمات کو عرب و عجم میں عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ آپ ۱۹۳۲ء میں حسین آباد میں پیدا ہوئے مقامی مختلف مدارس میں تعلیم پائی اور فیض عام منو سے سند فراغت حاصل کی، مختلف اداروں میں تدریسی خدمات انجام دی جامعہ سلفیہ کے اردو مجلہ ”محدث“ کے ایڈیٹر رہے اور آج کل مدینہ منورہ میں مرکز السنۃ سے منسلک ہیں۔

الرحیق المختوم : سیرت کی کتابوں میں ایسے ہی نمایاں ہے جیسے ظلمت شب میں چاند تارو کی ضوفشانی واقعات کے انتخاب، مواد کی فراہمی اور ترتیب، اسلوب نگارش کی چاشنی، زبان پر قدرت، روزمرہ اور محاورہ پر گرفت اور صحیح مصادر و مراجع تک رسائی نے اس کتاب کی علمی اور تحقیقی حیثیت کو نمایاں کیا ہے۔ اس لحاظ سے یہ بات بلا خوف

تردید کہی جاسکتی ہے کہ کتاب حالات واقعات کی درستی اور تحقیق کے اعتبار سے سیرت کے اہم کتابوں میں سے ایک ہے اور عصر حاضر میں فن سیرت نگاری کا ایک معیاری نمونہ ہے۔ کتاب اصلاً عربی زبان میں لکھی گئی ہے اور اس کو رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کے تحت منعقد ہونے والے بین الاقوامی مقابلہ سیرت نگاری میں پیش کیا گیا۔ سیرت کے ماہرین و مختصین نے اسے پہلے انعام کی مستحق قرار دیا۔ پھر فاضل مصنف نے خود ہی اپنے قلم سے اس کا اردو میں ترجمہ کیا جو ترجمہ کے بجائے مستقلاً ایک طبع زاد تصنیف معلوم ہوتی ہے اس کا اسلوب بیان بار خاطر بن جانے والے طول اور اظہار بیان سے قاصر رہ جانے والے اختصار سے مبرا و پاک ہے۔ سیرت کے گلہائے رنگارنگ میں یہ کتاب گل سرسید کی حیثیت رکھتی ہے اپنی ندرت بیان جدت تحقیق اور کاوش علمی کے لیے ایک خاص امتیاز کی حامل ہے (۶۶)۔

مذکورہ بالا تراجم کے علاوہ ذیل میں کچھ مترجم کتابوں کے نام یہ ہیں۔ حیاة محمد صلعم از استاد محمد حسین ہیکل مصری، مترجم الویکھی امام خان، سیرة النبی (کامل جلد ۲) از ابن ہشام مترجم عبد الجلیل صدیقی ترتیب و اضافہ غلام رسول مہر۔ فصائل نبوی ترجمہ شمائل ترمذی، مترجم زکریا صاحب کاندھلوی رسالت کے سایہ میں۔ مترجم ڈاکٹر مقتدی از ہری، الانصاف فیما قیل فی المولد من الغلو والاحجاف از فضیلۃ الشیخ ابی بکر جابر الجزائری، مترجم سید محمد غیاث الدین مظاہری۔ ہدی الرسول از شیخ الاسلام امام ابن القیم الجوزی مترجم مولانا عبد الرزاق ندوی لیچ آبادی۔ سو بڑے آدمی از سیمول نستین ولیم اے۔ ڈی وٹ۔ مترجم مولانا عبد الحمید سالک، سیرة الرسول عربی، مترجم محمد نور بخش توکلی، زاد المعاد از ابن القیم الجوزی، مترجم سید رئیس احمد جعفری۔ سیرت سید الانبیاء (الوفاء) مترجم محمد اشرف سیالوی حدیث دفاع۔ مترجم میجر جنرل اکبر خاں مدارج النبوة از عبدالحق محدث دہلوی۔ مترجم مفتی غلام معین الدین نعیمی، ترجمہ سیرت حلبیہ، مترجم مولانا محمد اسلم رمزی، مغازی صادقہ، مترجم مولوی بتارت علی اودھی، الدوح الہنون ترجمہ جلاء العیون۔ سید عبدالحسین بارہوی، منہاج النبوة ترجمہ مدارج النبوة: خوبہ عبد الحمید، نور الیقین خضر بیک مترجم مولانا ظہیر الدین رحمانی استاد جامعہ دار السلام عمر آباد۔

## ابن ہشام \_\_\_\_\_ ”سیرت النبی کامل“

ابن ہشام کا پورا نام ابو محمد عبد الملک بن ہشام بن ایوب الحمیری، المعافری ہے ان کا تعلق قبیلہ حمیر کی شاخ معافر سے تھا جو معافرن یا فر سے منسوب تھی۔ یہ لوگ مصر میں سکونت پذیر ہو گئے تھے ابن ہشام کا جائے پیدائش بصرہ ہے لیکن وہ ابتدائی عہد میں بصرہ سے مصر چلے گئے اور اپنی عمر عزیز کا ایک بڑا ہی حصہ وہیں گزارا۔ تاریخ ولادت پر وہ خفا میں ہے۔ تاریخ وفات میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض کے نزدیک ۲۱۳ھ مطابق ۸۲۸ء اور بعض کے نزدیک ۲۱۸ھ مطابق ۲۳۳ء ہے آپ کا مدفن فسطاط میں ہے جس کو عمرو بن العاص فاتح مصر نے بسایا تھا اور یہ حصہ آج کل نواح قاہرہ میں شامل ہے۔

ابن ہشام علم نحو، لغت اور عربیت میں یدِ طولی رکھتے تھے مصر میں امام شافعی سے ملاقات کی تھی سیرت طیبہ کے علاوہ اور بھی تصانیف ان کی طرف منسوب ہیں۔ مثلاً تاریخ سلاطین، حمیر اور کتاب التیجان قابل ذکر ہیں۔

سیرت النبی کامل: اس تصنیف کے ترجمے دنیا کی مختلف زبانوں میں ہوئے  
 مثلاً مولانا شبلی نعمانی نے فارسی ترجمے کا ایک مخطوطہ الہ آباد میں دیکھا تھا جو شیخ سعدی کی  
 عہد میں ابو بکر سعد زنگی کے حکم سے ہوا تھا۔ اس تصنیف کا اردو میں پہلا ترجمہ مولانا محمد انشاء  
 اللہ خان نے مولوی محمد عبدالعلیم ردو لوی کی مدد سے کیا تھا۔ جو تین جلدوں میں شائع ہوا۔  
 اس تصنیف کے ناشر نے خود اس بات کی تصریح کر دی تھی کہ ”ترجمہ میں طوالت کو اختصار  
 سے بدلنے کے ساتھ مواقع بہ مواقع بہ ردے روایت مفید حواشی و تشریحات و اسباب و  
 واقعات پڑھائے گئے۔“ ترجمہ ثانی سید حسین علی حسینی نظامی دہلوی نے کیا جو ۱۹۱۵ء میں  
 شائع ہوا۔ ترجمہ ثالث کی ابتداء حیدرآباد دکن میں ہوئی لیکن وہ مکمل شائع نہ ہو سکا۔ ایک  
 اور ترجمہ شیخ محمد اسماعیل پانی پتی نے کیا ہے۔ مترجم نے اپنے ترجمے کے مقدمے میں اس  
 بات کی تصریح کر دی ہے کہ عنوانات میں اصل عربی کتاب کا تتبع نہیں کیا۔ بعض مشکل مختصر  
 اور توضیح طلب بیانات کے بجائے دوسری کتاب سے آسان اور سہل بیانات اندراج کر  
 دیے ہیں۔ آیات کی تفسیر اور اشعار کا بیشتر حصہ ترک کر رہا ہے۔ مذکورہ الذکر اولین دونوں  
 ترجمے بھی تصرف سے محفوظ نہیں تھے اردو کے علاوہ اس کتاب کے ترجمے جرمنی اور غالباً  
 فرانسیسی کے علاوہ ایک ترجمہ انگریزی میں بھی ہوا۔ (۶۷)

اس عربی تصنیف کا اردو ترجمہ مولانا عبدالجلیل صدیقی نے کیا جس کی نظر ثانی و  
 تہذیب مولانا غلام رسول مہر نے انجام دیا۔

سیرت النبی دو ضخیم جلدوں پر مبنی ہوئی ہے۔ زیر مطالعہ کتاب کو اعتقاد پبلشنگ  
 ہاؤس دہلی نے ۱۹۸۵ء میں شائع کیا۔

سیرت النبی حصہ اول: اس جلد کو مترجم نے ۱۰۸ ابواب میں تقسیم کیا

ہے۔ فہرست مندرجات کی تفصیل اس طرح ہے۔

باب ۱ نسب پاک

باب ۲	ابن عامر کا خروج اور بند مآرب
باب ۳	ربیعہ بن نصر حاکم یمن
باب ۴	الوکر بن تیان اسد
باب ۵	حسان بن تیان
باب ۶	یمن پر ذونواس کا تسلط
باب ۷	بحران میں مسیحیت کی ابتداء
باب ۸	اصحاب الاخدود کا واقعہ
باب ۹	یمن پر اہل حبشہ کی حکومت
باب ۱۰	ابرهہ اشرم کی بادشاہی
باب ۱۱	حرم پاک پر ابرهہ کی یورش
باب ۱۲	ابرهہ اور اس کے لشکر کا انجام
باب ۱۳	فیل اور اصحاب فیل
باب ۱۴	سیف بن ذی یزن کا ظہور
باب ۱۵	یمن پر ایرانیوں کی حکومت
باب ۱۶	نزار بن معد اور اس کی اولاد
باب ۱۷	عربوں میں بت پرستی
باب ۱۸	بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام
باب ۱۹	بیان نسب کا تکمیلہ
باب ۲۰	قصی، ہاشم اور عبدالمطلب کی اولاد
باب ۲۱	بیت اللہ سے جرم کا اخراج
باب ۲۲	قصی اور تولیت کعبہ
باب ۲۳	قریشی کا اتحاد اور مکہ پر غلبہ



باب ۲۴	نبی عبدالدار اور نبی عبدمناف میں کشمکش
باب ۲۵	ہاشم اور مطلب
باب ۲۶	عبدالمطلب کا زمانہ
باب ۲۷	عبدالمطلب کی نذر
باب ۲۸	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت و رضاعت
باب ۲۹	والدہ ماجدہ اور جد امجد کی وفات
باب ۳۰	ابوطالب کی سرپرستی
باب ۳۱	حضرت خدیجہؓ سے نکاح
باب ۳۲	کعبہ مکرمہ کی تعمیر
باب ۳۳	بیان خمس
باب ۳۴	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی بشارتیں
باب ۳۵	یہودیوں کی روایات
باب ۳۶	حضرت سلیمانؑ کا اسلام
باب ۳۷	راہِ حق تلاش کرنے والے چار اصحاب
باب ۳۸	زید بن عمرو کی مصیبتیں
باب ۳۹	انجیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف
باب ۴۰	نبوت کا آغاز
باب ۴۱	دعوت اسلام (۱)
باب ۴۲	دعوت اسلام (۲)
باب ۴۳	علانیہ تبلیغ کا آغاز
باب ۴۴	پیروان دین حق کے مصائب
باب ۴۵	ابوطالب کا مشہور قصہ

نبوت کی عام شہرت	۴۶	باب
قریشی کی ایذا سائیاں	۴۷	باب
اصحاب کہف، ذوالقرنین اور روح کے بارے میں سوالات	۴۸	باب
قریشی کی بیساکھی اور خدانامی	۴۹	باب
مسکینوں پر خوفناک ظلم و ستم	۵۰	باب
حبشہ کی جانب پہلی ہجرت	۵۱	باب
مہاجرین کے خلاف قریش کی کوشش	۵۲	باب
حضرت عمرؓ کا اسلام	۵۳	باب
شعب ابی طالب میں محصوری!	۵۴	باب
کفار قریشی اور قرآن مجید	۵۵	باب
حبشہ سے مسلمانوں کی مراجعت	۵۶	باب
معاہدہ قریش کی شکست	۵۷	باب
طائف سے واپسی اور اشاعت اسلام	۵۸	باب
کفار کی مخالفت اور اسلام کی اشاعت	۵۹	باب
اسری اور معراج	۶۰	باب
معراج اور سیر سادات	۶۱	باب
ہنسی اڑانے والوں کا عبرتناک انجام	۶۲	باب
ابوطالب اور حضرت خدیجہؓ کی وفات	۶۳	باب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر طائف	۶۴	باب
قبائل کو دعوت اسلام	۶۵	باب
انصار اور عقبہ اولیٰ	۶۶	باب
بیعت عقبہ ثانیہ	۶۷	باب

باب ۶۸	قریش کا جوش انتقام
باب ۶۹	عقبہ ثانیہ کی شرطیں اور حاضرین بیعت
باب ۷۰	اذن قتال اور آغاز ہجرت
باب ۷۱	مہاجرین کی ہجرت اور قیام گاہیں
باب ۷۲	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت
باب ۷۳	سفر ہجرت
باب ۷۴	مدینہ میں ورود اور تعمیر مسجد
باب ۷۵	خطبات نبویہ
باب ۷۶	مہاجرین و انصار اور یہود کا تاریخی معاہدہ
باب ۷۷	مواخات اور دوسرے واقعات
باب ۷۸	ابوقیس بن ابی انس
باب ۷۹	یہود کی کیفیت
باب ۸۰	یہود سے میل جول رکھنے والے منافق!
باب ۸۱	منافقین سے سلوک
باب ۸۲	قرآن مجید کی مزید شہادتیں
باب ۸۳	یہود کی بد عہدیاں اور نافرمانیاں
باب ۸۴	یہود و نصاریٰ کے باہم جھگڑے
باب ۸۵	تحویل قبیلہ اور یہود کی سفاہتیں
باب ۸۶	فتنہ انگیزیاں اور تفرقہ پر دازیاں
باب ۸۷	حق و صداقت کے دشمن
باب ۸۸	فتنہ انگیزی پر فتنہ انگیزی
باب ۸۹	وفد بحران (۱)

باب ۹۰	وفد بحران (۲)
باب ۹۱	منافقین اور آب و ہوائے مدینہ
باب ۹۲	غزوات کا آغاز
باب ۹۳	غزوہ بدر کے مقامات
باب ۹۴	قافلہ قریشی اور لشکر قریشی
باب ۹۵	غزوہ بدر (۱)
باب ۹۶	غزوہ بدر (۲)
باب ۹۷	اسیران بدر
باب ۹۸	زینبؓ کا سفرِ مدینہ اور ابوالعاص کا اسلام لانا
باب ۹۹	سورہ انفال کا نزول (۱)
باب ۱۰۰	سورہ انفال کا نزول (۲)
باب ۱۰۱	شرکائے بدر۔۔ مہاجرین
باب ۱۰۲	شرکائے بدر۔۔ اوس
باب ۱۰۳	شرکائے بدر۔۔ خزاج
باب ۱۰۴	مسلمان شہداء اور قریش کے مقتول و اسیر
باب ۱۰۵	جنگ بدر کے متعلق اشعار (۱)
باب ۱۰۶	جنگ بدر کے متعلق اشعار (۲)
باب ۱۰۷	جنگ بدر کے متعلق اشعار (۳)
باب ۱۰۸	جنگ بدر کے متعلق اشعار (۴)

پہلی جلد میں مصنف موصوف نے ابتداء سے جنگ بدر تک کے تمام واقعات کو بڑی تحقیق و جستجو کے ساتھ اس کے تمام جزوی لوازمات کو برقرار رکھتے ہوئے سیرت النبیؐ میں ایک شاہکار تصنیف یادگار چھوڑی ہے فن سیرت نگاری میں یہ تصنیف معتبر اور لائق

تقلید و اتباع ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بیشتر سیرت نگاری نے اپنے اپنے زورِ قلم صرف کرنے سے پہلے اس تصنیف سے مستفید ہوئے ہیں۔

### جلد دوم

باب	۱۰۸:	غزوات و سرایا
باب	۱۰۹:	کعب بن اشرف کا قتل
باب	۱۱۰:	غزوة احد (۱)
باب	۱۱۱:	غزوة احد (۲)
باب	۱۱۲:	غزوة احد (۳)
باب	۱۱۳:	غزوة احد (۴)
باب	۱۱۴:	غزوة احد اور قرآن مجید (۱)
باب	۱۱۵:	غزوة احد اور قرآن مجید (۲)
باب	۱۱۶:	شہید اسلام اور مقتولین قریش
باب	۱۱۷:	جنگ احد کے متعلق اشعار (۱)
باب	۱۱۸:	جنگ احد کے متعلق اشعار (۲)
باب	۱۱۹:	جنگ احد کے متعلق اشعار (۳)
باب	۱۲۰:	جنگ احد کے متعلق اشعار (۴)
باب	۱۲۱:	جنگ احد کے متعلق اشعار (۵)
باب	۱۲۲:	جنگ احد کے متعلق اشعار (۶)
باب	۱۲۳:	رجیع کا دردناک واقعہ (۱)
باب	۱۲۴:	رجیع کا دردناک واقعہ (۲)
باب	۱۲۵:	بُر معونہ کا مشہد
باب	۱۲۶:	یہود نبی نصیر کی جلا وطنی

باب	۱۲۷:	غزوة ذات الرقاع
باب	۱۲۸:	بدر الاخر اور دومتہ الجندل
باب	۱۲۹:	غزوة خندق (۱)
باب	۱۳۰:	غزوة خندق (۲)
باب	۱۳۱:	غزوة بنی قریظہ
باب	۱۳۲:	غزوة خندق کے متعلق اشعار (۱)
باب	۱۳۳:	غزوة خندق سے متعلق اشعار (۲)
باب	۱۳۴:	ابن ابی الحقیق کا قتل اور غزوة بنی لحيان!
باب	۱۳۵:	غزوة ذی قرد
باب	۱۳۶:	غزوة بنی مصطلق
باب	۱۳۷:	واقعة افک
باب	۱۳۸:	واقعة حدیبیہ
باب	۱۳۹:	بیعت رضوان
باب	۱۴۰:	غزوة خیبر (۱)
باب	۱۴۱:	غزوة خیبر (۲)
باب	۱۴۲:	مہاجرین حبشہ کی مراجعت
باب	۱۴۳:	عمرہ قضا
باب	۱۴۴:	غزوة موتہ
باب	۱۴۵:	موتہ کے متعلق اشعار
باب	۱۴۶:	صلح حدیبیہ کی خلاف ورزی
باب	۱۴۷:	فتح مکہ (۱)
باب	۱۴۸:	فتح مکہ (۲)

باب ۱۴۹:	فتح مکہ کے متعلق اشعار (۱)
باب ۱۵۰:	فتح مکہ کے متعلق اشعار (۲)
باب ۱۵۱:	غزوہ حنین (۱)
باب ۱۵۲:	غزوہ حنین (۲)
باب ۱۵۳:	غزوہ حنین کے متعلق اشعار (۱)
باب ۱۵۴:	غزوہ حنین کے متعلق اشعار (۲)
باب ۱۵۵:	غزوہ طائف
باب ۱۵۶:	حنین و طائف کے متعلقات
باب ۱۵۷:	کعب بن زہیر اور بانٹ سعاد
باب ۱۵۸:	غزوہ تبوک
باب ۱۵۹:	کعب بن مالک، مرارہ بن ربیع، ہلال بن امیہ
باب ۱۶۰:	وقد ثقیف
باب ۱۶۱:	پہلا اسلامی حج اور اعلانِ برأت
باب ۱۶۲:	سورہ برأت کی تفسیر
باب ۱۶۳:	غزوات کے متعلق اشعار
باب ۱۶۴:	وقد بنی تمیم
باب ۱۶۵:	بنی عامر اور بنی سعد بن بکر کے وفد
باب ۱۶۶:	مختلف وفود (۱)
باب ۱۶۷:	مختلف وفود (۲)
باب ۱۶۸:	مختلف وفود (۳)
باب ۱۶۹:	حجۃ الوداع
باب ۱۷۰:	غزوات و سرایا (۱)

- باب ۱۷۱: غزوات و سرایا (۲)
- باب ۱۷۲: غزوات و سرایا (۳)
- باب ۱۷۳: غزوات و سرایا (۴)
- باب ۱۷۴: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات (۱)
- باب ۱۷۵: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات (۲)
- باب ۱۷۶: ثقیفہ بنی ساعدہ
- باب ۱۷۷: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین
- باب ۱۷۸: حسان بن ثابت کے ماتمی اشعار

اس جلد کو مصنف نے ۷۰ ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ جس میں غزوات و سرایا سے نبی کریم کی تجہیز و تکفین پھر حسان بن ثابت کے ماتمی اشعار پر اس جلد کو ختم کیا ہے۔ سیرت النبی کے اس ترجمے کی بعض خصوصیات یہ ہیں کہ ترجمہ صاف اور عام فہم سلیس انداز میں کیا گیا ہے جس سے قاری یہ محسوس کرتا ہے کہ یہ کتاب ترجمہ نہیں بلکہ اصل تصنیف ہے۔ ابن ہشام کی عربی سیرت کو ملحوظ رکھتے ہوئے ابن ہشام کے بیان کردہ تمام اصول و ضوابط کو باقی رکھا گیا ہے۔ تمام آیات کا متن پیش کر کے ان کا ترجمہ لکھا گیا ہے۔ اسی طرح بہت سی احادیث کا متن بھی باقی رکھا گیا ہے اشعار کا بھی اردو ترجمہ اصل متن کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ سیرت ابن ہشام میں جن مقامات کا ذکر آیا ہے ان کا صحیح محل و قوع حاشیہ میں درج کر دیا گیا ہے۔ ابواب کے ساتھ فصلوں یعنی ذیلی سرخیوں کی تفصیل بھی فہرست میں دے دی گئی ہے۔ اس تصنیف میں غزوات نبوی کے نقشے بھی دیے گئے ہیں۔ تاکہ قاری واقعہ کے ساتھ ساتھ محل وقوع کو بھی ذہن نشین کر لے۔

فی الجملہ یہ مترجم سیرت النبی فن سیرت نگاری میں ایک اہم دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے جس میں عقیدت سے زیادہ تحقیق کو ملحوظ رکھا گیا ہے اور واقعات کو حقیقت کی کنوٹی پر رکھا گیا ہے۔



## باب یازدہم

# سیرت کے خاص پہلوؤں پر لکھی جانے والی کتابیں

## عبدالرزاق ملیح آبادی \_\_\_\_\_ ”رحلتِ مصطفیٰ“

یہ کتاب اپنے قسم کی منفرد کتاب ہے جو مسلمانوں کے سامنے ان کے ہادی اعظم کی ولادت، مرض الموت اور وفات پہلی مرتبہ مفصل و مرتب شکل میں پیش کرتی ہے۔ کتب احادیث کی وہی روایتیں لی گئی ہیں جو صحیح و ثابت ہیں اور سب کے حوالے دیے گئے ہیں بعض جگہوں پر کتب ادب و مواعظ سے بھی مدد لی گئی ہے کتاب کی تالیف میں وہی طریقہ اختیار کیا گیا ہے جو قدیم عرب مؤرخوں کے طریقہ سے مشابہ ہے جس کی وجہ سے حالات اپنے اصل رنگ و روپ میں نظر آتے ہیں۔ کتاب ۱۹۲۷ء میں شائع ہوئی۔ (۶۸)

## ڈاکٹر حمید اللہ \_\_\_\_\_ ”عہدِ نبوی کے میدانِ جنگ“

عالمِ اسلام کے معروف و منفرد محقق مصنف مترجم و مفسر و مبلغ پروفیسر ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں ہے۔ آپ نے جرمنی کی بون یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ

کی ڈگری لی اور پھر سوربون یونیورسٹی پیرس سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری لی۔ مختلف بین الاقوامی جراند و مختلف زبانوں میں ان کے شائع شدہ مقالات کی تعداد ۹۲ ہے۔ وہ ایک سو سے زائد کتابوں کے مصنف ہیں۔ ان کا سب سے بڑا کارنامہ فرانسیسی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ اور تفسیر ہے۔ سیرۃ نبوی پر آپ نے متعدد کتابیں لکھی ہیں۔ فرانسیسی زبان میں ”سیرت النبی“ دو جلدیں، ترکی زبان میں ”السیر الکبیر“ چار جلدیں، اردو میں ”عہد نبوی کے میدان جنگ“، ”عہد نبوی کا نظام تعلیم“، ”سیاسی و ثقافتی جات از عہد نبوی تا خلافت راشدہ اسی طرح بلاذری کی ”انساب الاشراف“ کی جلد اول جو سیرت نبوی سے متعلق ہے مرتب کیا اور شائع کیا۔ محمد بن اسحاق اولین سیرت نگار کی کتاب ”السیرۃ النبویہ“ کو مرتب کر رہے ہیں۔ (۶۹)

عبدالباری ایم۔ اے۔ \_\_\_\_\_ ”رسول کریم کی جنگی اسکیم“

فاضل مصنف نے اس عنوان کے تحت جنگ بدر و جنگ حنین کے واقعات قلم بند کر کے رسالوں کے خصوصی نمبروں کے لیے مضامین بھیجے پھر ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کی کتاب ”عہد نبوی کے میدان جنگ“ کے انوکھے انداز سے متاثر ہو کر یہ ہمت ہوئی کہ رسول کریم کی جنگوں پر ایک کتاب تیار کی جائے جس میں نقشے بھی رہیں کتاب ۱۹۸۳ء میں منظر عام میں آچکی ہے۔ (۷۰)

روفہ اقبال \_\_\_\_\_ ”عہد نبوی کے غزوات و سرایا“

اس کی مصنفہ مولانا شاہ فضل اللہ سابق صدر شعبہ دینیات عثمانیہ یونیورسٹی

حیدرآباد کی صاحبزاری رؤفہ اقبال ہیں مقالہ نگار نے اس حقیقت کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ ہر غزوہ و ہر سریہ کو جنگ کہنا غلط ہے۔ تاریخی واقعات شاہد ہیں کہ نہ تو ہر غزوہ میں جنگ ہوئی اور نہ ہر سریہ اس مقصد سے بھیجا ہی گیا۔ اس میں خاص طور سے اس بات پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ آپ کے غزوات و سرایا کا مقصد کتنا مقدس و پاکیزہ تھا جس کے نتیجہ میں امن اجتماعی اور عدل و انصاف قائم کرنے میں آپ خاطر خواہ کامیاب ہوئے۔ (۷۱)

### مولانا حکیم ایمن مدینی \_\_\_\_\_ ”اشکہائے نبوی“

مولانا حکیم ایمن مدینی مہتمم ادارہ تالیف و تبلیغ شکر نگر رحمت عالم کے اشکوں کے حسین منشور مجموعہ کو بڑی خوبی اور دلاویز انداز میں مولانا نے جمع کیا ہے۔ رقتِ قلب اور اشکباری چشم کے واقعات دلکش، دلنشین اور صاف ستھرے اسلوب اور اچھی زبان میں اس طرح پیش کیے گئے ہیں آنکھیں بھیگ بھیگ جاتی ہیں اور پڑھنے والے کے قلب پر بڑا گہرا تاثر ہوتا ہے (۷۲)۔

اسی طرح بہت سی کتابوں میں سیرت کے خاص پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہے جیسے مغازی سرور عالم: عبدالرحمن بن حاجی محمد روشن خان، ولادتِ نبوی: ابوالکلام آزاد، دیارِ حبیب: الحاج شمشیر علی خان، حلیۃ النبی: سید احمد قادری، حیاتِ رسول کے دس دن: خالد محمد خالد، مکالماتِ نبوی: ابو یحییٰ امام خاں، طبِ نبوی: حافظ نذیر احمد، تعلیماتِ نبوی: محمد سلیمان قاسمی فرخ آبادی، رسول کا طریقہ نماز: محمد سلیمان قاسمی فرخ آبادی، معراج النبی: غلام سید احمد، رسول خدا کا طریقہ تربیت: سراج الدین ندوی، آنحضرت کا سلسلہ نسب اور اہل کتاب: مولانا حمید الدین فراہی، اسلامی قیادت: محمد شریف قاضی، طبِ نبوی اور جدید سائنس: ڈاکٹر خالد غزنوی، سرور کونین کی فصاحت: ادیب شہر شمس بریلوی، جمالِ مصطفیٰ: عبدالعزیز عرفی، غزواتِ مقدس: مولانا محمد عنایت اللہ وارثی، ذکر رسول:

عبدالماجد دریا آبادی، مکتوبات نبوی: مولانا سید محبوب رضوی، مکاتیب رسول: عزیز ملک، فصاحت نبوی: ڈاکٹر ظہور احمد مظہر، معجزات سرور عالم: ولید الاعظمی، غزوات رسول: بریگڈ گلزار احمد، نبی کریم کی دعوتی سرگرمیاں اور ہمارا منصب: متین طارق، نبی کریم کی نمازیں: طاہر رسول قادری، حضور اکرم اور ہجرت: سید اسعد گیلانی، تعمیر سیرت کے لوازم: نعیم صدیقی، تراشٹس اور آخری رسول: وصی اقبال، حضرت رحمت اللعالمین کا فیض عام: حبیب اللہ گانی، اقبال اور عشق رسول: سید عبدالرشید، بشارت النبیین: مولانا محمد ادریس کاندھلوی، رسول اکرم کی سیاست خارجہ: پروفیسر محمد صدیق قریشی، وفات النبی: مولانا اخلاق حسین قاسمی، حضور اکرم کی سیاسی زندگی اخلاق کے آئینہ میں: مولانا اخلاق حسین قاسمی۔

اسی طرح بہت سے اور چھوٹے چھوٹے کتابچے ہیں جو سیرت نبوی کو اجاگر کرتی ہیں۔ ہمارے رسول پاک: طالب معاشی، پیغمبر اسلام: وحید الدین خاں، حیات طیبہ: وحید الدین خاں، سیرت مصطفیٰ: عبدالشکور، پیارے نبی: قاری شریف، نور محمدی: مائل خیر آبادی، پیارے رسول: افضل حسین، پیارے نبی ایسے تھے: مائل خیر آبادی، ہمارے حضور: عابد نظامی، سیرت رسول: مولانا وحید الدین خاں، حیات محمد: محمد حسین، سرکار دو عالم: محمد حسین خاں ندوی، یتیم کاراجہ: مولانا عبدالماجد دریا آبادی، سیدہ کلال: حضرت علامہ راشد خیری، اخلاق رسول اکرم: داعی اعظم، سید المرسلین، ذکر النبی، رحمت کائنات، تواریخ حبیب اللہ۔

سیرت سید الانبیاء آخری رسول، مقالات طیبہ، رسول کی تعلیم، حدیث رسول، رسول اللہ کی بچپن و صیتیں، انسان کامل، سیرۃ النبی بعد وصال النبی، آدم سے محمد تک، پیغامبر عالم، رسول اللہ کی تین سو معجزات، رسول کی باتیں، رسول اللہ کے آنسو۔

مفتی شمس الدین احمد "شمع ہدایت"

”شمع ہدایت“ مولانا مفتی شمس الدین احمد کی تصنیف ہے جس کو مکتبہ ذکری دہلی نے ۱۹۹۸ء میں شائع کیا یہ ضخیم سیرت نبویؐ چھ ابواب میں منقسم کی گئی ہے کتاب کی ابتداء سے پہلے مصنف نے قرآن کی آیات نقل کی ہیں۔ دیباچہ کے بعد باب اول سے اصل کتاب کا آغاز ہوتا ہے جس کا مصنف نے ”ہدایت و رہنمائی“ عنوان قائم کیا ہے اور ۳۲ ذیلی عنوانات کے تحت بحث کی ہے۔ باب دوم کا موضوع ”حقوق و فرائض“ اس میں پہلے مصنف نے کائنات کے نظم و ضبط کی طرف اشارہ کیا ہے۔ باب سوم میں اخلاقیات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ باب چہارم میں انسداد جرائم کا احاطہ کیا گیا ہے۔ باب پنجم میں اسلام کے نظام حیات سے بحث کی گئی ہے۔ باب ششم میں دیگر اہم امور و وسائل کا احاطہ کیا گیا ہے۔ مختصر یہ کہ مفتی شمس الدین احمد نے اس کتاب میں آپؐ کے پیغام اور تعلیمات کا خلاصہ پیش کیا ہے اور اس کے لیے انھوں نے جو انداز برتا ہے وہ انتہائی دلکش ہے۔

## سید اسعد گیلانی \_\_\_\_\_ ”رسول اکرمؐ کی حکمت انقلاب“

رسول اکرمؐ نے پوری انسانیت کے لیے ایک جامع اسلامی انقلاب برپا فرمایا جو نتائج کی خوبی اور وسعت اور جان و مال اور مدت کار کے صرف قلت کے اعتبار سے آپؐ کی معجزانہ تدابیر کا ایک سائنٹفیک کارنامہ ہے اس کتاب میں حضور اکرمؐ کی حکمت انقلاب اسلامی تدابیر ملی اور بصیرت سیاسی کو اسوہ سنہ کی روشنی میں اجاگر کیا گیا ہے۔

فہرست مضامین :

منزل اول	:	رب العالمین
منزل دوم	:	رحمت للعلمین
منزل سوم	:	آغاز دعوت اسلامی
منزل چہارم	:	حضور کا انقلاب آفرین اسلحہ
منزل پنجم	:	حضور کی حکمت انقلاب

منزل ششم	:	انقلابی اور متوازن اسلامی معاشرت کی تشکیل
منزل ہفتم	:	حکمت انقلاب اسلامی کے چند پہلو
منزل ہشتم	:	انقلابی اسلامی ریاست کی تشکیل
منزل نہم	:	حکمت سیاست اور تدابیر انقلاب اسلامی
منزل دہم	:	حکمت بندگی
منزل یازدہم	:	تاریخ انسانیت کا جامع ترین انقلاب

اس تصنیف میں ضمیمے اور نقشے بھی دیے گئے ہیں۔

### ابو سلیم محمد عبدالحی مدیر الحسناں رامپور \_\_\_\_\_ ”حیاتِ طیبہ“

داعی اسلامی کی حیاتِ طیبہ کی تفصیل اس انداز میں ہے کہ قاری کے سامنے اس کارِ عظیم کا ایک نقشہ آجاتا ہے جس کے پورا کرنے پر حضور اکرمؐ مامور تھے۔ کتاب کی اہمیت اس لحاظ سے بڑھ جاتی ہے کہ وہ ڈسٹرک جیل رائے بریلی میں لکھی گئی۔ جہاں ایک محدود تعداد میں مراجع فراہم ہو سکتے ہیں چنانچہ ”سیرۃ النبی“، ”تفہیم القرآن“ اور بعض دوسری چھوٹی چھوٹی کتابیں اس کا ماخذ ہیں۔ کتاب ۱۳۷۴ھ مطابق ۱۹۵۵ء میں شائع ہوئی۔

### یوسف اصلاحی مدیر ذکریٰ رامپور \_\_\_\_\_ ”داعی اعظم“

کتاب پہلی مرتبہ ۱۹۷۵ء اپریل میں ماہنامہ ذکریٰ رامپور کے ایک خصوصی نمبر کی حیثیت سے شائع ہوئی جو بعد میں کتاب کی شکل میں ۱۳۹۸ھ مطابق ۱۹۷۸ء میں شائع ہوئی۔ حیاتِ رسول کے ایمان افروز واقعات سے ترتیب دی ہوئی اپنے انداز کی ایک منفرد و مفید کتاب ہے۔ کتاب دعوت و تربیت کے پیش نظر نبی کریمؐ کی جامع زندگی اور سیرت کے اہم ذخیرے سے کچھ موثر مستند اور ایمان افروز واقعات سے جمع کر کے سیرت

رسول کے چار پہلوؤں کی جھلکیاں پیش کرتی ہے۔ پہلا باب: ”شانِ بندگی“، دوسرا باب: ”داعیانہ تڑپ“، تیسرا باب: ”مثالی کردار“، چوتھا باب: ”تعلیم و تربیت“

## ملاواحدی \_\_\_\_\_ ”حیاتِ سرورِ کائنات“

کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے جلد اول میں حضور کی ولادت سے وفات تک تمام نمایاں واقعات آگئے ہیں۔ بلکہ ولادت کے وقت اور بعثت سے قبل دنیا خصوصاً عربوں کا کیا حال تھا مختصر لکھا ہے جلد دوم میں واقعات اور حضور کی تعلیمات پر تبصرہ ہے۔ کتاب ۱۳۷۶ھ موافق ۱۹۵۷ء میں شائع ہوئی۔

## مجاہد ملت مولانا حفیظ الرحمن سیوہاروی \_\_\_\_\_ ”قصص القرآن“

مولانا کی ولادت ۱۳۱۸ھ اور وفات ۱۳۸۲ھ میں ہوئی۔

یہ کتاب چار حصوں پر مشتمل ہے جس میں چوتھا حصہ حضرت عیسیٰ اور حضرت خاتم الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کے لیے خاص کیا ہے۔ اس طرح آپ نے سیرت پر دو کتابیں اور تصنیف کی ہیں ”بلاغ المبین فی مکاتب سید المرسلین“ اور ”رسول کریم“ (۷۳)

## مولانا وحید الدین خان \_\_\_\_\_ ”پیغمبر انقلاب“

مولانا وحید الدین خان مدیر ”الرسالہ“ و صدر اسلامی مرکز دہلی۔

کتاب میں اس بنیادی فکر کی تفصیل ہے کہ حضرت ابراہیم نے مکہ میں بیت اللہ کی تعمیر کی کے وقت دعا فرمائی کہ خدارا تو اسماعیل کے خاندان میں ایک نبی پیدا کر۔ دعا قبول ہوئی مگر حضرت ابراہیم کی دعا اور اسمعیلی پیغمبر کی بعثت کے درمیان تقریباً ڈھائی ہزار

سال کا فاصلہ ہے۔ ایسا کیوں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نبیوں کے خاتم تھے۔ آپ کو خدا کی دین کی تبلیغ کے ساتھ خدا کی دین کو غالب بھی کرنا تھا تا کہ خدا کے انعامات کا کامل ظہور ممکن ہو سکے اور آپ کی لائی ہوئی آسمانی کتاب (قرآن) کی مستقل حفاظت کا انتظام ہو۔ یہ کام موجودہ عالم امتحان میں اسباب ہی کے ذریعہ انجام پاسکتا ہے اور یہی موافق اسباب فراہم کرنے میں ڈھائی ہزار سال لگ گئے۔ اب پچھلے ہزار سال کے دوران دوبارہ ایسے موافق اسباب پیدا کیے گئے ہیں جو موجودہ زمانہ میں دین محمدی کے غلبہ کا ذریعہ بن سکیں۔ اسی طرح اس بات کی تفصیل ہے کہ دوسرے انبیاء صرف پیغمبر دعوت تھے اور آپ پیغمبر دعوت کے ساتھ پیغمبر انقلاب بھی ہیں (۷۳)۔ ان کی دوسری کتاب ”ظہور اسلام“ ہے۔

## مسعود احمد بی۔ ایس۔ سی۔ \_\_\_\_\_ ”تاریخ الاسلام والمسلمین“

یہ کتاب ان لوگوں کی تردید کرتی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ اگر حدیث کے طرز پر تاریخ لکھی جائے تو اوروں کی تاریخ تو کجا خود رسول کی سیرت بھی مکمل طور پر مرتب نہیں کی جاسکتی۔ اس کتاب کو صرف قرآن مجید اور صحیح بخاری و صحیح مسلم باسناد احادیث سے تیار کیا گیا ہے۔ انھیں صحیح ترین روایتوں سے سیرۃ النبی و سیرۃ الخلفاء تیار کی گئی ہے۔ کتاب کا وہ حصہ جو سیرۃ النبی پر مشتمل ہے ان تمام کتب سیرت سے جو اب تک اردو زبان میں صرف سیرت پر لکھی گئی ہیں ضخیم ہے قرآن کریم اور صحیحین اور دیگر کتب حدیث میں جو موتی مختلف مقامات پر بکھرے ہوئے تھے ان کو ایک لڑی میں پرو کر مربوط شکل میں پیش کر دیا گیا ہے۔ یہ کتاب صرف تاریخ ہی نہیں بلکہ اسلام کے متعلق مفید معلومات پر سیر حاصل مواد ہے۔



قرآنی آیات کے ذریعے رسول کی مکی زندگی کے تیرہ سال میں توحید و شرک میں جو کشمکش رہی اس کا صحیح نقشہ قاری کے سامنے آ جاتا ہے۔ رسول کی مدنی زندگی کے دس سال کے صبح و شام اور صحابہ کرام کے واقعات کی صحیح ترین تصویر آ جاتی ہے۔ (۷۵)

## مفتی فضل الرحمن عثمانی \_\_\_\_\_ مفتی فضل الرحمن عثمانی

اللہ کے آخری رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دین کی اشاعت اور انسانیت کی تعمیر کے لیے کن کن مرحلوں سے گزرے، حالات کے تناظر میں سیرت نبوی سے رہنمائی اس دور کی اہم ضرورت ہے۔ کتاب ولادت سے وفات تک خاتم الانبیاء کی پوری زندگی کا ایک جامع مرقع ہے۔

## بشیر احمد شارق دہلوی \_\_\_\_\_ ”سیرت پاک“

آنحضرتؐ کے حالات زندگی سن کی ترتیب سے مختصر الفاظ میں مرتب کیے ہیں چھوٹے بچوں کے لیے مفید و نافع ہے۔ (۷۶)

## چودھری افضل حق \_\_\_\_\_ ”محبوب خدا“

اس کتاب میں سیرت کے واقعات کے ساتھ ان سے سبق آموز نتائج نکائے گئے ہیں اور جا بجا اسلامی تعلیمات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ کتاب جیل میں لکھی گئی ہے اس اعتبار سے اس کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ (۷۷)

## ڈاکٹر محمد آصف قدوائی ————— ”مقالات سیرت“

صاحب کتاب نے اسلامیات، جدید موضوعات اور حالاتِ حاضرہ سے گہری واقفیت سے کام لیتے ہوئے سیرتِ طیبہ کے موضوع پر قلم اٹھایا ہے۔ انھوں نے اس میں سیرت کا عام جائزہ لے کر اس کی روح و عطر کو عصری اسلوب میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے اس طرح سیرت مطہرہ پر ہونے والے جدید و قدیم اعتراضات کو محققانہ اور پُر اعتماد طریقے سے رد کیا ہے۔ ساری کتاب شستہ و سلیس و شگفتہ زبان میں ہے۔ طرزِ بیان سادہ لیکن مؤثر ہے۔ مجموعی حیثیت سے یہ کتاب سیرتِ نبوی کے ذخیرہ میں ایک مفید اضافہ کہی جاسکتی ہے اور دورِ جدید کے لیے بہترین تحفہ ہے (۷۸)

اور بہت سی کتابیں جو سیرت کے موضوع کو اجاگر کرتی ہیں۔ مقدس رسول: ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری، صحیح السیر: مولانا عبدالرؤف دانا پوری، سیرۃ مصطفیٰ: حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی، معراج آسمانی محبوب ربانی: قاضی ثناء اللہ پانی پتی، النبی الخاتم: مولانا مناظر احسن گیلانی، نبیوں کا سردار: بشیر الدین محمود احمد، محسن اعظم اور محسنین: سید وحید الدین فقیر، بزمِ پیغمبر: مقبول احمد سیوہاروی، سیرت رسول اکرم: احتشام الحق آسیا آبادی، تاریخ الاسلام: مولانا سید محمد میاں، سیرت مبارکہ: سید محمد میاں، حیاتِ نبویہ:

مولانا مفتی محمود نانوتوی، خلق عظیم: مولانا حامد الانصاری غازی، زبدۃ السیر: مولانا عماد  
 الدین شیرکوٹی، مرقع سیرت: مولانا مفتی جمیل الرحمن سیوہاروی، رسول اکرم کی حکمت  
 انقلاب: سید اسعد گیلانی، محسن انسانیت: مولانا نعیم صدیقی، سید انسانیت: مولانا نعیم  
 صدیقی، ہادی عالم: محمد ولی رازی، فضائل سید الانبیاء: مولانا عبدالرؤف رحمانی، شان  
 رحمت عالم: عبدالرزاق جونانگڑھی، اسوہ رسول اکرم: حضرت عارف اللہ، آمنہ کالال:  
 علامہ راشد الخیری، آخری نبی: نعیم حجازی، بے مثال زندگی: ابو محمد امام الدین، رسول عربی:  
 قرید الوحیدی، سیرت رسول: مرزا حیرت دہلوی، کتاب شاکل: سید عبدالاول حسین دہلوی،  
 ابن علی بن علی النبوة فی القصائص: مفتی ابوالوفاء کشمیری، الآداب الاحمدیہ: شیخ احمد ایٹھوی،  
 معراج نامہ: شیخ رؤف احمد رامپوری، ذریعہ الاستشفاء: مولوی نصیر الدین برہان پوری،  
 کشف الاسرار: مولوی ولی اللہ لکھنوی، تحفہ الحسنین: شیخ عبداللہ مدراسی، سلوَاب الکتاب  
 بذکر الحبيب: محدث رفیع الدین مراد آبادی، ضیاء القلوب: سید علی اکبر الہ آبادی،  
 امیر السیر: مولوی بہادر علی خاں دہلوی، فن الخیرات: سید حسن عسکری بلگرامی، تاریخ  
 حبیب اللہ: مفتی عنایت احمد کوردی، الکلام الحسین: مفتی عنایت اللہ کوردی، بلوغ العالی  
 بمعرفۃ اعلیٰ: نواب سید صدیق حسن قنوجی، میلاد الرسول: شیخ حسن قادری، میلاد النبی:  
 حافظ محبت الحق عظیم آبادی، تذکرہ المصطفیٰ: مولوی نواب علی نیوتی، خیاباں آفرش:  
 منشی امیر احمد امیر مینائی، تنقید الکلام فی احوال شعائر الاسلام: سید ابوالحسن لکھنوی، سیرۃ  
 الحبيب الشفیع: مولوی عبدالشکور کوردی، السیرۃ النبویہ: مولوی عبدالشکور کوردی،  
 وسیلۃ النجاة: مولوی تقی علی بریلوی، نور العینین: شیخ محمد علی لکھنوی، بیان الحمودیہ فی ذکر ولادۃ النبی  
 المسعود: خطیب سید محمد محمود حیدر آبادی، الدرر الابرقند الجوہر: حکیم حفاظت حسین، ربیع الانواز: عبید  
 اللہ مدراسی، سرور القلوب: مولوی تقی علی بریلوی، شاکل الرسول: عبد الجبار آصفی، عزیز السیر: مولوی  
 عبدالعزیز حیدر آبادی، ناصر الحسنین فی اخلاق سید المرسلین: حکیم ناصر علی غیاث پوری، کافور عظیم:  
 سید عبداللہ دہلوی، نظم الدرر والمرجان: شیخ اوحد الدین برکی، قائدہ انسانیت۔

## مولانا عبدالصمد رحمانی \_\_\_\_\_ ”پیغمبر عالم“

مولانا عبدالصمد رحمانی نائب امیر شریعت بہار رہ چکے ہیں۔ آپ کی تصانیف میں محققانہ انداز غالب ہے۔

پیغمبر اسلام کی عمومی بعثت اور آپ کی عالمی دعوت کا تحقیقی جائزہ ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت عمومی تھی اور آپ کے ذمہ عالمی مشین کی عالمی دعوت کا فریضہ تھا اور آپ نے اس فریضہ کو اپنی زندگی کی پہلی فرصت میں انجام دیا اور عالمی مشن کی عالمی دعوت کے لیے سلاطین کے نام آپ نے خطوط لکھے اور افراد روانہ کیے۔ کتاب میں مصنف نے ان پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے موصوف کو اکثر مذاہب پر عبور حاصل تھا۔ تاریخی واقعات سے انہوں نے محققانہ استفادہ کیا ہے عصری رجحانات کو بھی ملحوظ رکھا گیا ہے جس کی وجہ سے افادیت کا دائرہ بھی وسیع ہو گیا ہے۔ اندازِ بیاں اور طرزِ فکر سیرۃ النبی ورحمت للعلمین سے جدا ہے مگر ان کی روح اور معنویت کا حامل ہے۔ عبارت آسان اور بناوٹ سے خالی ہے یہ کتاب ۱۳۸۰ھ میں شائع ہوئی۔ (۷۹)

مولانا عبدالصمد رحمانی کی دوسری کتاب ”اسلام کا عالمگیر پیغام“ ہے جس میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ دعوتِ اسلام ساری دنیا کے لیے ہے اور سراسر رحمت ہے جس کا

دامن جبر و استکراہ کے داغ اور جارحانہ قتل و غارت گری کی نحوست سے پاک و صاف ہے۔  
پوری دنیائے انسانیات میں اخوت و بھائی چارگی کی فضا کیسے قائم ہو اور فرقہ پرستی تعصب،  
رنگ و زبان اور قوم کی امتیاز و تفریق، چھوت چھات وغیرہ کس طرح ختم ہو۔ مدلل و مکمل  
کتاب موجودہ دور میں ہر خاص و عام کی صحیح رہنمائی کرتی ہے۔ (۸۰)

## مولانا اکبر شاہ نجیب آبادی \_\_\_\_\_ ”تاریخ اسلام“

حقیقت میں تو یہ کتاب مسلمان حکمرانوں، جانبازوں اور بہادروں کے زندہ جاوید کارناموں کی مفصل تاریخ ہے لیکن ایک حصہ رسول اکرم کی سیرت کے لیے خاص کیا گیا ہے۔ کتاب کے مطالعہ سے قارئین کو یہ معلوم ہوگا کہ ان کے بزرگوں نے کن اصولوں پر عمل کر کے دنیا میں حیرت ناک سر بلندی حاصل کی تھی اور وہ کیا فرودگزشتیں، تنظیمیں اور بے اعتدالیاں تھیں جن کی وجہ سے یہ قوم بام عروج سے فرشِ مذلت پر آئی۔ اندازِ تحریر بے انتہا دلکش ہے کہ قاری کی رگ حمیت بھڑک اٹھتی ہے اور حق و صداقت راہوں پر دوبارہ گامزن ہونے اور اپنا حال و مستقبل شاندار بنانے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

مولانا نجیب آبادی نے اسلامی خدمت اور عبادت سمجھ کر برہا برس کی محنت سے یہ مفصل اور مستند تاریخ مرتب کی ہے جس کی ہر سطر اسلامی سطوت و عظمت کی آئینہ دار ہے۔ پوری کتاب میں حتی الامکان ایسی تفصیلات سے پرہیز کیا گیا ہے جو مسلمانوں کے اندر نا اتفاقی پیدا کرنے اور اتحادِ اسلامی کو نقصان پہنچانے کا موجب ہوں لیکن اس احتیاط کی وجہ سے کتاب کی تاریخی حیثیت اور مؤرخانہ شان کو کوئی صدمہ نہ پہنچے۔ سیرت کے حصہ کے

بارے میں لکھا ہے کہ ”میں نے آنحضرتؐ کے حالات سب سے زیادہ صحاح ستہ سے لیے ہیں اور حدیث کی کتابوں کو تاریخ کی کتابوں پر ترجیح دی ہے تاریخ کی کتابوں میں طبری، الکامل لابن الاثیر، تاریخ مسعودی، تاریخ ابن خلدون اور تاریخ الخلفاء للسیوطی وغیرہ استفادہ کیا۔ اس طرح تاریخ کا بہترین خلاصہ اس کتاب میں آ گیا۔“ (۸۱)

## مولانا مفتی محمد شفیع \_\_\_\_\_ ”سیرت خاتم الانبیاء“

آپ ۱۳۱۳ھ مطابق ۱۸۹۶ء میں پیدا ہوئے۔ دیوبند کے رہنے والے تھے۔  
 ۱۳۳۶ھ میں دارالعلوم سے فارغ ہوئے اور ۱۳۶۸ھ، مطابق ۱۹۴۹ء میں پاکستان چلے  
 گئے وہاں دارالعلوم کے نام سے کراچی میں ایک درسگاہ قائم کی۔ پاکستان میں ان کو مفتی  
 اعظم کی حیثیت حاصل تھی اور اسی لقب سے یاد کیے جاتے تھے۔ ۱۳۹۶ھ ۱۹۷۶ء میں  
 وفات پائے۔ (۸۲)

سیرت خاتم الانبیاء : سیرت پر مختصر مگر نہایت جامع و مستند کتاب ہے جس  
 میں صرف ان حالات پر اکتفا کیا گیا ہے جو خاص طور سے حضور کی ذات اقدس سے متعلق  
 ہیں اور اسی اختصار کی وجہ سے اس کا ایک نام ”اوجز السیر الخیر البشر“ ہے لیکن اختصار کے  
 ساتھ اس کا خیال رکھا گیا ہے کہ جامعیت ہاتھ سے جانے نہ پائے۔ مسائل جہاد و تعدد  
 ازدواج وغیرہ پر مخالفین کے شکوک و شبہات کا شافی جواب دیا گیا ہے۔ کتاب کو مولانا  
 اشرف علی تھانوی نے پسند فرمایا۔ ۱۳۴۳ھ میں یہ کتاب شائع ہوئی۔ (۸۳)

ختم نبوت : ان کی دوسری کتاب ”ختم نبوت“ ہے۔ کتاب تین حصوں پر



مشمول ہے اور ۱۹۳۵ء میں شائع ہوئی۔ پہلا حصہ ”ختم نبوت فی القرآن“ کے عنوان سے ہے جس میں تقریباً ایک سو آیات قرآنی سے حضور اکرمؐ پر نبوت ختم ہو جانے کا ثبوت ہے۔ دوسرا حصہ ”ختم النبوة فی الحدیث“ کے عنوان سے ہے جس میں تقریباً دو سو احادیث سے اس مضمون کو ثابت کیا گیا ہے اور تیسرا حصہ ”ختم النبوة فی الآثار“ کے عنوان سے ہے جس میں اجماع امت اور سینکڑوں آثار صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین و علماء اسلام سے اس مضمون کا ثبوت ہے اس طرح آپ نے عربی زبان میں بھی ”ہدایہ المجتہدین فی آیۃ خاتم النبیین“ کے نام سے لکھا جو ۱۹۲۲ء میں شائع ہوا۔ (۸۴)

## مولانا عاشق الہی میرٹھی \_\_\_\_\_ ”اسلام“

یہ کتاب چار حصوں پر مشتمل ہے سیرت نبویؐ پر مفصل و مکمل ترین کتاب ہے چارہاں زمزم کی نمود سے لے کر وصال نبویؐ تک کے حالات و واقعات پر مشتمل ہے۔ ان کی ایک اور کتاب ”ماہتاب عرب“ کے نام سے ہے۔

## مولانا قاری محمد طیب \_\_\_\_\_ ”آفتاب نبوت“

قاری محمد طیب حضرت مولانا قاسم نانوتوی کے پوتے ہیں۔ ۱۳۱۵ھ / ۱۸۸۷ء میں پیدا ہوئے تاریخی نام مظفر الدین ہے ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۹۱۸ء میں دارالعلوم سے سند فضیلت حاصل کی پھر وہیں درس و تدریس کی خدمت انجام دینے لگے۔ پھر نائب مہتمم ہوئے ۱۳۲۸ھ / ۱۹۲۹ء میں اپنے والد مولانا حبیب الرحمن کے انتقال کے بعد مہتمم

بنائے گئے۔ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے صدر رہے (۸۵)۔

آفتابِ نبوت : ”قرآن کریم کی صرف ایک آیت ”وداعیا الی اللہ باذنہ  
وسراجاً منیراً“ (الاحزاب ۴۶) سے نبوتِ محمدیہ کی تمام امتیازی شانوں کا حکیمانہ اثبات  
ہے۔ گویا یہ آیت کریمہ سیرتِ نبوی کی تفصیلات کے لیے بمنزلہ تخم ہے جس میں سیرت کا  
شجرہ طیبہ سما یا ہوا ہے۔ کتاب بیک وقت سیرۃ محمدی بھی ہے اور حقیقت محمدیہ کا وہ ایماں  
افروز تعارف بھی ہے کہ جس سے زمانہ نبوت اور بعد از زمانہ نبوت پوری امت کی روحانی  
ترتیب کا تعلق رہا ہے۔ کتاب اپنی علمی مباحث، قوتِ دلائل اور ندرتِ استنباط کے لحاظ  
سے ممتاز ہے۔ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے۔

خاتم النبیین : آپ کی دوسری کتاب ”خاتم النبیین“ ہے جو پچھلے تمام جلیل  
القدر انبیاء علیہم السلام کے مخصوص کمالات ذاتِ محمدی میں بہ یک دم جمع ہونے کی بے مثال  
تفصیلات پیش کرتی ہے۔ اس کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آدم کی توبہ، نوح کی  
استجابت، ابراہیم کی گلزاری، یحییٰ، عیسیٰ، موسیٰ، یونس، صلیب، یحییٰ، عیسیٰ کا احیاء  
موسیٰ کس انداز سے ذاتِ محمدی میں ظاہرہ و جلوہ گر ہوا۔ ایک طرف کمالاتِ محمدی کا ذکر  
ہے دوسری طرف قاری صاحب کا قلم عقیدت و محبت میں ڈوبے ہوئے باصفا قلب کی دل  
نشینی ترجمانی کر رہا ہے (۸۶)۔ سیرت ہی کے موضوع پر آپ کی دوسری تصانیف یہ ہیں  
(۱) ”شان رسالت“، (۲) ”سیرت رحمت للعلمین“۔

مولانا احمد سعید بیچ آبادی \_\_\_\_\_ ”رسول اللہ“

مولانا اپنے دور کے مشہور خطیب تھے۔ زورِ خطابت کی وجہ سے ”سبحان الہند“  
کے لقب سے جانے جاتے تھے۔ سیرت کے موضوع پر مولانا کی عجیب و غریب تقریریں  
کتابی شکل میں شائع ہوئی ہیں۔ ”پہلی تقریر سیرت“، ”دوسری تقریر سیرت“ اسی طرح

مولانا نے سیرت پر ایک مختصر مگر جامع و عام فہم کتاب لکھی ہے جس کا نام ”رسول اللہ“ رکھا۔ سو سے زیادہ عنوانات قائم کر کے ضروری معلومات جمع کی ہیں۔ نبی کریمؐ نے جن غزوات میں شرکت کی یا صحابہ کو بھیجا ان کی بھی تفصیل ہے۔ (۸۷)

## مولانا قاضی زین العابدین \_\_\_\_\_ ”سیرت طیبہ“

قاضی زین العابدین سجاد مرٹھی ۱۳۲۸ھ مطابق ۱۹۱۰ء میں میرٹھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مرٹھ ہی میں ہوئی ۱۳۳۶ھ میں دارالعلوم سے فارغ ہوئے۔ فاضل ادب کا امتحان الہ آباد یونیورسٹی سے پاس کیا اور ہائی اسکول تک انگریزی پڑھی (الحرم) کے نام سے پرچہ نکالا جامعہ ملیہ اسلامیہ میں تاریخ و تفسیر کے پروفیسر کی حیثیت سے رہے۔ دارالعلوم دیوبند کے مجلس شوریٰ کے رکن رہے۔ (۸۸)

ندوۃ المصنفین دہلی نے تاریخ اسلام کے ایک مختصر مگر جامع و مستند سلسلہ کی ترتیب کا پروگرام بنایا اور اس کی ذمہ داری مولانا قاضی زین العابدین کے سپرد کی گئی تو انھوں نے ”تاریخ ملت“ کے عنوان کے تحت تین حصے مرتب کیے جو ۱۹۳۲ء تک شائع ہو گئے پہلا حصہ جو ”نبی عربی“ کے نام سے نہ صرف موسوم بلکہ کافی مقبول ہوا مسلم یونیورسٹی علی گڑھ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی اور دوسرے تعلیمی اداروں میں ہائی اسکول اور پری یونیورسٹی کے درجات میں داخل نصاب کیا گیا۔

لیکن مصنف کو کتاب کی اشاعت کے بعد یہ محسوس ہوا کہ وہ صرف ہائی اسکول کے درجہ کے طلبہ کی ضرورت پوری کر سکتا ہے اس سے اونچے درجوں کے لیے کافی نہیں ہے اس لیے ایک اور کتاب لکھی جو اس کمی کو پورا کر سکے اور واقعات کی تفصیل اور مباحث کی تحقیق اور انداز بیان کی خوبی میں بہتر ہو جس کو ”سیرت طیبہ“ کے نام سے ۱۳۸ھ مطابق

۱۹۶۷ء میں شائع کیا جو چار سو سے زائد صفحات پر مشتمل ہے اور سیرتِ طیبہ کے جملہ اہم واقعات و ضروری مباحث آگئے ہیں۔ (۸۹)

## باب دوازدہم

# مختصر سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

مولانا عمار احمد ————— ”رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم“

مولانا مدرسہ عربیہ بیت المعارف الہ آباد کے صدر مدرس بھی رہ چکے ہیں۔ ”رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم“ مولانا عمار احمد کی مختصر تالیف ہے جو انھوں نے ابتدائی درجوں کے طلباء کے لیے لکھی تھی۔ اس مختصر رسالے کی اشاعت ڈاکٹر محمد سعید ناشر کرمی پبلی کیشنز الہ آباد نے کی تھی۔ مرتب نے مقدمہ کے اختتام پر جو تاریخ لکھی ہے وہ ۱۳۰۰ھ ہے۔ یہ مختصر سیرت النبی صلعم کی ابتداء مولف کے مختصر مقدمے کے ساتھ مولانا محمد احمد پرتابگڈھی کی لکھی حمد اور نعت پاک سے ہوتی ہے سیرت کے واقعات کا بیان عرب کے جغرافیہ سے شروع ہوا ہے۔

## مولانا مناظر احسن گیلانی ————— ”النبی الخاتم“

گیلانی ضلع پٹنہ کا ایک چھوٹا سا گاؤں ہے اس گاؤں کو دینی و عملی دنیا میں متعارف کرانے کا سہرا مولانا مناظر احسن گیلانی کے سر ہے۔ دارالعلوم کے ماہوار رسالوں ”القاسم“ اور ”الرشید“ کی ادارت سے وابستہ رہے ۱۹۲۰ء میں عثمانیہ یونیورسٹی میں شعبہ دینیات کے استاد مقرر ہوئے اور ۱۹۲۹ء میں صدر شعبہ عہدے سے سبکدوش ہوئے۔ ۵ جون ۱۹۵۸ء میں مولانا نے وفات پائی۔

مولانا مناظر احسن گیلانی نے غالباً ۱۹۳۶ء میں ”النبی الخاتم“ لکھی۔ زیر نظر مختصر سیرت نبوی کو مکتبہ فیض دیوبند نے ۱۹۹۶ء میں شائع کیا ہے۔ یہ مختصر سیرت دو ابواب میں منقسم ہے۔ مصنف نے علامہ اقبال کے ایک فارسی شعر سے اس سیرت کی ابتداء کی ہے پہلا باب ان کی زندگی کا احاطہ کرتا ہے۔

آخر میں مصنف نے دعائیہ کلمات کے ساتھ اس سیرت کا اختتام کیا ہے۔

## مولانا راشد الخیری ————— ”آمنہ کالال“

مولانا راشد الخیری دہلی کے رہنے والے تھے وہ بچپن ہی میں یتیم ہو گئے تھے۔ اسی لیے ان کو اردو میں ”مصور غم“ کہا جاتا ہے۔ ناول نگاری اور افسانہ نویسی میں ان کا مقام بلند ہے۔

”آمنہ کالال“ سنہ اشاعت درج نہیں لیکن صاحب کتاب نے جو دیباچہ لکھا ہے اس کے اختتام پر اپنے نام کے ساتھ جو تاریخ تحریر کی ہے وہ اکتوبر ۱۹۲۹ء ہے۔ مصنف کے دیباچے کے بعد اصل کتاب کا آغاز صفحہ ۱۰ سے ہوتا ہے۔ تمہید کے بعد حضرت ابراہیم کی دعا کا خلاصہ بیان کیا ہے۔ آمنہ کالال مختصر سیرت کی کتاب ہے جس میں حضور

زندگی کے منتخب پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے تاکہ بچوں اور عورتوں کے سامنے آپ کی ایک قلمی تصویر آجائے۔ اس کتاب کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ جو واقعات اس میں درج ہوئے ہیں۔ وہ تمام تر مستند ہیں۔ اس کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ تاریخ سلام پران کی گہری نظر تھی۔

## مولانا محمد عاشق الہی میرٹھی \_\_\_\_\_ ”ماہ تابِ عرب“

آپ کی ولادت ۵ رجب المرجب ۱۲۹۸ھ مطابق ۳ جون ۱۸۸۱ء کو بروز جمعہ ہوئی۔ ان کی مشہور تصنیف ”تذکرہ الخلیل“ ہے جس میں حضرت مولانا مظفر حسین کاندھلوی، شیخ الہند حضرت مولانا محمد الحسن، حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم رائے پوری، مولانا صدیق احمد اور مولانا محمد یحییٰ کاندھلوی کے مختصر حالات بیان کیے ہیں مولانا محمد عاشق الہی کا انتقال یکم شعبان ۱۳۶۰ھ مطابق ۲۵ اگست ۱۹۴۱ء کو ہوا۔

”ماہ تابِ عرب“ مولانا موصوف کی پہلی سیرت کی کتاب ہے جس کو مکتبہ ملت دیوبند نے ۱۹۹۶ء میں شائع کیا۔ اگرچہ کہ یہ کتاب مولانا موصوف نے ۱۵ جمادی الاول ۱۳۴۳ھ میں مکمل کر لی تھی۔ یہ ایک مختصر تصنیف ہے۔

اس کتاب میں مصنف نے چار ابواب قائم کیے ہیں۔ باب اول میں ”نبوت کی ضرورت“ کے تحت بحث کی ہے باب دوم میں آپ کی پیدائش سے قبل کے حالات قلم بند کیے ہیں باب سوم میں آپ کی تعلیم و ترتیب پر مشتمل ہے۔ باب چہارم کے عنوان ہے۔ ”تذکیہ نفوس اور تکمیل“ اس باب میں مصنف نے آپ کے کام کی عظمت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ مصنف نے عام فہم زبان استعمال نہیں کی ہے بلکہ عربی فارسی کے بیٹھارے الفاظ اس میں آتے ہیں۔ اس لیے مشکل الفاظ کے مصنف نے فٹ نوٹ میں معنی بھی بتلائے ہیں۔

## مولانا احمد یار خاں نعیمی \_\_\_\_\_ ”شانِ حبیب الرحمن“

ان کا شمار بیسویں صدی کے مقتدر علمائے کرام میں ہوتا ہے انھوں نے متعدد مضامین اور بیسار تقاریر کے ذریعے آپ پر کیے گئے اعتراضات کا جواب دیا ہے۔ احمد یار خاں بہ حیثیت معلم، مفسر اور مفتی، مختلف عربی و دینی مدارس میں اپنے کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں۔ سلطنتِ مصطفیٰ در مملکتِ کبریا، صحابہ پیغمبری، سراج المباح، مشکوٰۃ المصابیح اور شانِ حبیب الرحمن مع آیات القرآن آپ کی مقبول عام تصانیف ہیں۔

سیرتِ نبویؐ کے تعلق سے ”شانِ حبیب الرحمن“ مع آیات القرآن مولانا کی ایک اہم کتاب ہے جو بشمول ضمیمہ ہے۔ مولانا نے اس کتاب کی ابتداء ۳ جون ۱۹۳۲ء مطابق جمادی الاول ۱۳۶۱ھ میں کی تھی اور محرم ۱۳۶۵ھ میں پائے تکمیل کو پہنچایا۔ یہ کتاب پہلی مرتبہ نامی پریس پیسہ اخبار اسٹریٹ لاہور سے شائع ہوئی اور ہندوستان میں جنید بک ڈپو گوجیدرہ ضلع بالیسر (اڑیسہ) نے شائع کی۔ اس میں مولانا نے ۱۰۳ آیات کریمہ کی تشریح و تفسیر سے آپ کی عظمت ثابت کی ہے۔

ان کی تحریر کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ مولانا موقع و محل کے اعتبار سے اشعار کا استعمال خوب کرتے ہیں۔

## مولانا قاری محمد طیب۔ ”شانِ رسالت“، ”خاتم النبیین“ اور ”آفتابِ نبوت“

ان کا شمار حضرت علامہ انور شاہ کشمیری کے مخصوص و معروف شاگردوں میں ہوتا ہے۔ آپ نے متعدد کتابیں دینی و مذہبی عنوانات کے تحت تصنیف کی ہیں۔ جن میں اسلام اور فرقہ واریت، روایات الطیب، مشاہیر امت، مقالات طیبات، عالمی مذہب



اسلام اور مغربی تہذیب، کلمہ طیب اور فلسفہ نماز شامل ہیں۔

سیرت نبویؐ پر آپ کی تین کتابیں منظر عام پر آئی ہیں۔ یہ تینوں کتابیں شان رسالت خاتم النبیین اور آفتاب نبوت کافی مقبول ہوئیں۔

شان رسالت : یہ تصنیف ادارہ تاج المعارف دیوبند (یوپی) نے دسمبر ۱۹۵۴ء میں شائع کی تھی۔ مولانا موصوف نے سیرت نبویؐ کے روح پرور موضوع پر ایک خصوصی نقطہ نظر سے بحث کی ہے۔

خاتم النبیین : مولانا کی یہ دوسری سیرت نبویؐ ہے جو ادارہ تاج المعارف دیوبند نے سہ ماہی سلسلے مطبوعات میں ۱۹۵۸ء میں شائع کی تھی۔ خاتم النبیین سیرت پاک پر ایک مختصری تالیف ہے۔

آفتاب نبوت : مولانا کی ایک اور ماہیہ ناز تصنیف جو مضامین سیرت نبویؐ سے مزین ہے جس سے آپ کی ایک عظیم صفت ”سراج منیرا“ کی وضاحت جامع و مبسوط اور دلائل و براہین کے ساتھ کی گئی ہے۔

## ڈاکٹر مصطفیٰ سباعی \_\_\_\_\_ ”سیرت النبیؐ“

”سیرت النبیؐ“ دراصل ڈاکٹر مصطفیٰ سباعی کی ان تقاریر کا مجموعہ ہے جو انھوں نے دمشق شریعت کالج کے طلبہ و طالبات کے سامنے کی تھی۔

محترم جناب منزل حسین فلاحی نے اپنے استاد ڈاکٹر مصطفیٰ سباعی کی تقاریر (نوٹس) کا اردو ترجمہ کر کے کتابی شکل میں شائع کیا اور سیرت نبویؐ نام تجویز کیا۔ جیسے ہندوستان پبلی کیشنز دہلی نے مارچ ۱۹۸۷ء کو شائع کیا۔ یہ مختصر سیرت ہے۔

مصنف نے آغاز کتاب سے پہلے ایک جامع مقدمہ تحریر کیا ہے جو دو بحثوں پر مشتمل ہے۔ (۱) سیرت نبویؐ کی خصوصیات اور اس کے مطالعہ کا فائدہ، (۲) سیرت کے

صحیح ماخذ اور مراجع۔

ڈاکٹر مصطفیٰ سبائی نے کل تقاریر کا مسودہ تیار کر دیا تھا لیکن کتاب ہذا میں صرف چھ تقاریر کو ہی اردو میں منتقل کیا گیا ہے جس کی طرف مترجم نے ابتدائی صفحات میں اشارہ بھی کیا ہے اور یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ مستقبل قریب میں بقیہ چار ابواب کا ترجمہ بھی اس کتاب کی دوسری اشاعت میں شائع کیا جائے گا۔

مولانا احمد سعید \_\_\_\_\_ ”سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم“

مولانا کا شمار عصر حاضر کے ممتاز علماء میں ہوتا ہے۔ انھوں نے سیرت محمد کے علاوہ ”کشف الرحمن“ اور ”رسول کی پیاری باتیں“ کے نام سے دو اور کتابیں شائع کی ہیں۔ ”رسول کی باتیں“ مولانا احمد سعید کی وہ تالیف ہے جس میں انھوں نے مختلف عنوانات کے تحت احادیث کو جمع کیا ہے۔ زیر نظر کتاب ”سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم“ مولانا احمد سعید کی پہلی سیرت کی کتاب ہے جو انھوں نے ۱۹۸۸ء میں مکمل کی تھی۔ اس سیرت کو مصنف نے ۹۵ ذیلی سرخیوں میں منقسم کیا ہے ان سرخیوں کو پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ موصوف نے جن واقعات کا بھی انتخاب کیا ہے ان کو تاریخی ترتیب سے پیش کیا ہے۔

”سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم“ ایک مختصر سیرت ہے جو خاص کر کم پڑھے لکھے لوگوں اور خواتین و بچوں کی معلومات میں اضافہ کرتی ہے۔ زبان عام فہم ہے۔

سید امین الحسن ندوی \_\_\_\_\_ ”محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی“

کتاب کا نام ”محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی“ رکھا ہے۔ جیسے ۱۹۹۷ء میں اسلامک بک سروس نئی دہلی نے شائع کیا۔ یہ سیرت بغیر فہرست مقدمہ یا پیش

لفظ کے رسول کے شجرہ مبارک سے شروع ہوتی ہے۔ زیرِ نظر کتاب میں جن موضوعات و واقعات کا مصنف نے انتخاب کیا ہے شروع سے آخر تک مصنف نے بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ ان پر روشنی ڈالی ہے۔

## حکیم شرافت حسین رحیم آبادی — ”حیاتِ النبی صلی اللہ علیہ وسلم“

”حیاتِ النبی صلی اللہ علیہ وسلم“ بچوں کے لیے لکھی گئی ایک مختصر تالیف ہے یہ کتاب منظور بک ڈپو دہلی نے شائع کی ہے اس کتاب کو دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولف کا ارادہ ایک ایسی سیرت نبویؐ لکھنے کا تھا جو مسلمان بچوں اور طالب علموں کے لیے مفید ہوتا۔ تالیف حیاتِ النبیؐ کی ضخامت پہلے ہی سے مولف کے ذہن میں رہی ہے۔ اس لیے انھوں نے بغیر تمہید و فہرست آپؐ کی ولادت باسعادت کے ذکر سے کتاب کا آغاز کیا ہے اور صرف ایک ایک جملے میں ایک ایک واقع کی طرف اشارہ کیا ہے۔

## محمد رفیع — ”آدم سے محمدؐ تک“

ان کی کتاب کا نام ”آدم سے محمدؐ تک“ ہے جس کو مکتبہ ملت دیوبند نے شائع کیا ہے۔ اس کتاب میں ۱۳۰ صفحات پر حضرت آدمؑ سے حضرت عیسیٰؑ و اصحاب کہف تک حالات درج ہیں صفحہ ۱۰۴ سے آپؐ کی سیرت کی چند جھلکیاں پیش کی گئی ہیں تقریباً ۷۰ صفحات پر آپؐ کی حیاتِ مقدسہ کو پھیلا یا گیا ہے مصنف نے یہ کتاب بچوں کے لیے لکھی ہے۔ اس کتاب کی تیاری میں بقول مصنف مولانا اشرف علی تھانوی کی کتاب ”نشر الطیب۔۔۔“ سے مدد لی گئی ہے۔

## پروفیسر حمید اللہ شاہ ہاشمی \_\_\_\_\_ ”رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم“

”رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم“ بچوں کے لیے لکھی گئی یہ ایک مختصر تالیف ہے۔ اس کتابچے کو مکتبہ جامعہ جام نور نئی دہلی نے شائع کیا۔ پروفیسر موصوف نے اپنی اس تصنیف میں ۱۵ ابواب قائم کیے ہیں اور ۴۱ ذیلی عنوانات کے تحت تک ملک عرب کے حالات سے لے کر وصال تک کے واقعات سمونے کی کوشش کی ہے۔

## مولانا محمد عنایت احمد \_\_\_\_\_ ”تواریخ حبیب اللہ“

اپنے وقت کے جید علماء میں مولانا محمد عنایت احمد کا شمار ہوتا ہے انھوں نے سیرت النبیؐ پر ۱۲۷۵ھ میں حکیم محمد امیر خاں کی خواہش پر ”تواریخ حبیب اللہ“ تالیف کی جس کو ماہ شوال المکرم ۱۳۳۵ھ مطابق ماہ آگست ۱۹۱۷ء کو مطبوعہ مجیدی کانیپور نے شائع کیا۔ یہ سیرت تین ابواب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔ مصنف نے ”تواریخ حبیب اللہ“ کو انڈومان میں اپنے حافظہ کی مدد سے لکھی تھی۔ جیل سے رہائی کے بعد کتب حدیث و سیر معتبرہ سے اسے مستند رسالہ بنا دیا ہے۔ (۹۰)

سب تالیف کے بیان کے بعد سیرت ہذا کی ابتداء باب اول سے ہوتی ہے۔ اس میں مصنف نے چھ فصلیں قائم کی ہیں۔ فصل اول میں آپؐ کے نور مبارکہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ دوسری فصل میں آپؐ کی ولادت باسعادت کا بیان ہوا ہے۔ تیسری فصل آپؐ کے ایام رضاعت اور دیگر بچپن کے حالات کا احاطہ کرتی ہے۔ چوتھی فصل میں آپؐ کے عالم شباب کے بعض واقعات تا نبوت بیان ہوئے ہیں۔ پانچویں فصل میں نبوت کے آغاز

سے لے کر معراج تک کے تمام واقعات کا احاطہ کیا گیا ہے۔ چھٹی فصل صرف معراج کے بیان میں صرف ہوئی ہے۔

باب دوم : ہجرت مدینہ سے لے کر آپ کے وصال مبارک تک کے حالات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ یہ باب قدر طویل ہے اس میں مولانا موصوف نے تیس فصول قائم کیے ہیں۔

بہر حال قدیم سیرت کی کتابوں میں یہ ایک اہم کتاب ہے یہی وجہ ہے کہ ان کے بعد آنے والے سیرت نگاروں نے اس کتاب کے حوالے اپنی سیرت کی کتابوں میں دیے ہیں۔

## سوامی لکشمی پرشاد \_\_\_\_\_ ”عرب کا چاند“

اردو زبان و ادب کی قدیم روایت ہے کہ بلا امتیاز مذہب و ملت اور رنگ و نسل ہر ایک نے اردو زبان و ادب کی ترقی میں اپنا رول ادا کیا ہے۔ اپنی ادبی و فکری تخلیقات سے اس کے سرمایے کو وسعت بخشتا ہے۔ خصوصیت کے ساتھ صنف شاعری کے فروغ میں مسلمان ادباء کے ساتھ ساتھ ہندو ادباء کی ایک کثیر تعداد مل جاتی ہے جنہوں نے مختلف اصناف میں طبع آزمائی کی۔ لیکن ایک خاص صنف جس میں آپ کی توصیف بیان کی جاتی ہو جس کی ذاتِ طیبہ سے مسلمانوں کا راست تعلق ہے لیکن ہندو ادیب بھی اس صنف کے ذریعے آپ کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت پیش کرتے رہے نظم ہو کہ نثر ہر میدان میں بڑھ چڑھ کر اپنی والہانہ محبت کا اظہار بھی کرتے رہے کبھی مضمون و مقالہ کی شکل میں تو کبھی کتابچہ کی صورت میں انہیں میں ایک نوجوان ادیب اس مبارک موضوع لکھنے کی سعادت حاصل کی جن کا نام سوامی لکشمی پرشاد ہے۔ جن کا تعلق ٹوہانہ ضلع حصار سے تھا سوامی لکشمی پرشاد ۱۹۳۹ء میں ٹوہانہ میں وفات پائی۔ جنہیں علم و ادب کے دو شعبوں سے خاص شغف تھا

پہلا طب اور دوسرا تاریخ۔ ان کا یہ نظریہ تھا کہ طب کے ذریعے بیمار ذی روح کا علاج ہوتا ہے اور تاریخ سے بیمار قوموں ملت کا۔ چنانچہ طب کے میدان میں کرشن کنور کے فرضی نام سے کئی سال تک رسالہ ”آپ حیات“ ٹوہانہ ضلع حصار سے نکالتے رہے۔ دوسری طرف تاریخ کے میدان میں انھوں نے اپنی فکر کے پس منظر میں ”عرب کا چاند“ طلوع کیا۔

**عرب کا چاند :** زیر مطالعہ کتاب ”عرب کا چاند“ مذکورہ مصنف کی سعی پیہم کا نتیجہ ہے۔ جس نے قومی و ملی تعصب سے بالاتر رہ کر حقیقت شناس کے جذبے سے رحمت للعلمین کی حیات مبارکہ کو ادبی طرز میں پیش کیا۔ زیر نظر تصنیف کو پہلی مرتبہ مکتبہ الحسنات دہلی نے ۱۹۹۰ء میں شائع کیا تھا۔

سوامی پرشاد نے اس کتاب کا آغاز ”بعثت“ دنیا کے مطلع پر جہالت کی گھنگھور گھٹائیں کی ذیلی سرخی سے کیا ہے۔ قبل ازیں تمہید میں مصنف نے موجودہ عہد کا ہندوستان اور عہد جاہلیت کے عرب کا موازنہ کر کے یہ امر ثابت کیا کہ جس طرح عرب کی جہالت کو دور کرنے کے لیے آپ کی ضرورت تھی اسی طرح موجودہ دور کے ہندوستان کی جہالت کو ختم کرنے اور ایک صحت مند معاشرے کی تعمیر کے لیے آپ کی تعلیمات پر عمل آوری ضروری ہے۔

سوامی لکشمی پرشاد نے ”بعثت“ کی ضرورت پر بحث کرتے ہوئے اس امر کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ دنیا میں مسیح ابن مریم کے بعد پھر ایک بار دنیا میں ہر قسم کی برائی عام ہو گئی تھی۔ تب اللہ تعالیٰ نے آپ کو عرب میں مبعوث فرمایا۔

اس کے بعد مصنف موصوف نے کعبہ کا مختصر تعارف پیش کیا ہے پھر نور محمدی کا ذکر کیا ہے اس ضمن میں مصنف نے اختر شیرانی کی نظم ”شمع حرم“ مکمل نقل کر دی ہے۔ اس کے بعد مصنف نے ”شمع حرم کی شعاع ریزیاں“ کی سرخی کے تحت آپ کا نسب پیش کیا ہے۔ آپ کی پیدائش سے قبل کے واقعات کے علاوہ آپ کی پیدائش سے متعلق مختلف پیشن گوئیوں کا ذکر بھی کیا ہے۔ نبوت کے اعلان سے قبل کے اخلاق حمیدہ اور

حالات مبارکہ کو بھی زیر بحث لایا ہے۔ اسی طرح آپ کی عبادت و ریاضت وغیرہ پر بھی مختصر بحث کی ہے۔

آپ پر پہلی وحی کا نازل ہونا حضرت خدیجہ کا آپ کو تسلی دینا، آپ کی نبوت پر ورقہ بن نوفل کی شہادت وغیرہ کے واقعات پر اختصار سے کام لیا ہے۔ پھر حضرت خدیجہ اور حضرت ابوبکر کے قبول اسلام پر روشنی ڈالتے ہوئے توحید کی عام دعوت کا تفصیلی جائزہ پیش کیا گیا ہے پھر کفار مکہ کے غیظ و غضب کی داستان بیان کی ہے۔

ہجرت حبشہ کے واقعات، نجاشی کے دربار میں کفار کی سفارت، کفار کی عیارانہ سازشیں، حضرت حمزہ اور حضرت عمر کا قبول اسلام، شعب ابی طالب نے قید و بند کی مشقتیں، حضرت بلال، حضرت خباب، حضرت عمار بن یاسر اور حضرت صہیب رومی پر ظلم و ستم وغیرہ کے حالات پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ علاوہ ازیں آپ کا سفر طائف اور وہاں پر آپ پر ہونے والی اذیتوں کے بیان کے ساتھ آپ کے صبر و تحمل کا بھی ذکر کیا ہے۔ پھر اسلام کی دعوت کے کئی منصوبوں کا احاطہ کیا ہے۔ نیز بیعت عقبیٰ اولیٰ و ثانیہ اور مدینہ میں اسلام کی کامیابی جیسے سرخیاں بنا کر سوامی لکشمی پر شادمانے کی دور کا اختتام کیا ہے۔

ہجرت مدینہ کا ذکر مصنف نے بڑے والہانہ انداز میں کیا ہے جو اسلامی تاریخ کا اہم موڑ ہے اور اس واقعہ کو ذرا تفصیل سے پیش کیا ہے مدینے میں آپ کی آمد پر جو واقعات رونما ہوئے ان کی تفصیل پیش کی گئی ہے نیز آپ کے ابتدائی معاہدے جو سرورازان یہود کے ساتھ ہوئے تھے اس کی تفصیل پیش کی ہے۔

اس عہد کا اہم واقعہ تحویل قبلہ ہے پر شادمانے اس واقعہ کو بیان فرما کر جنگ بدر کو مفصل پیش کیا ہے۔ اس کے بعد حضرت فاطمہ الزہراء کے نکاح کے واقعات پیش کر کے جنگ احد کا بھرپور جائزہ لیا ہے۔ جنگ کے اسباب، اس کی تیاریاں، منصوبے، آپ کے جانثاروں کی قربانیاں اور آپ سے ان کی والہانہ محبت کا ذکر کرنے بعد ہجرت کے چوتھے سال ہونے والے سات لڑائیوں پر زور قلم صرف کیا ہے۔ اسلام کی ترویج میں کفار کے



علاوہ منافقین نے بھی رکاوٹیں پیدا کیں۔ مصنف موصوف نے ان واقعات کو کافی اہمیت دی ہے اور اس پر تفصیل سے لکھا ہے۔

”جنگِ احزاب“ آپ کی زندگی میں لڑی جانے والی جنگوں میں سب سے بڑی جنگ ہے جو جنگِ خندق کے نام سے مشہور ہے۔ اس جنگ سے متعلق بھی کافی معلومات فراہم کی گئی ہیں بعد ازیں یہودیوں کے قلعوں کا محاصرہ، یہودیوں کی صلح کی درخواست اور آپ کی کریم النفسی کا احاطہ کیا ہے۔ نیز ہجرت کے پانچویں سال کے اہم واقعات مثال کے طور پر عورتوں کے لیے پردے کا حکم اور تیمم کا حکم وغیرہ پیش کیا ہے۔

ہجرت کے چھٹے سال کے اہم واقعات میں صلح حدیبیہ قابل ذکر ہے۔ لکشمی پرشاد نے اس واقعہ کو تفصیل سے لکھا ہے پھر خیبر کی فتح اور آپ کے سلاطین کو پیغامات پر روشنی ڈالی ہے۔ فتح مکہ، جنگِ حنین، غزوہ تبوک اور حجۃ الودع کا مختصر جائزہ لیا ہے اور آخر میں آپ کے وفات پر مختصر بحث کی ہے۔

## مولوی عبدالقیوم خاں \_\_\_\_\_ ”درس اخلاق“

یہ ایک اردو کے موظف استاد تھے انھوں نے بچوں کے لیے آسان اور سلیس زبان میں درس اخلاق پیش کیا ہے۔ یہ مختصر تصنیف Non Detailed Text کی حیثیت سے ۱۹۷۰ء میں میسور ریاست کے بیس اضلاع میں پڑھائی جاتی رہی۔ یہ تصنیف صرف ۴۰ صفحات پر مشتمل ہے کتاب میں تیرہ عام فہم اور کارآمد سرخیاں شامل ہیں۔ سرخیوں کی تفصیل یوں ہے۔

- (۱) اچھی زندگی (۲) ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم (۳) اخلاقِ النبی
- (۴) ہمارے رسول کا انصاف (۵) ہمارے رسول غریبوں سے محبت کرتے تھے
- (۶) ہمارے رسول بڑے ہمدرد اور رحم دل تھے (۷) دشمنوں سے ہمارے حضور کا برتاؤ
- (۸) ہمارے رسول گھر کا کام آپ خود کر لیتے تھے (۹) ہمارے رسول کی سخاوت

(۱۰) ہمارے رسولؐ بچوں پر شفقت فرماتے تھے (۱۱) ہمارے رسولؐ صفائی کو بہت پسند فرماتے تھے (۱۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتیں (۱۳) ماں باپ کا ادب۔

مصنف موصوف نے بچوں کے ذہن کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ کتاب لکھی ہے۔ انھوں نے بات پیش کی ہے کہ اگر بچے ان چیزوں پر عمل کریں تو ان کے اخلاق و عادات اچھے ہوں گے اور وہ آنے والی زندگی میں اعلیٰ مقام حاصل کریں گے۔

اس کتاب میں مولانا نے ابتداً آپ کی حیات مقدسہ کا مختصر تعارف کیا ہے جس میں آپ کی ولادت باسعادت سے لے کر بت پرستی کے خاتمے تک کے اہم واقعات بیان کیے ہیں۔ اس کے بعد آپ کے اسوہ حسنہ کی تفصیل پیش کی ہے۔ فی الجملہ مولانا نے آپ کے اخلاق حمیدہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ہر مضمون میں آپ کی زندگی سے مثالیں دی ہیں۔ ہر مضمون کے اختتام پر مشقی سوالات دیے گئے ہیں۔ زبان اور انداز بیان انتہائی سلیس اور عام فہم ہے۔

## مولوی بشیر الدین احمد شریف — ”مختصر سیرت النبیؐ“

افضل العلماء و بشر الدین احمد شریف CMA ہائی اسکول بنگلور کے ایک معزز استاد تھے۔ انھوں نے ہائی اسکول کے طلبہ و طالبات کے لیے ایک مختصر سیرت النبیؐ تصنیف کی تھی جس کو محکمہ تعلیم ریاست کرناٹک نے دسویں جماعت کے لیے منظور کیا تھا اس تصنیف کو مسلم بک ڈپو بنگلور نے شائع کیا۔ اس تصنیف میں کل ۱۱۴ اسباق شامل ہیں۔ کتاب کی ابتداء پہلے مضمون ”سیرت رسولؐ کے مطالعہ کی ضرورت“ سے کی ہے یہ مضمون کتاب کی تمہید کے طور پر لکھا گیا ہے۔ دوسرے مضمون سے اصل کتاب کا آغاز عام سیرتوں کی طرح آپؐ کی ”بعثت“ کے وقت دنیا کی کیا حالت تھی سے کیا ہے۔ تیسرے مضمون میں مولانا نے ولادت رسولؐ آپؐ کے بچپن اور جوانی کا مختصر حال پیش کیا ہے۔ آپؐ کے دادا عبدالمطلب اور والد حضرت عبداللہ کے متعلق مختصر معلومات فراہم کی ہیں۔ چوتھے مضمون میں ”رسالت و تبلیغ“ کے متعلق بحث کی ہے اس میں آپؐ کی بے نیازی، غور و فکر کی عادت، آپؐ کی عبادت و ریاضت پر بحث کی گئی ہے۔ بعد ازاں نزول وحی کی

تفصیلات دی گئی ہیں پھر آپ کی دعوت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

پانچواں مضمون ”نبی رحمت پر مزید ظلم و ستم“ کے بیان کا احاطہ کیا گیا ہے اور اس میں ان اہم واقعات کا جائزہ لیا گیا ہے جن کا تعلق قریش کی ایذا رسانی سے ہے۔ اس میں حضرت حمزہؓ اور حضرت عمرؓ کے قبولِ اسلام کی تفصیلات بھی دی گئی ہیں۔ نیز طائف کا سفر اور دیگر قبائل میں اسلام کی تبلیغ کا جائزہ لیا گیا ہے۔ چھٹے مضمون میں معراج کا حال بیان کیا گیا ہے۔ ساتویں اور آٹھویں مضمون میں مدینہ میں اسلام کی اشاعت اور اہل مدینہ کی بدلتی ہوئی قسمت پر اظہارِ خیال کرتے ہجرت مدینہ کا نقشہ کھینچا ہے۔ نویں مضمون سے مدنی زندگی کا آغاز ہوتا ہے۔ دسویں مضمون میں مشہور معرکوں کا حال پیش کیا گیا ہے اس میں غزوہ بدر سے غزوہ تبوک تک کی جنگوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ گیارھویں مضمون حجۃ الوداع اور وفاتِ نبویؐ پر محیط ہے، بارھویں مضمون میں آپؐ کی سیرتِ طیبہ کی جھلکیاں پیش کی گئی ہیں تاکہ اختتامِ کتاب پر بچوں کو وہ باتیں ذہن نشین ہو جائیں تاکہ جس مقصد کے تحت اس کتاب کو شاملِ نصاب کیا گیا ہے۔ مصنف نے اس تصنیف میں جا بجا مسدسِ حالی اور شاہنامہٴ اسلام سے استفادہ کیا ہے۔

## حشمت النساء بیگم \_\_\_\_\_ ”سیرت رسول“

حشمت النساء بیگم کا تعلق جنوبی ہند کے مشہور اور دینی شہر ویلور سے ہے۔ آپ مولانا مسلم ویلوری کی اہلیہ ہیں۔ ان کی تصنیف ”سیرت رسول“ ریاست کرناٹک کے ہائی اسکول کے نصاب میں ۶۳-۱۹۶۲ء سے شامل تھی۔ جس کو فیروز بک ڈپو بنگلور نے شائع کیا ہے۔

کسی تمہید، پیش لفظ اور دیباچہ کے بغیر اس مختصر سیرت کا آغاز، پیغمبر اسلام سے پہلے دنیا کی عام حالت سے ہوتا ہے پھر عرب کی عام حالت کا منظر پیش کیا گیا ہے۔ اس دو سرخیوں کے تحت مصنفہ نے مولانا الطاف حسین حالی کی مشہور نظم مدوجزرا اسلام کے بندوں پر اکتفا کیا ہے۔

پیغمبر اسلام کا ظہور عنوان قائم کر کے حشمت النساء نے آپ کی پیدائش، آپ کے والدین دادا اور چچا کا مختصر حال لکھا ہے پھر بعثت محمدی کا ذکر کر کے تبلیغ آپ کے مقاصد اور دعوت عام کے مخصوص واقعات کو پیش کیا ہے۔ علاوہ انہیں آپ کی استقامت کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔

پھر حبشہ کی ہجرت، قریش کے ظلم میں زیادتی، اس کے جواب میں آپ کا

استقلال، قریش مکہ کا آپ کے خاندان اور رشتہ داروں سے ترک تعلق، ابوطالب اور حضرت خدیجہ کی وفات کا مختصر ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد طائف کا سفر، معراج اور مدینہ میں اسلام جیسے عنوانات قائم کر کے ان کا مختصر حال پیش کیا گیا ہے۔ ہجرت کے تعلق سے مفصل بحث کی گئی ہے تاکہ بچوں کو ہجرت کی اہمیت معلوم ہو سکے نیز اتحاد کے زیر عنوان ہجرت کے بعد انصار و مہاجرین کے درمیان آپ نے جو محبت و اخوت پیدا کی اس کا احاطہ کیا ہے۔ بعد ازیں بچوں میں اسلامی حمیت اجاگر کرنے کی غرض سے اسلامی جنگوں پر روشنی ڈالی ہے اور صرف مشہور جنگوں کا ذکر کیا ہے جن میں جنگ بدر، جنگ احد، جنگ خندق، جنگ موتہ، فتح مکہ، جنگ حنین اور جنگ تبوک وغیرہ اس اثناء میں رونما ہونے والے تاریخ ساز واقعہ صلح حدیبیہ کا بھی مفصل حال پیش کیا ہے۔ نیز صلح مدیبیہ کے بعد اسلام کے پھیلنے اور پھولنے میں جو تیزی آئی اس کا بھی ذکر کیا ہے۔

حشمت النساء نے آپ کے آخری حج کے مختصر حالات پیش کیے ہیں آپ نے اس موقع پر جو خطبہ دیا تھا اس کو ”آخری وصیتیں“ سے تعبیر کیا ہے اور خطبے کا خلاصہ بیان کر کے آپ کے آخری لمحات کی طرف اشارہ کیا ہے اور آپ کے وصال مبارک اور تجہیز و تکفین کا بھی احاطہ کیا ہے۔ اختتام کتاب میں آپ کی سیرت اور آپ کی تعلیمات پر روشنی ڈالی ہے۔ پھر آپ کی ۴۰ احادیث کو نقل کیا ہے۔ مصنف نے کتاب کے آخر میں مشقی سوالات بھی دیئے ہیں۔

## باب سیزدہم

### ناول کے انداز میں سیرت نگاری

مولانا عبدالحلیم شرر لکھنوی \_\_\_\_\_ ”جو پائے حق“

حضور اکرم کی سوانح عمری ناول کے اسلوب میں لکھی گئی ہے پوری کتاب فصلوں کی ترتیب سے اکیس خطوں پر مشتمل ہے اس کتاب کے تین حصے ہیں۔

مولانا صادق حسین سردھنوی \_\_\_\_\_ ”آفتابِ عالم“

نبی کریم کی حیاتِ طیبہ مکمل و مستند ناول کے انداز میں لکھی ہوئی کتاب جس نے دنیائے اسلام میں ہل چل مچادی تھی۔ خود صاحب کتاب لکھتے ہیں کہ: ”میرا یہ کبھی خیال نہیں ہوا کہ سیرۃ النبی پر کوئی ناول لکھوں۔ اس کی سب سے بڑی وجہ اپنی کم بضاعتی اور بے مائیگی ہے۔ دوسری وجہ سؤ ادبی طبیعت ہچکچاتی تھی اور دل دکھتا تھا لیکن یہ رکاوٹ ایک خواب کے ذریعہ عجیب و غریب انداز سے دور کر دی گئی۔ (۹۱)

## ماہر القادری مدیر فاران \_\_\_\_\_ ”دریتیم“

دریتیم ناولوں کے انداز پر لکھا گیا ہے لیکن اس ناول کا ہیرو وہ انسانِ کامل ہے جس سے بہتر انسان پر آج تک سورج طلوع نہیں ہوا ہے۔ یہی ذاتِ سید الانبیاء والرسل ہے۔ اس کے واقعات تاریخی اساس اور روایتی شہادتیں رکھتے ہیں۔ درایت کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ بعض کیفیات اور تفصیلیں زبانِ حال سے بیان ہوئی ہیں جس میں ناول نگاری کی تمثیل شامل ہو گئی ہے (۹۲)۔ خود مصنف کا خیال ہے کہ میرے بہت سے ناول چھپ کر منظرِ عام پر آچکے ہیں لیکن ”دریتیم“ میرے لیے ذخیرہ عقبیٰ اور توشہٴ آخرت ہے۔ نہ جانے کتنی بار خود ہی لکھتے لکھتے بے اختیار رو دیا ہوں۔ یہی آنسو میری زندگی کا سرمایہ اور میری خوشیوں کی گراں قدر متاع ہے۔ یہ ناول اتنا مقبول ہوا کہ کئی ایڈیشن نکل چکے ہیں۔

## ڈاکٹر محمد عنایت اللہ سبحانی \_\_\_\_\_ ”محمد عربی“

ڈاکٹر محمد عنایت اللہ سبحانی اصلاحی مدرسہ الاصلاح سرانمیر اعظم گڑھ سے سندِ فضیلت حاصل کی جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ سے ایم۔ اے اور پی ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی اور جامعۃ الفلاح میں تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

محمد عربی : سیرت نبوی پر ایک انوکھی کتاب اندازِ بیان مختلف، آسان سلیس زبان دلچسپ مگر مستند مختصر اور جامع یہ کتاب درحقیقت ایک عربی کتاب کا نقشِ ثانی ہے جو مصر میں محکمہ تعلیم و تربیت نگرانِ عام استاد، محمد احمد برائق کی نگرانی میں مرتب ہوئی یہ دراصل سیرت نبوی پر ایک سلسلہ ہے جو چودہ حصوں پر مشتمل ہے۔ مولانا سبحانی صاحب



نے اس عربی کتاب کی ابتداء سے انتہاء تک پیروی کی اور اس کی ترتیب کو باقی رکھا۔ اسی کے اندازِ بیان اور اسلوبِ نگارش کو برقرار رکھنے کی حتی المقدور کوشش کی پھر بھی اس کے پابند نہیں رہے بلکہ بقدر ضرورت اصلاح و ترمیم حذف و اضافہ سے بھی کام لیا۔ اصل کتاب میں تاریخوں کا اہتمام نہ تھا۔

انہوں نے اس کا اہتمام کیا کہیں اختصار کے بجائے تفصیل سے کام لیا اور کہیں اس کے برعکس (۹۳)۔ مولانا نے سیرت ہی کے موضوع پر ایک اور کتاب ”جلوۃ فاراں“ کے نام سے لکھی پہلی کتاب ”محمد عربی“ کے زیادہ تر ابواب اس دور سے تعلق رکھتے ہیں جب اسلام کمزور تھا، مظلوم تھا۔ اس کی حیثیت ایک کمزور نوخیز پودے کی تھی جو ہر طرف سے بجلیوں اور طوفانوں کی زد میں تھا۔ اس کی سلیمت خطرے میں تھی۔ اپنے تحفظ کی فکر رہتی اور دشمنوں سے برابر اندیشے رہتے تھے لیکن ”جلوۃ فاراں“ میں دعوت و تحریکِ دفاعی سے زیادہ اقدامی حالات میں نظر آتی ہے۔ حملے روکنے کے بجائے خطرات کا تعاقب کر رہی ہے۔ بجلیوں سے گھبرانے کے بجائے بجلیوں سے آنکھ مل رہی ہے وہ افراد کے بجائے قوموں، قبیلوں، سلطنتوں سے خطاب کر رہی ہے وہ دنیا کے عظیم فرما رواؤں اور بادشاہوں کے نام پیغام جاری کر رہی ہے صلح و امان کا خواستگار نہیں بلکہ دوسری طاقتیں اب اس کے سایہ میں امان تلاش کر رہی ہے۔ کتاب کے مقصد کو ظاہر کرتے ہوئے مولانا لکھتے ہیں اس کتاب کی جمع و ترتیب کا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ ملت کے نوجوانوں کے اندر انہیں جذبات ابھارا جائے۔ اس شعور کو پیدا کیا جائے۔ چراغِ مصطفوی کی آبیج و کھان کر ان کے لہو میں گرمی پیدا کی جائے۔ ان کے اندر پروانے کی خو پیدا ہو جائے وہ صحیح معنوں میں شمعِ رسالت کے پروانے بن جائیں اور اسی جلوۃ فاراں کی دل آویزی سے اس قدر مسحور ہو جائیں پھر کسی اور جلوے کے خواہش مند نہ رہ جائیں کتاب کی زبان زیادہ سے زیادہ سادہ عام فہم، شیرین و شگفتہ ہے۔ پہلی بار ۱۹۷۹ء میں شائع ہوئی۔ (۹۳)

## علی اصغر چودھری \_\_\_\_\_ ”محمد آغوش آمنہ سے غارِ حرا تک“

مصنف کا منشاء اس کتاب کی تصنیف سے ہے کہ وہ ناولوں کے انداز میں سادہ اور عام فہم زبان میں حکایت قد آں یار دلنواز کو پیش کر کے ان طبقوں کو حضور اکرمؐ کے قریب کریں جن کے لیے ٹھوس علمی و تحقیقی کتابیں پڑھنا مشکل ہے۔ ذکر حبیب سے مقصود عشقِ حبیب ہے تاکہ سوز و گداز کی بھٹی گرم رہے۔ رقت کے آنسوؤں سے دل کا زنگ دہل جائے اور محبوب کے صورت میں ممکن ہے جب محبوب کا ذکر محبت سے کیا جائے، عقیدت سے پڑھا جائے، ہندو پاک کے مشہور اہل قلم نعیم صدیقی نے چودھری صاحب کے طرزِ فکر اور معیارِ تحریر پر اعتماد کا اظہار کیا ہے (۹۵)۔ اسی طرز پر دو کتابیں اور ہیں ”غارِ حراء سے غارِ ثور تک“، ”محمد، ہجرت سے الرفیق الاعلیٰ تک“ ایک اور کتاب ”حیاتِ رسول سوالات و جوابات“ کے نام سے لکھی جو سیرتِ نبوی کے ہر گوشے پر تقریباً ۹۰۰ سوالات کا مجموعہ ہے۔ اسکولوں، کالجوں کے لڑکے جو سیرت کے مقابلوں میں حصہ لیتے ہیں ان کے لیے گائیڈ کا کام دے گی۔ (۹۶)

## سیرت رحمتہ للعلمین پر دیگر کتابیں

( سیرۃ المصطفیٰ: مولوی محمد ابراہیم سیالکوٹی، تاریخ نبوی: مولوی محمد ابراہیم سیالکوٹی، سوانح پیغمبر اسلام: حافظ عبدالوکیل بن عبید اللہ عمر پوری، سید الکونین: مولانا محمد صادق سیالکوٹی، ساقی کوثر، مولانا محمد صادق سیالکوٹی، کلمۃ العنبر یہ فی مدح خیر البریہ: نواب صدیق حسن خاں، ذکر جمیل: حبیب الرحمن شروانی، ذکر شریف: حبیب الرحمن شروانی، ذکر حبیب: حبیب الرحمن شروانی، ذکر محبوب: حبیب الرحمن شروانی، نور محمدی: مائل خیر آبادی، رسول کریم: مائل خیر آبادی، رسالت کے سائے میں: تالیف ڈاکٹر عبدالخلیم عولیس ترجمہ مقتدی احسن ازھری، ہمارے رسول پاک: طالب الہاشمی، رسول کریم کی جنگی اسکیم: عبدالباری، حیات رسول ۱۲۵۰ سوالات کے جوابات، رسول کریم کی سماجی زندگی: متین طارق بانپتی، حضرت محمدؐ، ہجرت سے الرفیق الاعلیٰ تک: علی اصغر چودھری، لمحات نبوی: محمد الیاس ندوی، حیات سرور کائنات: ابوبکر سراج الدین، مطالعہ سیرت، سیرت رسول کا علمی اور تاریخی مطالعہ: مولانا وحید الدین خان، آئینہ رسالت مرتبہ

صفحہ  
 فیصل مسعود۔ قصص الانبیاء اصحاب و صالحین: مولانا محمد حنیف الرحمن سیوہاروی، تلخیص  
 قصص القرآن مرتبہ سید تنظیم حسین، سیرت کوئیز سوال و جواب کے آئینے میں ترتیب و  
 تشکیل لطف اللہ گوہر معاون طارق محمود بہ تجدید نظر سعید مرتضیٰ زیدی، سیرت مصطفیٰ خلق  
 عظیم: امیر المؤمنین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ مرتب ابن عبدالشکور، خطبات بنگلور پیغمبر  
 انسانیت: مولانا خالد سیف اللہ رحمانی۔ سیرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، جلد اول ظہور  
 قدسی سے مسجد قبا تک: شاہ مصباح الدین شکیل۔ سیرت احمد مجتبیٰ حیات طیبہ کا مدنی دور جلد  
 دوم: شاہ مصباح الدین شکیل، سیرت احمد مجتبیٰ صلح حدیبیہ سے سفر جاودانی تک حیات طیبہ کا  
 آخری دور جلد سوم: شاہ مصباح الدین شکیل، سیرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم (۱۰ ضخیم  
 جلدیں): پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری

صلوٰۃ و سلام ہو اس ذات پر جس کے ذریعہ میری زندگی کو روشنی ملی جس کی زندگی  
 کو پڑھ کر فکر و نظر کو گہرائی ملی۔ خیالات کو بلندی ملی، جذبات کو ستھرائی و پاکیزگی ملی، فضائل  
 اخلاق اور حسن عمل کا کامل ترین اسوہ ملا۔ عزم و حوصلہ اور صبر و استقلال کا بلند ترین نمونہ ملا۔  
 سیادت و قیادت اور پیشوائی و فرمان روائی کی کامیاب ترین مثال ملی اور عبدیت و بندگی کی  
 اعلیٰ ترین تصویر ملی

صلوٰۃ و سلام ہو اس ذات پر جس کا اتباع میری زندگی کا سرمایہ اور جس کی شفاعت  
 میری آخرت کا سہارا ہے جس کے فیض سے میرے قلم کو گویائی ملی جس کی زندگی اور پیغام سے  
 لوگوں کو باخبر کرنا انسانیت کی سب سے بڑی خدمت اور میری سب سے بڑی سعادت ہے۔

ع نقش ہیں سب ناتمام خون جگر کے بغیر

- ۱ شبلی نعمانی، سیرۃ النبی، جلد اول، مکتبہ مدینہ اردو بازار، لاہور ۱۴۰۸ھ
- ۲ مولوی سید احمد دہلوی، فرہنگ آصفی، جلد دوم، دوسرا ایڈیشن ص: ۱۲۳۶، ترقی اردو بیورونٹی دہلی، ۱۹۷۳ء
- ۳ حضرت مہذب لکھنوی، مہذب اللغات، جلد ہفتم ص: ۶۷ مطبوعہ سرفراز قوی پریس لکھنؤ
- ۴ سید احمد دہلوی، فرہنگ آصفیہ، جلد دوم، دوسرا ایڈیشن ص: ۱۲۳۶، ۱۹۷۳ء
- ۵ شاہ عبدالعزیز دہلوی، عجائب نافعہ ص: ۱۴۰ بحوالہ نقوش رسول نمبر جلد اول، ص: ۱۵۲ ادارہ فروغ اردو لاہور، ۱۹۸۴ء
- ۶ مولانا فیروز الدین دہلوی، فیروز اللغات اردو، ص: ۸۲۷ جدید ایڈیشن انجم بک ڈپو دہلی، ۱۹۸۷ء
- ۷ عبدالرحمن جلال الدین سیوطی مترجم حکیم غلام معین الدین نعیمی، خصائص الکبریٰ (اردو) جلد اول، ص: ۷، ۱۹۸۸ء
- ۸ شہر یار مدیر سہ ماہی فکر و نظر شبلی نمبر (شمارہ جون) علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، ۱۹۹۶ء
- ۹ محمد طفیل، نقوش رسول نمبر جلد ۱۰، ص: ۲۳۴، ادارہ فروغ اردو لاہور، ۱۹۸۴ء
- ۱۰ محمد طفیل، نقوش رسول نمبر جلد ۱۰، ص: ۲۰۰، ادارہ فروغ اردو لاہور، ۱۹۸۴ء
- ۱۱ شبلی نعمانی، سیرۃ النبی جلد اول ص: ۲۳ مکتبہ مدینہ اردو بازار لاہور صفر المنظر ۱۴۰۸ھ
- ۱۲ اکبر شاہ نجیب آبادی، تاریخ اسلام جلد اول، دوسرا ایڈیشن ص: ۲۳ مکتبہ رحمت دیوبند یوپی
- ۱۳ وحید الزماں قاسمی کرانوی، القاموس الجدید، ص: ۳۳۹ کتب خانہ حسینہ دیوبند، یوپی، ۱۹۸۹ء
- ۱۴ عبدالحفیظ بلیاوی مصباح اللغات ص: ۲۹۲ خلیلیا کتب خانہ لال باغ ڈھاکہ ۱۹۵۰ء

سید احمد دہلوی، فرہنگ آصفیہ، ص: ۱۰۲۵ ترقی اردو بورڈ دہلی ۱۹۷۳ء	۱۵
محمد عبدالرشید نعمانی، مکمل لغات قرآن جلد سوم ص: ۷۵ ندوۃ المصنفین جامع مسجد دہلی	۱۶
شاہ عبدالقادر موضوع القرآن (تفسیر سورہ مریم)	۱۷
شبلی نعمانی رسید سلیمان ندوی، سیرت النبی جلد اول ص: ۶۳ مکتبہ مدینہ اردو بازار	۱۸
لاہور ۱۴۰۸ھ	

غلام رسول مہر رسول رحمت ص: ۱۲۶ اعتقاد پیشنگ ہاوس دہلی ۱۹۸۶ء	۱۹
محمد طیب مقالہ سیرت کی جامعیت کے چند بنیادی اصول / نقوس جلد اول	۲۰
ادارہ فروغ اردو، لاہور ۱۹۸۳ء ص: ۳۹	
بحوالہ مناظر احسن گیلانی "مدوین حدیث" ص: مکتبہ تھانوی، دیوبند ۱۹۸۳ء	۲۱
بحوالہ مناظر احسن گیلانی "مدوین حدیث" (اردو عکسی) ص: ۴۵ مکتبہ تھانوی ۱۹۸۳ء	۲۲
شبلی نعمانی / سلیمان ندوی بحوالہ سیرۃ النبی جلد اول ص: ۲۹، مکتبہ مدینہ اردو	۲۳
بازار لاہور ۱۴۰۸ھ	

جو زف ہوزوونس مترجم نثار احمد فاروقی، سیرۃ نبوی کی اولین کتابیں اور ان کے مؤلفین ص: ۲۰،	۲۴
---	----

اسلامک بک فاؤنڈیشن، نئی دہلی، اشاعت ثانی ۱۹۹۸ء	
شبلی نعمانی رسید سلیمان ندوی سیرۃ النبی جلد اول ص: ۳۱	۲۵
تفصیل ملاحظہ ہو تحقیقات اسلامی ۱۹۸۴ء	۲۶

الثقافة الاسلامیة الہند للسیّد عبدالحی ص: ۱۰۷، تحقیقات اسلامی ۱۹۸۴ء	۲۷
کتوب - دسمبر، اسلامی	

علوم و فنون ہندوستان میں مولانا ابوالعرفان	
مدارج النبوة	۲۸

محمد صبغت اللہ، فوائد بدریہ، ص: ۲ المطابع مشین پریس عثمان گنج حیدرآباد ۱۳۳۱ھ	۲۹
--	----

- ۳۰ عبدالحق محدث دہلوی / مترجم معین الدین نعیمی "مدراج النبوت" حصہ دوم، ۱۹۸۹ء
- ۳۱ موج کوثر شیخ محمد اکرام ص: ۷۷-۱۱۱ تراجم علمائے حدیث ہند، ص: ۱۱۳-۱۲۰  
حیات جاوید مولانا حالی
- ۳۲ ڈاکٹر مشتاق احمد سرسید احمد خاں کی نثری خدمات ص: ۶۵-۱۶۳ بچو کیشنل  
پبلشنگ ہاؤس دہلی، ۱۹۹۸ء
- ۳۳ خلیق احمد نظامی "علی گڑھ کی علمی خدمات" ص: ۱۲۰۔ نجم ترقی اردو (ہند) نئی دہلی ۱۹۹۳ء
- ۳۴ الطاف حسین حالی حیات جاوید ص: ۱۵۸ ترقی اردو بیورو، نئی دہلی ۱۹۰۴ء
- ۳۵ حیات جاوید مولانا حالی، الفرقان جون، ۱۹۶۸ء
- ۳۶ حیات شبلی / سید سلیمان ندوی، موج کوثر ص: ۲۲۱ شیخ محمد اکرم، تاریخ ندوۃ العلماء  
ج ۲، ص: ۵۰
- ۳۷ معارف اگست ۱۹۸۶ء سید صباح الدین عبدالرحمن
- ۳۸ معارف سلیمان نمبر ص: ۱۸۲
- ۳۹ سیرۃ تعمیر حیات لکھنؤ۔ اپریل۔ مئی، ۱۹۹۰ء
- ۴۰ تحقیقات اسلامی اپریل، جون ۱۹۸۴ء
- ۴۱ یاد رفتگاں: سید سلیمان ندوی، جماعت اہل حدیث کی تصنیفی خدمات، ص: ۴۱
- ۴۲ رحمۃ للعلمین ص: ۸، ج: ۳، سید سلیمان ندوی ص: ۲، رحمۃ للعلمین ج: ۲، ص: ۳۲۷
- ۴۳ حیات شبلی السید سلیمان ندوی موج کوثر ص: ۲۲۱ شیخ محمد اکرام تاریخ ندوۃ العلماء  
جلد ۲، ص: ۵۰
- ۴۴ حیات سلیمان از شامعین الدین، سید سلیمان کی علمی و دینی خدمات پر ایک  
نظر، تاریخ ندوۃ العلماء
- ۴۵ سید مصباح الدین عبدالرحمن: سید سلیمان کی علمی و دینی خدمات پر ایک نظر

ص: ۲۸-۲۹

- ۴۶ الفرقان جون ۱۹۶۸ء، رحمت عالم مقدمہ از حبیب اللہ، سید سلیمان ندوی کی علمی و دینی خدمات پر ایک نظر، ص: ۴
- ۴۷ موج کوثر، ص: ۲۲۸، الفرقان (آزاد کی خودنوشت سوانح عمری) مولانا نسیم احمد فریدی
- ۴۸ ابوالکلام آزاد "رسول رحمت" ص: ۱۱۸ اعتقاد پبلشنگ ہاؤس، ۱۹۸۶ء
- ۴۹ تاریخ ندوۃ العلماء، تعمیر حیات ۱۹۹۲ء دسمبر
- ۵۰ ایک شخص ایک کارواں
- ۵۱ سیرت سرور عالم
- ۵۲ تاریخ دارالعلوم ج: ۲، ص: ۵۱-۵۲
- ۵۳ مقدمہ نشر الطیب فی ذکر النبی الحبيب
- ۵۴ غلام علی مہری (قاضی) مصباح المجالس ص: ۳۹۲ مطبع کریمی بمبئی ۱۳۳۷ھ
- ۵۵ غلام علی مہری (قاضی) مصباح المجالس ص: ۳۹۶ مطبع کریمی بمبئی ۱۳۳۷ھ
- ۵۶ غلام علی مہری (قاضی) مصباح المجالس ص: ۸-۹ مطبع کریمی بمبئی ۱۳۳۷ھ
- ۵۷ ایضاً ص: ۱۲
- ۵۸ غلام علی مہری مصباح المجالس ص: ۱۱۰ مطبع کریمی بمبئی، ۱۳۳۷ھ
- ۵۹ عبدالحی احقر جنان السیر ص: ۱۹ تاج بک ڈپوٹی مارکیٹ بنگلور
- ۶۰ عبدالحی احقر جنان السیر ص: ۳۳۲ بک ڈپوٹی مارکیٹ بنگلور، تاریخ اشاعت دورج نہیں
- ۶۱ عبدالرزاق حافظ باقوی قمرنامہ اسلام ص: ۱۲۸ حافظ پبلی کیشنز میل و شمارم ۱۹۹۰
- ۶۲ آدم شیخ سہ ماہی نوائے ادب جلد ۳۹ شماره: ۱ مقالہ قیصر الجعفری کی نعت گوئی چراغ حرا کی روشنی میں از شفیق الرحمن شارق ص: ۱۳۳ مجمن اسلام ریسرچ انسٹی ٹیوٹ بمبئی اپریل، ۱۹۹۹ء
- ۶۳ یاد رفتگان ص: ۲۲۶ سید صباح الدین عبدالرحمن



تلاش جدید نئی دہلی نومبر ۱۹۹۱ء	۶۴
معارف ستمبر ۱۹۴۰ء	۶۵
الرحیق المختوم	۶۶
سیرت النبی کامل - ابن ہشام حصہ اول دہلی ص: ۲۸	۶۷
رحلت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۶۸
تحقیقات اسلامی دسمبر ۱۹۸۳ء معارف دسمبر ۱۹۶۰ء البدر کا کوری اگست ۱۹۹۲ء	۶۹
حیات نوبل ریاض، البعث الاسلامی، الحسنات اکتوبر ۱۹۹۲ء	
رسول اکرم کی جنگ اسکیم	۷۰
عہد نبوی کے غزوات و سرایا	۷۱
تعمیر حیات دسمبر ۱۹۹۲ء	۷۲
برہان دسمبر ۱۹۶۱ء، تاریخ دارالعلوم ج: ۱، ص: ۵۳۱-۵۳۲	۷۳
پیغمبر انقلاب	۷۴
تاریخ الاسلام و المسلمین	۷۵
مولانا عبدالحق دارالعلوم دیوبند	۷۶
معارف جون ۱۹۳۸ء	۷۷
مقدمہ کتاب از علی میاں ندوی، معارف اگست ۱۹۶۰ء الفرقان اپریل ۱۹۸۰ء	۷۸
مقدمہ پیغمبر عالم از فارقلیط	۷۹
مقدمہ اسلام کا عالمگیر پیغام	۸۰
مقدمہ تاریخ اسلام	۸۱
تاریخ دارالعلوم دیوبند، ج: ۲، ص: ۱۳۰	۸۲
سیرت خاتم الانبیاء	۸۳
ختم نبوت	۸۴

تاریخ دارالعلوم دیوبند، ج: ۲، ص: ۱۳۳	۸۵
آفتاب نبوت	۸۶
الفرقان ۱۳۶ھ	۸۷
تاریخ دارالعلوم، ج: ۲، ص: ۱۵۹	۸۸
سیرت طیبہ	۸۹
محمد عنایت احمد "تواریخ حبیب اللہ" ص: ۱۹۹، مطبع مجیدی کانیپور، ۱۳۳۵ھ	۹۰
آفتاب عالم	۹۱
درتیم	۹۲
محمد عربی	۹۳
جلوہ فاراں	۹۴
آغوش آمنہ فارحراتک	۹۵
حیات رسول سوالات و جوابات	۹۶

اردو میں سیرت طیبہ پر  
علامہ ہند کی تصانیف

نشاط احمد عمری  
ایم۔ اے، ایم۔ فل